سو موضوع
پانچ سو داستان
مولانا سید علی اکبر صداقت
مترجم
مولانا سید مجیب الحسن نقوی
مصباح القرآن ٹرسٹ
لاہور۔ پاکستان

سو موضوع، پانچ سو داستان

جلد سوم

تالیف

مولانا سید علی اکبر صداقت

مترجم

مولانا سید مجیب الحسن نقوی

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

قرآن سینٹر 24 الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔ 0321-4481214,042-37314311

نام کتاب	:	سوموضوع، پانچ سوداستان
جلد	:	سوم
مؤلف	:	مولانا سید علی اکبر صداقت
مترجم	:	مولانا سید مجیب الحسن نقوی
فنی معاونت	:	قلب علی سیال
کمپوزنگ	:	فضل عباس سیال (الحمد گرافکس لاہور)
سال اشاعت	:	ستمبر 2013ء
ناشر	:	مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور
ہدیہ مکمل سیٹ جلد اوّل تا سوم	:	

اس کتاب کی اشاعت کے لیے سید تسلیم حیدر زیدی نے تعاون فرمایا ہے ہماری دعا ہے کہ خداوند عالم ان کی توفیقاتِ خیر میں اضافہ فرمائے اور ان کے مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔ ادارہ

ملنے کا پتہ

محمد علی بک ایجنسی، اسلام آباد 051-2557471

معراج کمپنی، اُردو بازار، لاہور۔ 042-37361214

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

قارئین کرام!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الحمدللہ! مصباح القرآن ٹرسٹ۔۔۔۔۔عرصہ دراز سے دورِ حاضر کی بعض عظیم ترین تفاسیر وتالیفات کی نشرواشاعت کے سلسلہ میں ایک عظیم اور پُر وقار مرکز کی حیثیت سے اُمت مسلمہ کیلئے اپنی عاجزانہ خدمات انجام دے رہا ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''سو موضوع، پانچ سو داستان'' مولانا سید علی اکبر صداقت کی تصنیف ہے۔ تاریخ کو عالم انسانیت میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ انسان واقعات گذشتہ سے آشنا ہو کر اپنے مستقبل کو روشن بنا سکتا ہے۔ موجودہ زندگی گزرے ہوؤں کی زندگی سے درس حاصل کرتی ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''سو موضوع، پانچ سو داستان'' کی پبلشنگ کا مشورہ مولانا محمد افضل حیدری نے ادارہ ھذا کو دیا۔ ادارہ نے کتاب ھذا کا ترجمہ کروانے کیلئے دو مترجمین ''مولانا محمد حسن جعفری اور مولانا مجیب الحسن نقوی'' کا انتخاب کیا۔ مولانا محمد حسن جعفری نے ''سو موضوع، پانچ سو داستان جلد اوّل'' کا اُردو میں ترجمہ کیا جبکہ مولانا مجیب الحسن نقوی نے ''سو موضوع، پانچ سو داستان جلد دوم اور جلد سوم'' کا اُردو میں ترجمہ کیا۔ ادارہ دونوں صاحبان کا تہہ دل سے مشکور ہے۔

زیرِ نظر کتاب سے نہ صرف علمائے کرام بلکہ عام آدمی بھی استفادہ کر سکتا ہے۔ بلاشبہ اہل سٹیج کیلئے لاجواب تحفہ ہے۔ مزید برآں مصباح القرآن ٹرسٹ کی ویب سائٹ ''اپ لوڈنگ'' کے مراحل میں ہے۔ بہت جلد آپ ہماری تمام کتب ہماری ویب سائٹ **www.misbahulqurantrust.com** کے ذریعے گھر بیٹھے پڑھ سکیں گے۔

ہمیں اُمید ہے کہ صاحبانِ علم وتحقیق حسبِ سابق ''مصباح القرآن ٹرسٹ'' کی اس کوشش کو بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور اس گوہر نایاب سے بھرپور علمی وعملی استفادہ فرمائیں گے۔ اور ادارہ کو اپنی قیمتی تجاویز وآراء سے ضرور مستفید فرمائیں گے۔۔۔ والسلام

اراکین

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

فہرست مضامین

سوموضوع، پانچ سوداستان جلدنمبر3

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر
۳۔ہم پلہ	252
۴۔شیطان	252
۵۔آگ کا شعلہ	252
باب نمبر96 ریاکاری	253
ا۔اپنی اجرت لو	253
۲۔اعمال میں ریاکاری	254
۳۔بے نیاز	254
۴۔مسجد میں رونا	254
۵۔تین افراد	254
باب نمبر97 نماز تہجد	255
ا۔بھوک اور نماز تہجد	255
۲۔رسی	255
۳۔دنیا و آخرت	256
۴۔سارے گھر والے	256
۵۔قید میں نماز تہجد	256
باب نمبر98 اچھا اور اچھائی	257
ا۔ملخ (ٹڈی) کے ساتھ بھی نیکی	257
۲۔اچھا جواب	257
۳۔قیدی کی جگہ	258
۴۔مناسب جواب	258
۵۔ماں باپ کے بعد	258
باب نمبر99 مومن کی موت	259
ا۔خلیفہ کی موت	259
۲۔پکاریں اور میں جواب دوں	260
۳۔شیخ محمد باقر قاموسی	260
۴۔بندہ نوازی	260
۵۔اس سے جاملیں گے	261
باب نمبر100 معصومین کی ازواج	262
ا۔بی بی شہربانو (سلام اللہ علیہا)	262
۲۔بی بی حمیدہ (سلام اللہ علیہا)	263
۳۔بی بی نجمہ (سلام اللہ علیہا)	263
۴۔بی بی خیزران (سلام اللہ علیہا)	264
۵۔بی بی فاطمہ (سلام اللہ علیہا)	264

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوموضوع، پانچ سوداستان جلدنمبر 3

اخلاقی، علمی وتربیتی حکایات کا خوبصورت اوردلچسپ مجموعہ جس میں آیات وروایات کا حوالہ اور معجزات معصومین کا ذکر شامل ہے۔اس میں پانچ سوداستانیں رقم کی گئی ہیں۔

مصنف: سید علی اکبر صداقت

ترجمہ: مولانا سید مجیب الحسن نقوی

مقدمہ

''سوموضوع پانچ سو کہانیاں کی پہلی جلد شائع ہونے کے بعد بے انتہا عوامی استقبال اور پسندیدگی کے بعد دوسری جلد کی اشاعت کی سلسلے کو آگے بڑھایا گیا۔ گذشتہ کتاب میں ہر موضوع پر ایک آیت روایت اور پانچ اخلاقی، تربیتی نصیحتوں پر مشتمل کہانیاں جمع کی گئی تھیں۔ یہ انداز بھی لوگوں نے بہت پسند کیا۔

اس لیے بہت سے دوست احباب کی طرف سے مزید ایک سوموضوعات پر اسی طریقہ کار کے مطابق کتاب کی دوسری جلد لکھنے کی تاکید کی گئی۔ پہلے تو میرا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا لیکن دوستوں کی فرمائش اور اصرار کو ملحوظ رکھتے ہوئے گذشتہ روش پر چلتے ہوئے تمام نقائص کے ساتھ قارئین کیلئے یہ دوسری جلد کتاب آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

ان کہانیوں سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ

۱۔ ان کے ذریعے عبرت اور نصیحت حاصل کی جائے۔

۲۔ گذشتگان کی زندگی پر غور کیا جائے جو ہمارے لئے عملی نمونہ ہے۔

واقعات جتنا زیادہ حقیقت سے قریب ہونگے اتنا ہی زیادہ انسانی روح ونفسیات پر گہرے اثرات ہونگے، انسانی سوچ اور فکر گہری ہوتی ہے۔

باب نمبر 1

حالت نزع

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ، حَتّٰىٓ اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ (نساء ۱۸)

''اور برے کام کرنے والوں میں سے جب کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں۔ یہ توبہ نہیں ہے۔

حدیث: قال رسول الله لقنوا امواتاكم كلمة لا اله الا الله (سفينة البحار)

پیغمبرؐ نے فرمایا: لوگوں کو جان کنی کی حالت میں کلمہ لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔

ا۔ سلمان:

زاذان کہتا کہ میں سلمان فارسی کی زندگی کے آخری لمحات میں اس کے پاس تھا۔ میں نے کہا آپکو کون غسل دے گا۔ انہوں نے کہا: وہی جس نے پیامبر کو غسل دیا۔'' میں نے کہا: وہ مدینہ میں ہیں اور آپ مدائن (عراق) یہ کس طرح ممکن ہے؟ انہوں نے کہا جونہی میری ٹھوڑی باندھو گے ان کے پاؤں کی آواز محسوس کرلو گے کیونکہ رسول خدا نے مجھے اس امر سے آگاہ کیا ہے۔ پس میں نے ان کی ٹھوڑی باندھی اور دروازے پر آیا۔ میں نے دیکھا کہ امیر المومنین علیہ السلام قنبر کے ہمراہ سواری سے اترے ہیں۔

۲۔ بُری آواز والا قاری:

شیخ بہائی کہتے ہیں: ملا جم میں کم نظیر ہیں۔ جب اُن پر وقت نزع تھا۔ تو ایک آدمی کو ان کے پاس لایا گیا تا کہ قرآن پاک کی تلاوت کرے۔ اس آدمی کی آواز کافی بھدی تھی۔ جب اس نے قرأت کو طول دیا تو ملا نے فارسی میں کہا: بس کرو میں مرا جاتا ہوں، اور واقعاً اسی وقت وفات پا گئے۔

۳۔ نزع کی حالت میں بھی حمایت:

جنگِ اُحد کے خاتمے پر رسول اکرمؐ نے فرمایا: کون سعد بن ربیع کا پتہ کرے گا چونکہ فلاں مقام پر بارہ افراد اس کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں؟ ابی بن کعب نے عرض کیا: میں یہ کام کروں گا لہٰذا جس طرف پیغمبرؐ نے اشارہ فرمایا تھا وہاں گیا اور مقتولین کے درمیان اس کا نام لے کر دو بار پکارا لیکن کوئی جواب نہ ملا ابی بن کعب بولے: میں تیسری مرتبہ کہہ رہا ہوں اے سعد، پیغمبرؐ نے تمہاری خیریت دریافت کی ہے۔ سعد جو جان کنی کی حالت میں تھے ایک جھٹکے سے اس طرح اُٹھے جیسے چوزہ انڈے سے جست لگا کر باہر نکلتا ہے۔ اور پوچھا کیا رسولؐ خدا زندہ ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا ہے کہ بارہ نیزہ بردار تمہارا محاصرہ کئے ہوئے تھے اُنہوں نے کہا: پیغمبرؐ نے سچ فرمایا ہے۔ ان حضرت کو میرا اسلام پہنچانا اور انصار سے کہنا کہ مقام عقبہ پر پیغمبرؐ سے کیا گیا عہد کہیں بھول نہ جائیں۔ اگر ایک کانٹا بھی پیغمبرؐ کے پاؤں میں چبھے تو وہ خدا کے حضور قابل معافی نہ ہونگے پھر ایک دردناک آہ بھری، خون کا فوارہ ان کی رگوں سے جاری ہوا اور وہ شہید ہو گئے۔ ابی بن کعب کہتے ہیں میں پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کا پیغام پہنچایا۔ آپؐ نے فرمایا: خدا اس پر رحمت نازل کرے جب تک زندہ رہے ہماری مدد کرتے رہے اور مرتے وقت بھی ہماری حمایت کرے گے۔''

۴۔ فضیل کا شاگرد:

فضیل بن عیاض کا ایک شاگرد تھا جو دوسرے شاگردوں کی نسبت زیادہ قابل تھا۔ جب وہ حالت نزع کو پہنچا تو فضیل نے اسے شہادتین کی تلقین کی لیکن وہ اسے زبان پر جاری نہ کر سکا اور کہا: میں یہ نہیں بولوں گا۔ فضیل نے سورہ یٰس کی تلاوت شروع کردی لیکن شاگرد نے اُسے تلاوت سے روک دیا اور دُنیا سے رخصت ہو گیا۔ فضیل بہت افسردہ تھا کہ اس رات اس نے عالم خواب میں دیکھا فرشتے اسے جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں فضیل نے اُس سے حالتِ نزع میں تلقین شہادتین نہ پڑھنے کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا : اوّل یہ کہ میں چغل خوری کرتا تھا دوسرا میں دوستوں سے حسد کرتا تھا اور تیسرا مجھے ایسا مرض لاحق تھا کہ جس کے بارے میں ڈاکٹر کا کہنا تھا۔ مجھے ایک سال کے دوران ایک گلاس شراب ضرور پینی چاہئے۔ ورنہ میرا مرض بگڑ سکتا ہے لہٰذا میں نے مسلسل اس پر عمل کیا۔

۵۔ گلے میں رسی:

عمرو عاص ایک مکار سیاست دان تھا جس کی سوچ اور فکر سے معاویہ نے امیر المومنین کے خلاف بہت استفادہ کیا وہ سال ۴۳ھ تک ۹۰ سال زندہ رہا جب حالتِ نزع کو پہنچا تو بظاہر اپنے کئے پر بہت پشیمان ہوتا تھا' روتا تھا: اور کہتا تھا خدایا! میں نے تیری اطاعت نہیں کی تو نے مجھے برائیوں سے روکا لیکن مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ ابن عباس جب اس کے پاس آئے تو وہ کہنے لگا: ''میں اس وقت اس شخص کی مانند ہوں جس کے گلے میں رسی ڈال کر اُسے زمین و آسمان کے درمیان لٹکا دیا گیا ہو کہ نہ اُس کے ہاتھ آسمان تک پہنچ سکیں اور نہ پاؤں زمین کو چھو سکیں۔

باب نمبر 2

موت سے آگاہی

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ

(وہ وقت یاد کرو) خدا نے عیسیٰ سے کہا! میں تمہیں لے لوں گا۔ (آل عمران)

حضرت علیؑ نے فرمایا:

ان اللہ سبحانہ ملکا ینادی فی کل یوم یا اھل الدنیا لدا للموت

بے شک اللہ تعالیٰ سبحانہ کا ایک فرشتہ ہے جو ہر روز منادی کرتا ہے کہ اے دنیا کے لوگوں! پیدا کرو مرنے کے لیے۔

ا۔ کنیز کی وفات:

ہشام بن حکم کہتا ہے "میرا ارادہ تھا کہ میں سرزمین منیٰ میں ایک کنیز خریدوں میں نے ساتویں امام کو خط لکھا اور مشورہ طلب کیا لیکن آپؑ نے کوئی جواب نہیں بھیجا۔ منیٰ میں رمی جمرات (شیطانی ستون پر پتھر مارنا) کے وقت میں نے امام کو دیکھا اُنہوں نے مجھ پر اور کنیزوں کے درمیان ایک کنیز پر نگاہ ڈالی اور مجھے اپنے خط کا جواب مل گیا۔ لکھا تھا۔ فلاں کنیز خریدنے میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر اسکی زندگی تھوڑی نہ ہو میں نے خود سے کہا بس اب میں وہ کنیز نہیں خریدوں گا۔ اس سے قبل کہ میں مکہ سے روانہ ہوتا۔ وہ کنیز فوت ہوگئی۔

۲۔ رجب سے صفر تک:

شیخ محمد باقر اصفہانی عالم عامل تھے۔ آپ ۱۳۰۰ (ھ ق) میں اعتکاف کے اعمال بجالائے۔ اسکے بعد سے ہمہ وقت درگاہوں اور زیارات مقدسہ کا اشتیاق آپ کو رہا۔ ایک دن کسی نے پوچھا: آپ کو موت کے سفر کی اتنی جلدی کیوں ہے؟ آپ نے جواب دیا: "میں تخت فولاد کے قبرستان میں اعتکاف میں مصروف تھا کہ اچانک غیر معمولی طور پر مجھ پر انکشاف ہوا جیسے میری موت نزدیک ہے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں وہاں مروں تا کہ دوسروں کو میرا جنازہ لے جانے کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے"۔ پھر ایک رات اُنہوں

نے سفر شروع کیا اور ۱۳۰۱ھ کی شب عاشورہ کو کربلا پہنچے اسکے بعد نجف گئے اور حکم دیا کہ آپکے جد شیخ جعفر کی قبر کے ساتھ ایک قبر کی کھدائی کی جائے۔ بعد از آں اپنے دادا کے گھر تشریف لے گئے اور وہیں ماہِ صفر میں رحمت ایزدی سے جا ملے۔

۳۔ یکم محرم:

صوفی منش بزرگ آیت اللہ کشمیری استاد تھے جو علم منطق کے ماہر اور قفقاز کے شہر باکو کے رہنے والے تھے اُنہوں نے بتایا: ایک روز یکم محرم کے دن میں مدرسہ سید محمد کاظم یزدی کے حوض کے کنارے کھڑا تھا وہاں شیخ مرتضیٰ طالقانی وضو فرما رہے تھے۔ مجھ سے کہنے لگے: میں اگلے دس سال بعد اسی تاریخ (یکم محرم) کو دنیاء فانی سے کوچ کر جاؤں گا اور بالکل ایسا ہی ہوا۔ آپ دس سال بعد یکم محرم ۱۳۶۳ھ کو دنیا سے رخصت ہوئے......... مرحوم شیخ محمد تقی جعفری فرماتے ہیں کہ یکم محرم سے دو روز قبل میں ان کی خدمت میں درس کے لیے حاضر ہوا۔ اُنہوں نے فرمایا: درس ختم ہو چکا، میں مسافر ہوں طالقان کا گدھا چلا گیا اور کاٹھی رہ گئی۔ روح چلی گئی اور اس کا جسم رہ گیا۔ اسکے دو روز بعد آپ وفات پا گئے۔

۴۔ جنگِ تبوک میں خبر دی:

جب ابوذر کی بیوی اور بیٹا ذر، ربذہ میں فوت ہو گئے تو ابوذر اپنی بیٹی کے ہمراہ تنہا زندگی گزارنے لگے۔ ان کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ تھا۔ ان کی بیٹی نے بتایا کہ "تین دن ہم نے بھوک پیاس میں گزارے پھر میرے والد نے صحرا کی ریت جمع کی اور اپنا سر اس پر ٹکا دیا۔ مجھے لگا جیسے والد جان کنی کی حالت میں ہیں۔ میں روئی اور کہا: تن تنہا اس صحرا میں کیا کروں گی؟" والد کہنے لگے "میرے مرنے کے بعد اہل عراق سے ایک قافلہ آئے گا جو میرا غسل و کفن اور دفن کرے گا۔ میرے حبیب رسول خدا ﷺ نے غزوۂ تبوک میں مجھے اس کی خبر دی تھی مرنے کے بعد میری عبا میرے سر پر ڈال دینا اور عراق کے راستے میں بیٹھ جانا جونہی کوئی قافلہ آئے ان سے کہنا ابوذر وفات کر گئے ہیں پس میرے والد فوت ہو گئے اور اھل عراق سے ایک قافلہ آیا جس میں مالک اشتر بھی شامل تھے انہوں نے میرے والد کا غسل و کفن اور دفن کیا۔

۵۔ آئندہ سال میں زندہ نہ رہوں گا:

حسین بن روح نوبختی امام زمانہ علیہ السلام کے تیسرے خاص نائب تھے۔ محمد بن صیرفی بلخی بتاتے ہیں کہ جب میں خانہ خدا کی زیارت کی نیت سے نکلا تو بلخ کے لوگوں نے کافی مقدار میں سونے اور چاندی کی اینٹیں مجھے دیں اور کہا کہ: انہیں سامرا امام زمانہ علیہ السلام کے نمائندے تک پہنچا دوں جس وقت میں سرخس پہنچا تو ایک ریتلی جگہ پر سونے کی اینٹ، نرم ریت میں کہیں اندر گم ہو گئی۔ ہمدان سے میں نے ویسی ہی سونے کی اینٹ خریدی اور اسکی جگہ رکھ دی سامرا پہنچ کر حسین بن روح کی خدمت میں حاضر ہوا اور امانت اُنکے حوالے کی انہوں نے میرے خریدی ہوئی سونے کی اینٹ مجھے واپس دی اور کہا یہ ہماری نہیں ہے۔ ہماری اینٹ سرخس میں ریتلی چادر

کے نیچے دب گئی ہے۔ جب واپس جاؤ تو اُسی جگہ جانا تمہیں وہ مل جائے گی آئندہ سال جب تم آؤ گے میں زندہ نہیں ہوں گا۔ حج سے واپسی پر میں اُسی جگہ گیا اور ریت سے طلائی اینٹ کو ڈھونڈ لیا۔ جب اگلے سال سامرا آیا تو حسین بن روح فوت ہو چکے تھے (۳۲۶ مدفن بغداد) ان کی بات حرف بحرف سچ ہوئی اور میں نے وہ طلائی اینٹ چوتھے نائب کو دے دی

باب نمبر 3

غیب کی باتیں اور خبریں

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

عالم الغیب وہی ہے اور وہ کسی شخص کو بھی اپنے غیب کے اسرار پر آگاہ نہیں کرتا مگر ان رسولوں کو جنہیں اس نے منتخب کر لیا ہے۔ (سورہ جن۔ ۲۶)

عمار اسا باطی قال سالت اباعبدالله عن الامام یعلم الغیب؛ فقال لا ولکن اذا اردان یعلم اشی اعلمه الله ذلك۔

عمار ساباطی کہتے ہیں: میں نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا: کیا امام علیہ السلام غیب کا علم جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں لیکن جب وہ کسی چیز کو جاننے کا ارادہ کریں تو خداوند انہیں آگاہ کر دیتا ہے۔ (اصول کافی جلد ا۔ ص ۲۰۱)

ا۔ حجاج بن یوسف ثقفی:

اشعث بن قیس امیر المومنین علیہ السلام کے گھر آئے۔ دروازے پر دستک دی، قنبر نے دروازہ کھولا لیکن اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ اشعث نے ان سے جھگڑا کیا اُس وقت امیر المومنین باہر تشریف لائے اور فرمایا: میرے اور تمہارے درمیان ایسا کچھ نہیں جس پر ہم جھگڑا کریں ہاں جب ثقیف کا غلام آئے گا تو ذلیل وخوار ہو جاؤ گے اشعث نے کہا وہ کون ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ جو ان ہے جو آئے گا تو عرب کا کوئی گھر ایسا نہیں بچے گا جو ذلیل ورسوا نہ ہو جائے۔ اشعث نے پوچھا: کتنے سال حکومت کرے گا؟ آپ نے فرمایا بیس سال حکومت کرے گا۔ راوندی کہتا ہے: حجاج کو ۷۵ھ میں حکومت ملی اور ۹۵ھ میں بیس سال بعد وہ واصل جہنم ہوا، اور ایسا ظلم کمایا کہ تاریخ کا چہرہ سیاہ کر گیا۔

۲۔ باب الفیل:

سوید بن غفلہ کہتا ہے ایک روز امیر المومنین علیہ السلام کے خطاب کے دوران ایک شخص منبر کے قریب سے کھڑا ہوا اور بولا: یا امیر المومنین میں وادی قریٰ سے گزر رہا تھا کہ میں نے دیکھا خالد بن عرفطہ مر گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا: وہ نہیں مرا اور نہ مرے گا یہاں تک کہ ایک گمراہ گروہ کے لشکر کا سردار بنے گا جس کا علمبردار حبیب بن حمار ہوگا۔ حبیب وہاں موجود تھا کھڑا ہوا اور بولا: میں حبیب ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! تمہی علمبردار ہو اور انہیں (دشمنانِ امام حسینؑ کو) اسی دروازے (باب الفیل مسجد کوفہ) سے داخل کرو گے۔ ثابت کہتا ہے میں زندہ تھا جب خالد سردار اور حبیب لشکر کا علمبردار تھا جو امام حسینؑ کے قتل کے لیے کربلا گئے اور باب الفیل سے مسجد کوفہ میں داخل ہوئے۔

۳۔ سکے اور کپڑے:

ریان بن صلت کہتے ہیں "میں خراسان میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور دل میں کہا کہ امام سے وہ سکے مانگوں گا جس پر ان کا نام کندہ ہے۔ امام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا: ریان وہ دینار چاہتا ہے جس پر میرا نام کندہ ہے۔ تیس دینار لاؤ اور ریان کو دے دو۔ غلام دینار لایا اور میں نے اس سے لے لیے پھر اپنے دل میں کہا کاش! اپنا لباس بھی عطا فرماتے جیسے ہی یہ خیال میرے دل میں آیا امام نے اپنے غلام کی طرف دیکھا اور فرمایا: میرا لباس دھو کر جیسا ہے لے آؤ۔ پھر اپنا لباس زیر جامہ (شلوار) اور جوتے مجھے دیے۔

۴۔ صحیفہ اور بچوں کی ولادت:

ابی بصیر کہتے ہیں کہ: میں بیٹھا تھا آپؑ نے فرمایا: کیا تم اپنے امام کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا جی آپ ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ کچھ ایسا عطا کیجئے جس سے میرے ایمان اور یقین میں اضافہ ہو۔ آپ نے فرمایا جب تم کوفہ جاؤ گے تو خدا تمہیں ایک بیٹا عطا فرمائے گا جس کا نام عیسیٰ ہوگا اُس کے بعد ایک اور بیٹا جس کا نام محمد ہوگا اور پھر دو بیٹیاں عطا فرمائے گا۔ تمہارے بچوں کے نام ہمارے صحیفہ جامعہ میں ہمارے باقی شیعوں کے ناموں کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کے والدین کے نام اور اُن کے اجداد کے نام یہاں تک کہ قیامت تک پیدا ہونے والوں کے نام ہمارے صحیفہ جامعہ میں لکھے ہیں۔ پھر ایک صحیفہ باہر لائے جو زرد رنگ کا تھا اور جس میں تمام اسماء موجود تھے۔

۵۔ لومڑی کی بیعت:

اصبغ بن نباتہ کہتا ہے: "کوفہ سے مدائن کی طرف لشکر کشی کریں ہم اتوار کے روز روانہ ہوئے لیکن عمر بن حریث اور سات

دوسرے لوگ ہمارے ساتھ نہیں آئے وہ شہر حیرہ چلے گئے اور وہاں سے بدھ کے روز چلے۔ جب سات لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ تو اُنہوں نے ایک لومڑی کو پکڑا عمر بن حریث نے کہا یہ امیر المومنین ہے آؤ اسکی بیعت کریں۔ پس جس وقت وہ جمعہ کے روز مدائن پہنچے۔ امام خطبہ دے رہے تھے اور فرمارہے تھے کہ: پیغمبرؐ نے مجھے ہزار احادیث تعلیم دیں ہر حدیث کے ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے کی ایک چابی۔ خدا کی قسم! قیامت کے دن آٹھ افراد اپنے امام کے ساتھ جو ایک لومڑی ہے محشور ہوں گے۔ اگر چاہوں تو ان کے نام بتا کر انہیں رسوا کردوں۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے دیکھا عمر بن حریث خوف کے مارے زمین پر گرا اور بے ہوش ہوگیا''

باب نمبر 4

اذان

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَوٰةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ

جب (تم اذان کہتے ہو اور لوگوں کو) نماز کے لیے پکارتے ہو تو وہ لوگ اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اسے کھیل تماشا سمجھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایسا گروہ ہیں جو عقل وادراک نہیں رکھتے (سورۃ مائدہ ۵۸)

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الموذن یغفر الله له مد صوته ویشهد له کل شی سمعه

اللہ تعالیٰ موذن کو جہاں تک اس کی آواز جائے گی بخشش فرمائے گا اور ہر وہ چیز جو اسکی آواز سنے گی اُسکی گواہی دے گی۔

ا۔ آگ کی لپیٹ میں:

شہر مدینہ میں ایک عیسائی تھا وہ جب بھی موذن کی آواز سنتا۔ اشھد ان محمد رسول اللہ، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔" کہتا خدا جھوٹے کو آگ میں جلائے اور موذن پر نفرین کرتا۔ ایک روز عیسائی کا نوکر گھر میں آگ لایا۔ عیسائی اور اسکے گھر والے سو رہے تھے آگ رفتہ رفتہ شعلہ پکڑ گئی یہاں تک کہ وہ عیسائی شخص اپنے اہل خانہ سمیت آگ کی لپیٹ میں آکر جل مرا۔

۲۔ نزولِ اذان:

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جب جبرائیل، اذان لے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے آپ کا سر مبارک مولا علی علیہ السلام کے زانو پر تھا۔ جبرائیل نے پہلے اذان اور پھر اقامت کہیں آپ نے فرمایا: یا علیؑ کیا آپؑ نے اذان جبرائیل سنی اور اسے یاد کرلیا؟ حضرت علیؑ نے ہاں میں جواب دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا بلال کو بلائیں اور اُنہیں اذان واقامت کی تعلیم دیں۔ پس حضرت علیؑ نے بلالؓ کو بلایا: اور اُنہیں اذان واقامت سکھائی۔ ایک دوسرے قول کے مطابق شب معراج نماز کے وقت حضرت جبرئیلؑ نے

اذان واقامت کہی اور نماز جماعت ادا کی گئی۔ بعد ازاں زمین پر نزول کے وقت پیغمبرؐ نے دوسروں کو اس کی تعلیم دی۔

۳۔ جھوٹ اور غلط:

عام کتابوں میں آیا ہے کہ مدینہ میں ایک مدت تک نماز کا اعلان اذان سے نہیں کیا جاتا تھا بلکہ لوگ آہستہ آہستہ جمع ہوتے اور یوں نماز کے لیے ایک جماعت تیار ہو جاتی بالآخر لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا بعض کا کہنا تھا کہ نصاریٰ کی طرح گھنٹی بجائی جائے کچھ دوسرے لوگوں نے کہا یہودیوں کی طرح بگل بجا کر نماز کا اعلان کیا جائے۔ رسول اللہؐ نے اعلانِ نماز کے لیے ایک گھنٹی کے بندوبست کا حکم دیا۔ اسی رات عبداللہ بن زید نے خواب میں دو سبز لباس پوش دیکھے جن کے ہاتھ میں گھنٹی تھی۔ ابن زید نے پوچھا: کیا اسے بیچو گے؟ وہ کہنے لگے۔ تم اسے کیوں خریدنا چاہتے ہو؟ ابن زید نے بتایا کہ ہمیں یہ اعلانِ نماز کے لیے چاہیئے۔ وہ بولے کیا تمہیں اس سے بہتر کچھ بتائیں اور ابن زید کو اذان کی تعلیم دی۔ ابن زید نے اپنا خواب پیغمبرؐ کے گوش گذار کیا۔ پیغمبر یہ سن کر خوش ہوئے اور کہا: تمہارے دوست نے خواب دیکھا ہے پس آپؐ نے حکم دیا کہ حضرت بلالؓ کو اذان سکھائی جائے کیونکہ ان کی آوز گونج دار ہے۔

۴۔ کعبہ میں اذان:

حضرت بلالؓ سفر و حضر میں رسول اللہؐ کے ہمراہ اذان کہتے تھے۔ اوّل تو یہ اذان سب کے لیے ایک نئی چیز تھی اور پھر ایک سیاہ پوست حبشی کے منہ سے یہ الفاظ سنکر لوگوں کو عجیب لگا پیغمبر اکرمؐ جب وقتِ ظہر مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کے حکم سے حضرت بلالؓ نے خانہ کعبہ کی چھت پر جا کر اذان کہی اس اذان کے اثر سے کعبے کے بت اوندھے منہ جا پڑے جس پر کسی نے کہا: مٹی میں دفن ہونا اس آواز کو سننے سے بہتر ہے کوئی بولا شکر ہے میرا باپ آج کے دن زندہ نہیں کہ کعبے کی چھت پر اس گدھے کی پکار سنتا حارث بن ہشام بولا، کیا محمد کو اس کالے کوئے کے علاوہ کوئی موذن نہیں ملا تھا۔ ابوسفیان نے کہا میں کچھ بولنے سے ڈرتا ہوں کہ مبادا یہ دیواریں محمد کو اسکی خبر پہنچا دیں۔ رسول اللہ کو اطلاع ملی تو آپ نے اپنے ایک ساتھی کو ان کے پاس بھیجا۔ ان میں صرف ایک شخص نے اقرار جرم کیا بعد ازاں اس نے توبہ کرلی اور سچا مسلمان بن گیا۔

۵۔ نامِ پیغمبر ہمراہِ نامِ خدا:

ابن عباسؓ نقل کرتے ہیں، معاویہ کا باپ ابوسفیان اپنی آخری عمر میں نابینا ہو گیا تھا۔ ایک روز ہم ایک مجلس میں بیٹھے تھے۔ حضرت علی بھی وہاں موجود تھے موذن نے اذان دی اور جب اشھد ان محمد رسول اللہ پر پہنچا تو ابوسفیان نے کہا: کیا یہاں کوئی موجود ہے جس کا لحاظ ضروری ہو؟ کسی شخص نے کہا نہیں ابوسفیان بولا "ذرا اس ھاشمی کو تو دیکھو اپنا نام کہاں تک پہنچایا ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا "خدا تجھے رُلائے اے ابوسفیان، ایسا رسولؐ نے نہیں بلکہ خدا نے کیا ہے جس نے فرمایا (ورفعنا لک ذکرک) اور ہم نے تمہارے لیے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا" انشراح ۴" ابوسفیان بولا: خدا اسے رلائے جس نے کہا یہاں کوئی نہیں اور مجھے تماشا بنایا"

باب نمبر 5

آزمائش

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ ۖ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي مَنْ تَشَاءُ ۖ

یہ صرف تیری ایک آزمائش ہے جسے تو چاہے (مستحق گمراہی جانے) گمراہ کردے اور جسے تو چاہے (مستحق ہدایت جانے) ہدایت عطا کردے۔ (سورہ اعراف ۱۵۵)

حضرت امام علی فرماتے ہیں:

لم فه ا: فتمُ لانم ا:: نوم ـ: اظپر فهر لن ولا ضرع فيحلب

آزمائش کے وقت دو سالہ شُتر کی مانند ہو جاؤ جس کی پیٹھ پر سواری ممکن نہیں اور نہ اسکے پستان ہیں کہ دودھ دوھویا جاسکے۔

ا۔ کیسا امتحان:

سنون محب جو جنید بغدادی کے نزدیکیوں میں سے تھے ایک مرتبہ مناجات کرتے ہوئے کہنے لگے: اے اللہ! جو چاہو مجھ سے امتحان لو میں کامیاب رہوں گا اور شکوہ نہیں کروں گا۔ پس اُنہیں ایسا درد چھڑا کہ جان بلب ہو گئے لیکن منہ سے کچھ نہ بولے۔ اگلی صبح ہمسایوں نے پوچھا: کہ اے شیخ خیریت تو تھی؟

گذشتہ رات ہم آپکی چیخ وپکار سے سو نہیں سکے۔ جبکہ ظاہراً سنون شکوہ تک زبان پر نہ لائے تھے سنون پھر ایک مرتبہ کہنے لگے اے خدا میرا دل صرف تیری ہی طرف مائل ہے جو چاہے امتحان فرمائے پس شدید قبض میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ سکول کے بچوں کے پاس گئے اور بولے: اپنے جھوٹے چچا کے لیے دعا کرو کہ حق تعالیٰ اسے شفا عطا کردے۔"

۲۔ صراحی میں چوہا:

کتاب نزھۃ المجالس میں ہے۔ ایک شاگرد کو قوی گمان تھا کہ اس کے استاد کے پاس اسم اعظم ہے۔ اس کا اصرار تھا کہ استاد اسے اسم اعظم بتائیں۔ ایک دن استاد نے امتحان کی غرض سے ایک صراحی جس کا منہ بند تھا اپنے شاگرد کو دی اور کہا: یہ تحفہ ہے فلاں شخص

کو پہنچا دو اور اس کی امانتداری کرنا بیچ راستے شاگرد کی نیت خراب ہوئی اور اس نے صراحی کا منہ کھول دیا تا کہ دیکھ سکے آخر اسکے اندر کیا ہے؟ جیسے ہی صراحی کا منہ کھلا، ایک چوہا پھدک کر باہر نکلا اور غائب ہو گیا۔ شاگرد کو بہت غصہ آیا کہ استاد صاحب میرے ہاتھوں ایک چوہا کسی کو تحفہ بھیجنا چاہتے تھے وہ واپس آیا اور اپنے استاد سے گلہ شکوہ کرنے لگا۔ استاد مسکرائے اور کہا: میں تمہارا امتحان لینا چاہتا تھا پس جو شخص ایک چوہے کی امانتداری نہ کر سکے وہ اسم اعظم کی حفاظت کیونکر کر سکے گا۔

۳۔ گدھا:

حاج محمد صادق تخت فولادی (م ۱۲۹۰) شیخ حسنعلی نخودکی اصفہانی کے استاد تھے۔ آپ کے پاس ایک عالم شیخ محمد باقر نجفی ہر شب جمعہ آتے اور آپ سے اظہار عقیدت فرماتے۔ استاد نے ایک مرتبہ امتحان لینے کی غرض سے نجفی صاحب سے فرمایا: آئندہ جمعہ آتے ہوئے میرے لیے ایک گدھا لیتے آیئے۔ نجفی صاحب نے گدھا لیا اور اسے اپنی عبا کے نیچے چھپا لیا تا کہ لوگ دیکھ کر باتیں نہ بنائیں۔ بادل نخواستہ گدھا استاد صاحب پاس لائے انہوں نے کہا: میں نے آپ سے گدھا مانگا تھا لیکن چوری کا گدھا نہیں۔ نجفی صاحب متعجب ہوئے اور کہا: مگر میں تو اسے اپنے گھر سے لایا ہوں! ۔ استاد صاحب بولے آپ جس طرح پریشانی اور فکر سے اسے چھپا کر لائے مجھے لگا شاید یہ آپ کا اپنا گدھا نہیں۔

۴۔ معاویہ ثانی

یزید (م۔ ٦٤) کی موت کے بعد خلافت اسکے۔ بیٹے معاویہ ثانی کو ملی ایک روایت کے مطابق ایک روز معاویہ ثانی آنکھیں موندے لیٹا تھا۔ قریب کہیں دو کنیزیں آپس میں مزاح کر رہی تھیں۔ ایک نے دوسری سے کہا: "تمہاری خوبصورتی، بادشاہوں کا غرور ہے۔" دوسری بولی کون بادشاہ حسن سے بے نیاز ہے اور حسنِ تقدیر تو بادشاہ حقیقی کے ہاتھ میں ہے۔ پہلی نے کہا بادشاہی میں رکھا کیا ہے۔ یا تو اپنے فرائض کو انجام دے اور شکر کرے جس میں پھر عیش و آرام نہیں یا اپنے نفس کا تابع ہو کر فرائض سے پہلو تہی کرے اور ناشکری کرے جو اُسے جہنم میں لے جائے گی۔ معاویہ ثانی کے دل پر ان باتوں کا گہرا اثر ہوا وہ خلافت سے علیحدہ ہو گیا۔ اسکی ماں نے کہا: کاش تم خونِ حیض ہوتے اور بہت روئی مروان بن حکم کے حکم پر اُسے زہر دے دیا گیا۔ اس واقعے کے بعد وہ پچیس (۲۵) دن زندہ رہا۔

۵۔ کم ہمتی اور خودکشی:

حضرت آیت اللہ بہجت فرماتے ہیں: کئی لوگوں نے شدت غم، مصیبت اور پریشانی سے دباؤ میں آ کر خودکشی کر لی۔ یہیں قم میں دو اہل علم افراد اور ایک نے نجف میں خودکشی کی جنہیں میں جانتا ہوں۔ ہمارے استاد آیت اللہ کمپانی فرماتے تھے: ایک مرتبہ ایک معروف اُستاد شدید قبض کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے۔ ہم ان کی احوال پرسی کو گئے۔ اُنہوں نے کہا اگر خدا کی نافرمانی ملحوظ نہ ہوتی تو میں اس تکلیف کے ہاتھوں خودکشی کر لیتا"۔

باب نمبر 6

قبولیت دُعا

خداوند تعالی فرماتا ہے:

مجھ سے مانگو میں تمہاری دعائیں قبول کرتا ہوں

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

لاتستبطی اجابة دعائك وقد سددت طریقه بالذنوب

اپنی قبولیت دعا کو طول میں نہ ڈالو جبکہ تمہارے گناہ اسکے سدِ راہ ہیں۔ (گناہوں سے بچو تاکہ دعائیں جلد قبول ہوں)

ا۔ چیونٹی کی دُعا:

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے اصحاب کے ہمراہ طلب باراں کے لیے شہر سے باہر گئے۔ راستے میں آپؑ نے ایک چیونٹی کو دیکھا جو اپنے ہاتھ پاؤں آسمان کی طرف کئے پشت کے بل لیٹی تھی اور کہہ رہی تھی: اے خدا! ہم تیری مخلوقات میں سے ہیں اور تجھی سے رزق کے طلبگار ہیں۔ ہمیں دوسروں کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک نہ کر۔ حضرت سلیمان نے اپنے اصحاب سے فرمایا: واپس چلو بارش ہوگی اور اس کے لیے کوئی دوسرا (چیونٹی) دعا گو ہے۔

۲۔ سیلاب کا ٹل جانا:

ایک دن اہل کوفہ نہر فرات کے سیلاب میں غرق ہونے کے خوف سے حضرت علی علیہ السلام کے پاس دعا کے لیے گئے۔ حضرت ساحل فرات پر آئے وضو کیا' نماز پڑھی اور اللہ تعالی کے حضور مناجات کیں۔ پھر فرات کی جانب گئے۔ آپؑ کے ہاتھ میں ایک بید تھا وہ بید آپؑ نے پانی پر مارا اور فرمایا: "خدا کے حکم اور مشیت سے کم ہوجا!" اسی وقت فرات کا پانی کم ہوگیا اور حلال گوشت مچھلی نے آپ کو سلام کیا۔

۳۔ تازہ کھجور:

امام صادق علیہ اسلام سے روایت ہے ایک مرتبہ امام حسن علیہ السلام سفر حج پر تشریف لے جا رہے تھے زبیر کا ایک بیٹا آپؑ کے ہمراہ تھا راستے میں آپؑ ایک خشک کھجور کے درخت کے قریب ٹھہرے اس شخص نے امام سے کہا کاش! اس درخت کی کھجوریں تازہ ہوتیں تو ہم کھاتے تو امام نے فرمایا کیا تازہ کھجوریں چاہتیں؟ اس نے کہا جی حضورؑ...... آپؑ نے اپنا سر مبارک آسمان کی جانب کیا اور دعا مانگی جسے وہ شخص نہ سمجھ سکا پس اُسی وقت درخت پر تازہ کھجوریں آ گئیں۔ یہ سب دیکھ کر شتربان حیرت زدہ ہو گیا اور بولا: اس نے جادو کیا ہے۔'' امامؑ نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر یہ جادو نہیں فرزند پیغمبرؐ کی دُعا قبول ہوئی ہے۔ اور پھر سب نے تازہ کھجوریں کھائیں۔

۴۔ قومِ یونس:

حضرت یونسؑ نے تیس سال تک اپنی قوم کو خدا پرستی کی دعوت دی لیکن سوائے ملیخای عابد اور روبیل عالم کے کوئی آپ پر ایمان نہ لایا۔ بالآخر عذاب الٰہی کا وعدہ آ گیا۔ آپؑ نے ملیخای عابد کے مشورے سے قوم پر نفرین کی۔ عذاب کا دن اور وقت مقرر ہو گیا حضرت یونسؑ شہر نینوا سے باہر چلے گئے۔ عذاب کے آثار نظر آنے لگے تو روبیل عالم نے لوگوں کو بتایا وہ بولے: اب ہم کیا کریں؟ عالم نے کہا توبہ واستغفار کرو، شیر خوار بچوں کو ان کی ماؤں سے علیحدہ کر دو، اپنے اونٹ اور مال مویشی لیکر ویرانے میں جمع ہو جاؤ اور پھر یونس کے خدا سے عفوودرگزر طلب کرو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کی چیخ وپکار اور نالہ وفریاد سے ویرانے کا منظر عجیب ہو گیا آنسوؤں کی جھریاں لگ گئیں۔ یہ دیکھ کر رحمت خدا ان کے شامل حال ہوئی اور ان کی دعا قبول ہو گئی حضرت یونسؑ کی قوم پر سے عذاب ٹل گیا اور جب حضرت یونسؑ واپس آئے تو ساری قوم آپؑ پر ایمان لے آئی۔

۵۔ پانچ مستجاب دعائیں:

حماد بن عیسیٰ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے درخواست کی کہ میرے لیے دعا کریں خدا تعالیٰ مجھے زیادہ حج، باغات، اچھا گھر، اچھے خاندان سے بیوی اور نیک اولاد عطا کرے۔ آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ تعالیٰ پچاس حج، باغ، اچھا گھر محترم خاندان سے صالح بیوی اور نیک اولاد حماد کو عطا فرما۔ اس محفل میں موجود ایک شخص کا کہنا ہے کہ میں چند سال بعد بصرہ حماد کے گھر گیا اس نے کہا دیکھو امام کی دعا قبول ہوئی ہے اب تک میں اڑتالیس حج کر چکا ہوں باغ، اچھا گھر کہ جس کی مثال پورے بصرہ میں نہیں ملتی، اچھے خاندان سے بیوی اور نیک اولاد مجھے عطا ہوئے ہیں۔ اس کے بعد حماد نے دو مرتبہ حج کیا اور جب اکاونویں مرتبہ حج پر گیا تو جحفہ میں غسل احرام کرتے ہوئے تیز پانی کے بہاؤ میں گرا اور فوت ہو گیا۔ اس کے غلام اسکا جنازہ لیکر آئے۔

باب نمبر 7

اسیر (قیدی)

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ﴿٨﴾

وہ اپنا کھانا خواہش و احتیاج رکھنے کے باوجود مسکین و یتیم و اسیر کو دے دیتے (سورہ انسان ۔ ۸)

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

اذا اخذت اسیر افعجز عن المشی ولم یکن معك محمل فارسله ولا تقتله...

الاسیر اذا اسلم فقد حقن دمه وصار فئیا۔

جب کسی ایسے شخص کو قیدی کرو جو چلنے سے قاصر ہو اور اسکے پاس سواری بھی نہ ہو تو اُسے امام (یا ان کے نائب) کے پاس بھیجو اور اُسے ہرگز قتل نہ کرو۔ وہ قیدی جب بھی مسلمان ہو جائے۔ اس کا جان و مال محفوظ ہے اور وہ دیگر مسلمانوں کی طرح ہے۔

ا۔ جنگِ بدر:

جنگِ بدر میں مسلمانوں نے کچھ مشرکین کو قیدی بنالیا اور باوجود اس کے کہ خود ان کے پاس کچھ نہ تھا وہ قیدیوں کو کھانا اور لباس فراہم کرتے۔ رسول اللہ نے فرمایا: جنگِ بدر کے ہر قیدی سے چالیس ہزار درہم لو اور اسے آزاد کردو۔

۲۔ تاوان:

جب رسول اللہ کے چچا نوفل کسی جنگ میں قیدی ہوئے تو ان سے ایک ہزار سر نیزہ لے کر انہیں آزاد کردیا گیا۔ اسلام کے دو سرباز سعد اور عتبہ جب دشمن کے ہاتھوں قیدی ہوئے تو دشمن کے دو قیدیوں کے ساتھ ان کا تبادلہ کرلیا گیا۔

۳۔ خواتین:

جنگ ذات الرقاع میں جس وقت دشمن کو رسول اکرم کی معمات سو افراد کے ساتھ آمد کی اطلاع ملی تو وہ خوف کے مارے

پہاڑوں میں روپوش ہو گئے۔ مسلمان جب وہاں پہنچے تو فقط عورتیں گرفتار ہوئیں جو فرار نہ کر سکی تھیں۔

جنگ بنی المصطلق میں دو سو عورتیں قیدی ہوئیں عورتیں چونکہ مردوں کے ساتھ جنگ میں شامل نہ تھیں لہٰذا انہیں آزاد کر دیا گیا اور بعض خواتین مسلمانوں کے نکاح میں آ گئیں۔

۴۔ قتل:

کچھ اسلامی جنگوں میں بعض قیدی اپنے سنگین جرائم کی وجہ سے قتل کر دیئے جاتے تھے۔ جنگ بدر میں ستر افراد قیدی ہوئے جن میں سے دو افراد نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط ''کو'' رسول اکرمؐ کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔

۵۔ آزادی:

صدر اسلام میں اگر کوئی قیدی ہوتا تو وہ تاوان دے کر آزادی حاصل کر لیتا یا پھر دس مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھا کر آزاد ہو جاتا۔ ایک مرتبہ ایک شاعر ابو عزہ کی پانچ بیٹیاں گرفتار ہو گئیں۔ چونکہ ان کا کوئی سرپرست نہ تھا، اُن کے باپ نے رسول اکرمؐ سے رجوع کیا۔ آپؐ نے اُنہیں آزاد کر دیا۔ ہوازن کے قیدیوں کو ان کے اپنے اصرار پر رسول پاکؐ کے حکم سے اور دیگر مسلمانوں کی رضایت سے آزاد کر دیا گیا۔

باب نمبر 8

آیاتِ قرآنی سے استناد

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ

بلکہ یہ (کتاب آسمانی کی) روشن آیات ہیں جو ان لوگوں کے سینہ میں ہیں جنہیں علم دیا گیا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

تدبروا آیات القرآن واعتبروا بہ فإنہ ابلغ العبر

قرآن کی آیات میں غور وفکر کرو اور ان سے نصیحت حاصل کرو کیونکہ اس کی نصیحتیں بہترین ہیں۔

ا۔ جوان:

ایک دن عرب قبیلے کا ایک شخص رسول اللہ کے گھر کے قریب آیا اور اونچی آواز میں آپ کو پکارا۔ آپ گل سرخ سے رنگین ہوئیں عبا پہنے باہر تشریف لائے۔ عرب بولا: لگتا ہے جوان ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں میں جوان ہوں جوان کا بیٹا اور جوان کا بھائی ہوں۔ اس نے کہا: وہ کس طرح؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے خدا کا وہ کلام نہیں سنا (انبیاء ۶۰) (بعض نے) کہا ہم نے ایک جوان کو سنا ہے جو بتوں کی (مخالفت کی) بات کرتا تھا اس کا نام ابراہیم ہے۔ "میں ابراہیم کا بیٹا ہوں جنہیں جوان کہا گیا ہے۔ اور جوان کا بھائی ہوں۔ جنگِ احد میں منادی نے آسمان سے ندا دی کہ تلوار جز ذوالفقار، اور جوان جز علی کوئی نہیں۔ علی میرا بھائی ہے اور میں اس کا بھائی ہوں۔

۲۔ مجھے کوئی حصہ نہیں چاہیے:

ایک بیمار بچہ پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ حضور نے اس بچے کو اپنے پاس بٹھالیا۔ حضور نے سورہ فلق تلاوت فرمائی اور اس بچے پر پھونک ماری۔ اور فرمایا: اے خدا کے دشمن اس سے دور ہو جا۔ میں اللہ کا رسول ہوں اس کے بعد آپ نے بچے کو اس کی ماں کے حوالے کر دیا۔ حضور سفر پر تشریف لے گئے۔ پھر جب واپس تشریف لائے تو وہ عورت آئی اور دو عدد بھیڑ ہدیہ کے طور پر لائی۔ عرض کی: آپ کے الفاظ مبارک کی وجہ سے میرا بیٹا صحت یاب ہو گیا ہے۔

حضور پاک خوش اخلاقی اور شفقت سے پیش آئے۔ ایک بھیڑ کو قبول فرمایا اور اس کی قیمت ادا کی گئی۔ پھر جب اس کا گوشت بنا کہ کھانا تیار کیا گیا اور حضور کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے تناول نہ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا: میں کسی سے اجر اور شکریہ نہیں چاہتا۔

۳۔ بے نظیر حدیث

کسی نے پوچھا کہ کیا قرآن پاک میں ایسی کوئی آیت موجود ہے جو جان نکالنے کے بارے میں وہ وضاحت کے ساتھ بیان کرے؟

جواب میں کیا گیا کہ مومن کے جسم سے یوں جان نکالی جاتی ہے جیسے آٹے سے کوئی بال نکالا جاتا ہے

(الدار المنثور، ۶۔ ۱۶۷)

لیکن کوئی آیت نہ مل سکی تو صحابہ نے پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کیا۔ ایک صحابی نے عرض کی: میں نے سارے قرآن پاک کا مطالعہ کیا ہے مذکورہ حدیث کے حوالے سے قرآن پاک میں کوئی آیت تلاش نہیں کر سکا۔

آپ نے فرمایا: سورہ یوسف آیت۔ ۳۱ کی تلاوت کرو تا کہ اس حدیث کے معنی کو جان سکو۔ یعنی جب مصر کی عورتوں کی نگاہ یوسف پر پڑی تو انہوں نے بے خودی کے عالم میں اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا۔ مومن جب رحمت کے فرشتوں کو دیکھے گا اور جنت میں اپنے مقام اور نعمات الٰہی کا نظارہ کرے گا۔ تو موت کی تکلیف کو بھول جائے گا۔ (ہزار قرآن حکایتیں۔ ا۔ ص ۴۵)

۴۔ قدرتِ مالی:

ایک روایت میں جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے متعلق مذکور ہے کہ آپ خلافتِ ظاہری کے زمانہ میں بذاتِ خود بازاروں میں تشریف لاتے تھے جو لوگ راستہ بھول جاتے ان کی راہنمائی فرماتے اور ضعیف لوگوں کی مدد کرتے تھے آپ سوداگروں اور کاسبین کے قریب سے گزرے اور انہیں یہ آیت سناتے جاتے "ہم نے دارِ آخرت کو صرف ان لوگوں کے لیے بنایا ہے جو دنیا میں اپنے لیے بڑائی (اور حصولِ اقتدار) کی خواہش نہیں رکھتے اور نہ فساد کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور انجام نیک تو پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے۔ (قصص ۸۳) اس کے بعد آپ فرماتے تھے: یہ آیت عادل و متواضع سربراہان مملکت اور حکام نیز قوم کے صاحبان قدرت واختیار افراد کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ یعنی جس طرح میں حکومت کو ظاہری برتری کا ذریعہ نہیں سمجھتا آپ بھی ظاہری و مالی حیثیت کو دوسروں پر غلبے کے لیے استعمال نہ کریں۔

۵۔ اذان:

ایک شخص ابن سید بن مبر کے پاس آیا اور کہا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ اذان کہہ رہا ہوں ابن سیرنے کہا: تمہیں حج

نصیب ہوگا۔ ایک اور شخص آیا جس نے بالکل ایسا ہی خواب سنایا آپ نے کہا: تم چوری کرو گے پس توبہ کرو۔ حاضرین متعجب ہوئے اور کہا آپ نے ایک ہی خواب سے دو تعبیریں بیان فرمائی ہیں؟

آپ نے فرمایا: جب پہلا شخص آیا جو نیک سیرت تھا تو مجھے یہ آیت یاد آئی۔ واذن فی الناس بالحج۔ اور لوگوں کو حج کی دعوت عام دو (حج ۲۷) اور دوسرے شخص کو دیکھ کر جو صورت و سیرت کا برا تھا یہ آیت یاد آئی۔ اس کے بعد کسی نے آواز دی کہ اے قافلہ والو! تم چور ہو۔'' (یوسف ۷۰)

باب نمبر9
اُستاداور مُعلم

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾

موسیٰؑ نے اس سے کہا مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کی پیروی کروں تا کہ جو علم آپ کو عطا کیا گیا ہے اور جو باعث رُشد واصلاح ہے آپ مجھے سکھلادیں (کھف ٦٦)

امام باقرؑ فرماتے ہیں:

مخاطباًلبعض اصحابه يخرج احدكم فراسخ فيطلب لنفسه دليلا وانت بطرق السماء اجهل منك بطرق الارض فاطلب لنفسك دليلا.

امام باقر علیہ السلام نے اپنے بعض اصحاب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: تمھیں چند کلومیٹر سفر کے لیے بھی کسی راستہ بتانے والے کی ضرورت پیش آتی ہے جبکہ تم آسمان کے راستوں سے زمین کی نسبت زیادہ بے خبر ہو پس اپنے لیے راہنما طلب کرو۔

ا۔ بابُ اللہ:

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ بزرگانِ دین میں سے ایک بزرگ نے اللہ تعالیٰ کے اتنی عبادت کی کہ نحیف ولاغر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے پیغمبرؐ پر وحی کی کہ اس شخص سے کہیں اگر وہ اتنی عبادت کرے کہ دنے کی طرح گرم پانی کی دیگ میں پانی بن جائے تو بھی مجھے اس کی عبادت قبول نہیں جب تک وہ میرے بتائے ہوئے دروازے سے مجھ تک نہ پہنچے (جو آپ کے وقت کا پیغمبر اور آپ کا مُربی وراہنما ہے)

۲۔ افسوس:

مرحوم سید محسن امین عاملی، صاحب کتاب اعیان الشیعہ، اخلاق وعرفان کے اُستاد ملا حسین قلی ہمدانی (م ١٣١١) کے بارے

میں فرماتے ہیں: نہ ان کے زمانے میں نہ مابعد کے زمانے میں کوئی علم اخلاق وتہذیب میں ان کا ہم پلہ نہیں گزرا۔ شروع میں جب ہم نجف گئے۔(۱۳۰۸) تو استاد ہمارے ہمسائے تھے چند دن ان کے درسِ اخلاق میں حاضر ہوا لیکن کچھ اہم کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے میں اسے جاری نہ رکھ سکا جس کا مجھے ہمیشہ افسوس رہا۔ آپ دنیا کی رنگینیوں سے ہمیشہ پرہیز کرتے حتیٰ کہ نماز جماعت بھی چند خاص لوگوں کے ساتھ اپنے گھر پر ادا کرتے۔

۳۔ حضرت علی کے اُستاد:

کسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ رسول اللہ کو ابا القاسم کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: چونکہ قاسم آپؐ کے فرزند تھے۔ اس نے عرض کیا: یا امام، اتنا تو میں جانتا ہوں کچھ وضاحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا حضرت علیؑ چونکہ جنت وجہنم کے قسیم وقاسم ہیں۔ اور بچپن سے دامن رسول میں پرورش پائی رسول آپ کے استاد تھے اور شاگرد اولاد کا درجہ رکھتے ہیں پیغمبر کا درجہ والد کا ہوا قسیم آپ کو ابوالقاسم کہا جاتا ہے امیر المومنین علیہ السلام کا بھی نہج البلاغہ میں ارشاد ہے: پیغمبر مجھے بچپن میں گود میں لیتے اور غذا چبا کر میرے منہ میں ڈالتے۔

۴۔ راہنما اساتذہ کی صفات:

ایک غزوے میں رسول کریمؐ کے سامنے کسی قوم کو لایا گیا۔ ان سے پوچھا گیا تم کون ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول ہم مومن ہیں آپ نے فرمایا تمہارا ایمان کہاں تک پہنچا ہے؟ وہ بولے ہم مصیبت میں صبر اور خوشی میں شکر کرتے ہیں۔ راضی بہ رضاء خدا رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم بردبار عالم ہو اور کثرت دانائی سے ممکن ہے پیغمبر ہو جاؤ (یعنی پیغمبر کیطرح خدا کی طرف سے مخلوق کو سکھانے والے)

۵۔ دو اُستاد:

محی الدین عربی کہتے ہیں: میں نے جب لوگوں کو حق کی مخالفت کرتے اور احکام خدا کے خلاف ہوتے دیکھا تو بہت دل برداشتہ ہوا۔ میں اپنے استاد ابوالعباس تحرینی کے پاس گیا اور ماجرا بیان کیا۔ اُنہوں نے فرمایا، خدا سے تمسک (رجوع) کرو پھر اپنے دوسرے اُستاد ابوعمران میرتلی کے پاس گیا اور یہی ماجرا بیان کیا اُنہوں نے فرمایا اپنے نفس سے تمسک (رجوع) کرو۔ میں نے عرض کیا آپ دونوں حضرات میرے استاد ہیں۔ پھر جواب میں اتنا اختلاف کیوں؟ ابوعمران گریہ کرنے لگے اور فرمایا: ''جو تم نے کہا وہ ہمارا حسب حال تھا خدا مجھے ابوالعباس جیسا مقام عطا کرے اس کے بعد میں استاد ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری بات بیان کی۔ آپ نے فرمایا: ''ابوعمران نے طریقے اور دشوار کے مطابق بات کی ہے اور میں نے ایک دوست کی طرح راہنمائی کی ہے۔ پس ان دونوں میں درمیانی راہ اختیار کرو۔

باب نمبر 10

اصحابِ امام حسین علیہ السلام

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ؗ

محمد اللہ کے رسول ہیں جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے مقابلہ میں سخت آپس میں مہربان ہیں۔ تو انہیں ہمیشہ رکوع وسجدے میں دیکھتا ہے وہ ہمیشہ اللہ کے فضل اور اسکی رضا کو طلب کرتے ہیں (الفتح ۲۹)

امام حسینؑ نے فرمایا:

انی الا اعلم اصحاباً اولیولا خیرا من اصحابی

بے شک میں اپنے اصحاب سے بڑھ کر اور بہتر کوئی اصحاب نہیں جانتا۔

ا۔ نافع بن ھلال:

آپ جواں مرد قاری قرآن حاملانِ حدیث اور اصحاب امیر المومنینؑ میں سے تھے۔ جنگِ صفین ونہروان میں شرکت کر چکے تھے آپ کوفہ سے تھے حضرت مسلم کی شہادت سے قبل امام حسینؑ کے استقبال کے لیے مخفیانہ طور پر کوفہ سے آئے۔ کربلا میں پانی خیموں میں پہنچانے میں حضرت عباسؑ کے ساتھ شریک تھے۔ اپنی پر جوش تقاریر میں امام حسینؑ سے وفاداری کا اظہار کرتے۔ تیر پر اپنا نام لکھ کر دشمن کی طرف پھینکتے عاشورا کے دن جب آپ کے تیر ختم ہو گئے تو تلوار سے کوفی فوج پر حملہ کیا۔

کوفی فوج نے تیروں، تلواروں سے آپکو زخمی کر دیا یہاں تک کہ آپ کے بازو کٹ گئے۔ دشمن نے آپ کا محاصرہ کر لیا شمرؔ آپکو زندہ گرفتار کر کے عمر سعد کے پاس لے گیا اور عمر سعد نے خود آپ کو شہید کیا۔

۲۔ یزید بن ثبیط قیشی اور دو بیٹے:

یزید بن ثبیط اھل بصرہ سے تھے شیعہ اور شریف خاندان سے آپ کا تعلق تھا۔ آپ کے دس بیٹے تھے۔ جب امام حسینؑ کی عراق روانگی کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنے بیٹوں سے کہا: کون میرے ساتھ چلے گا؟ دو بیٹے عبداللہ اور عبیداللہ تیار ہوئے۔ آپ کے

ساتھیوں میں سے کوئی بھی ابن زیاد کے خوف سے ساتھ چلنے پر آمادہ نہ ہوا۔ پھر کوفہ سے روانہ ہوئے اور مکہ "ابطح" میں قیام کیا۔ امام آپ کے گھر تشریف لائے جبکہ آپ امامؑ سے ملنے ان کے گھر گئے تھے۔ امام علیہ السلام نے آپ کی واپسی کا انتظار کیا امام کو اپنے گھر دیکھ کر آپ بے حد خوش ہوئے سلام کیا اور آنے کی وجہ سے بیان کی پھر امامؑ کے ساتھ کربلا گئے اور اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ شہادت پائی۔

۳۔ مسلم بن عوسجہ اور ایک بیٹا:

مسلم بن عوسجہ پیر مرد بنی سعد کے بہادر اور اصحاب رسولؐ سے تھے۔ جنہوں نے شب عاشور کہا تھا: اگر میں ستر مرتبہ قتل کیا جاؤں اور جلایا جاؤں تو بھی اے حسینؑ آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ روز عاشورہ دشمن کو آپ سے رو برو جنگ کا یارانہ ہوا لہٰذا پیچھے رہ کر شدید سنگ باری کی جس سے آپ زخمی ہوتے چلے گئے اور زمین پر گر گئے امام آپ کے سرہانے تشریف لائے اور فرمایا: اے مسلم خدا تجھ پر اپنی رحمت نازل کرے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: مومنین میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ سے باندھے گئے عہد و پیمان پر صدق دل سے قائم ہیں بعض اپنے عہد کو پورا کر گئے اور کچھ انتظار میں ہیں اور انہوں نے ہرگز اپنے عہد و پیمان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی (احزاب ۲۳) مسلم نے عرض کیا: میں جانتا ہوں کہ آپ کے والد اور جد کو آپ کے پہنچنے کی بشارت دوں" یہ کہا اور شہید ہو گئے آپ کے بیٹے نے خوب جنگ کی واپس آئے لیکن ماں نے حکم جہاد دیا پھر دشمن پر حملہ کیا اور شہادت پائی۔

۴۔ یزید بن زیاد:

آپ کا نام یزید بن زیاد مہاصر (مہاجر) کندی معروف ابوالشعثاء تھا کوفہ کے بہادروں اور ماہر تیر اندازوں میں سے تھے۔ عمر سعد کے لشکر کے ساتھ کوفہ سے آئے اور امام حسینؑ سے مل گئے۔ بعض کا کہنا ہے کہ لشکر حر کے پہنچنے سے پہلے امام حسینؑ سے ملے اور اُن کے ساتھ رہے۔ آپ نے امامؑ کے سامنے دشمن پر سو تیر وار کیے جن میں صرف پانچ خطا ہوئے آپ کے ہر تیر پھینکنے کے ساتھ امام دعا فرماتے: "خداوندا! اس کی تیر اندازی کو مستحکم فرما اور اس کا اجر بہشت قرار دے۔" آپ نے نو افراد کو جہنم واصل کیا اور شہید ہو گئے۔

۵۔ دو امی بھائی:

مالک بن عبداللہ جابری اور سیف بن ابی الحارث دو چچازاد مادری بھائی تھے جو ہمدان قبیلے کے جابری تھے ان کا غلام شبیب ان کے ساتھ جب امام کو خاص حالت میں دیکھا تو گریہ کرتے ہوئے آپ کے پاس آئے۔ آپؑ نے فرمایا: اے میرے برادر زادو کیوں روتے ہو؟ خدا کی قسم، مجھے امید ہے ایک گھنٹے بعد تم خوش ہو جاؤ گے انہوں نے عرض کیا ہم آپ کی خاطر گریہ کناں ہیں کہ آپ دشمن کے نرغے میں گھرے ہیں اور ہم میں آپ کے دفاع کی طاقت بھی نہیں سوائے اس کے کہ اپنی جانیں آپ پر فدا کر دیں حضرت نے ان کے حق میں دعائے خیر کی اُنہوں نے کہا "اسلام علیک یا بن رسول اللہ" امام نے جواب دیا: "**وعلیکما السلام ورحمة الله وبرکاته**" بعد ازاں دونوں نے جنگ کی اور شہید ہو گئے۔ مالک بن عبداللہ سریع جابری کا نام زیارت ناحیہ میں آیا ہے۔

باب نمبر 11

کھانا کھلانا

خداوند تعالی فرماتا ہے:

إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝

ہم تو تمہیں اللہ کے لیے کھانا کھلاتے ہیں۔ اور ہم تم سے نہ تو کسی قسم کا کوئی اجر مانگتے ہیں۔ اور نہ ہی ہم تم سے کسی شکریہ کے طلبگار ہیں۔ (دھر۔۸۔۹)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

من اطعم اخاہ فی اللہ کان لہ من الاجر مثل من اطعم فئاما من الناس قلت وما الفئام ؟قال: مائۃ الف من الناس.

جس کسی نے اپنے دینی بھائی کو خدا کی خاطر کھانا کھلایا اس کے لیے بہت سوں کو کھانا کھلانے کا اجر ہے۔ راوی حدیث نے سوال کیا: بہت سوں سے آپکی مراد کتنے افراد ہیں؟ آپ نے فرمایا: ایک لاکھ افراد۔

ا۔ کھانا کھلانا گویا غلام آزاد کرنا:

محمد بن عمر کہتے ہیں، میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا: یا امامؑ میں دو بچوں کا دکھ اور مصیبت دیکھ چکا ہوں یہ ایک باقی بچا ہے۔ کیا کروں کہ یہ بچ جائے؟ امامؑ نے فرمایا: اس کا صدقہ دو۔ جب میں چلنے لگا تو امام نے فرمایا: اپنے بیٹے سے کہو اپنے ہاتھ سے روٹی اور ساتھ کچھ خواہ کم ہو صدقہ دے کیونکہ راہ خدا میں دی جانے والی چیز کی اہمیت زیادہ ہے خواہ وہ مقدار میں کم ہو۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: لیکن وہ (ناشکر انسان) اس اہم گھاٹی سے اوپر نہیں گیا اور تجھے کیا معلوم کہ وہ اہم گھاٹی کیا ہے! غلام کو آزاد کرنا ہے یا بھوک کے دن کھانا کھلانا ہے۔ رشتہ داروں میں سے کسی یتیم کو (البلد ۱۵۔۱۱) خدا تعالی چونکہ جانتا تھا کہ غلام آزاد کرنا ہر ایک کے بس میں نہیں لہذا یتیم و مسکین کو کھانا کھلانا غلام افراد آزاد کرنے کے برابر قرار دیا گیا۔

۲۔غیروں جیسی بات:

ایک مرتبہ ایک شخص امام صادق کے قریب سے گزرا جس وقت آپؑ اپنے اصحاب کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے اس نے امام کو سلام نہیں کیا۔آپؑ نے اسے کھانے کی دعوت دی حاضرین نے کہا: اُس نے سلام تک نہیں کیا جو سنت ہے۔اور آپؑ اسے کھانے کی دعوت دے رہے ہیں! آپؑ نے فرمایا: تم غیروں جیسی باتیں کر رہے ہو اور یہ بخل ہے۔

۲۔آخرت کی تلخی ختم کرنا:

داود رقی کی زوجہ کہتی ہیں: ایک مرتبہ میں کچھ حلوا امام صادق کی خدمت میں لے کر گئی۔آپ کے کھانا تناول فرما رہے تھے میں نے حلوا آپؑ کے قریب رکھ دیا۔آپ نوالہ بناتے اور اپنے اصحاب کو پیش کرتے اور فرماتے: جو کوئی لذیذ اور میٹھا نوالہ کسی کو دے، خداوند تعالیٰ قیامت کی تلخی اس سے دور فرمائے گا۔

۳۔آیات سے اقتباس:

منانِ طفیلی پرخوری میں مشہور شخص تھا۔جہاں کہیں کھانے کی دعوت ہوتی وہ ضرور پہنچتا۔لوگوں نے پوچھا قرآن پاک کی کون سی آیت تمہیں زیادہ پسند ہے۔اس نے کہا" مالکم الا تاکلوا۔" تمہیں کیا ہوا کہ کھاتے نہیں (انعام ۱۱۹) لوگوں نے پوچھا :قرآن کے کون سے حکم پر زیادہ کاربند ہو؟ بولا" کلوا واشربوا " کھاؤ اور پیو۔پھر پوچھا: قرآن کی کون سی دعا تمہارا ورد ہے۔بولا "ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء" خدایا ہم پر آسمان سے طعام نازل فرما۔

پوچھا گیا پیغمبرؐ کی کون سی حدیث پر عمل پیرا ہو؟ کہنے لگا: حدیث رسولؐ ہے، اگر کوئی بھیڑ بکری کے پائے پر میری دعوت کرے تو میں قبول کروں گا اور حاضر ہوں گا۔

۵۔امام زین العابدینؑ کی سیرت:

روایت ہے کہ جب رات کا اندھیرا چھا جاتا اور لوگ نیند کی آغوش میں چلے جاتے تو امام زین العابدینؑ گھر میں موجود اضافی خوراک تھیلے میں بھرتے، اُسے کندھے پر لاد کر فقراء کے گھر چلے جاتے۔وہ لوگ بھی آپؑ کے منتظر ہوتے اور ایک دوسرے کو خوشی سے بتاتے کہ تھیلے والا شخص آ گیا ہے۔امام، مدینے کے سو غریب گھروں کی کفالت فرماتے اور پسند فرماتے کہ یتیم مسکین معذور اور وہ لوگ جو اپنی روزی کا بندوبست نہیں کر سکتے۔آپؑ کے ساتھ کھانا کھائیں۔عیال دار لوگوں کے گھروں میں کھانا پہنچاتے اپنے لیے وہی غذا پسند فرماتے جو دوسروں کو عطا کرتے تھے۔

باب نمبر 12

اغماض یعنی درگزر کرنا

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسولؐ آیا ہے جو آسمانی کتاب کے ان بہت سے حقائق کو واضح کرے گا جنہیں تم چھپاتے تھے اور بہت سی چیزوں سے (جنکی عملاً ضرورت نہیں) صرف نظر کرے گا۔

حضرت ابا عبداللہ نے فرمایا:

انا اهل بیت مروتنا اعفو عمن ظلمنا

ہمارے خاندان کی جوانمردی یہ ہے کہ ہم اس سے عفوودرگزر کرتے ہیں جو ہم پر ظلم کرتا ہے۔

ا۔قاتل کو معاف کیا:

یہودیوں کے ساتھ ایک جنگ خیبر میں حارث کی بیٹی زینب نے دُنبے کی ران پکائی اور اُسے زہر آلود کرنے کے بعد رسول اکرمؐ کو تحفہ کے طور پر بھیجی آپ نے اسے قبول کرلیا۔ جیسے ہی کھانے کے لیے پہلا نوالہ منہ میں ڈالا آپ کو زہر کا احساس ہو گیا لہٰذا اس عورت کو حاضر کرنے کا حکم دیا پھر کچھ گفت وشنید کے بعد آپ نے اس کے اس گھناؤنے جرم کو معاف فرمادیا۔ اپنے آخری بیماری کے ایام میں آپؐ فرماتے تھے: یہ بیماری اُسی زہریلی غذا کا اثر ہے۔

۲۔مہدور الدّم (جائز القتل) سے عفوودرگزر۔

حبا ابن اسود کو دھکانے کے لیے رسول اکرمؐ کی بیٹی زینب نے اس کے بچے کا اسقاط حمل (بچہ گرانا) کیا۔ رسول اللہؐ نے بھی اس اسقاط کو حلال قرار دیا اسلام لانے کے بعد حبار رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے رسول خدا، ہم مشرک تھے خدا نے آپؐ کے ذریعے ہماری ہدایت فرمائی۔ اور ہمیں ہلاکت سے نجات عطا کی پس آپ میری گذشتہ جہالت سے درگزر فرمایئے۔ میں نے

آپ کے خاندان کے تقدس کا خیال نہ رکھا اور جرم کیا میں آپ نے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: میں نے تمہیں معاف کیا خدا نے دعوت اسلام کے ذریعے تیرے ساتھ بھلائی کی اور اسلام نے تیرے گذشتہ گناہوں کو برطرف کردیا۔"

۳۔ ستر مرتبہ:

ایک مرتبہ ایک شخص رسول خداؐ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا ایک غلام ہے جو اکثر غلطی کرجاتا ہے۔ آپؐ فرمایئے میں اسے کہاں تک درگزر کروں کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد آپؐ نے فرمایا اُس سے ایک دن میں ستر مرتبہ درگزر کرو اور معاف کردو۔

۴۔ بنی ہاشم اور بنی امیہ میں فرق:

شیخ نصر اللہ ابن مجلی (اھل سنت) کہتے ہیں۔ ایک رات میں نے خواب میں حضرت علیؑ کو دیکھا عرض کیا: آپؑ نے فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان کیا اور فرمایا جو کوئی ابوسفیان کے گھر چلا جائے وہ بھی امان میں ہے جبکہ ابوسفیان کے خاندان نے روز عاشورا آپؑ کے فرزند پر کیا کیا ستم روا نہیں رکھے!! امیر المومنینؑ نے فرمایا: کیا تم نے صیفی کے اشعار سنے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: جاؤ اس موضوع سے متعلق صیفی کے اشعار دیکھو۔ میں خواب سے جاگنے کے بعد صیفی کے گھر گیا اور سارا ماجرا بیان کیا صیفی نے آہ بھری گریہ کیا اور قسم کھا کر کہنے لگا: میں نے آج رات ہی یہ اشعار کہے ہیں اور ابھی تک کسی سے ان کا اظہار نہیں کیا۔ اشعار کے ترجمے کا خلاصہ یہ ہے۔

۱ حکومت جب ہماری (بنی ھاشم) تھی تو ہمارا مزاج عفو و درگزر کا تھا اور حکومت جب تمہارے (بنی امیہ) ہاتھوں میں آئی تو زمین پر خون سیلاب کی مانند جاری ہوگیا۔

۲۔ تم نے اسیروں کا قتل حلال کردیا جبکہ ہم نے اسیروں سے درگزر کیا۔

۳۔ تمہارے اور ہمارے درمیان یہی فرق کافی ہے کہ برتن میں سے وہی چیز رستی ہے جو اس کے اندر ہو۔

۵۔ بخارا:

امیر اسماعیل سامانی، سامانی کا پہلا بادشاہ تھا شروع میں اس کے بڑے بھائی امیر نصر سامانی نے بخارا کی حکومت اس کے حوالے کی۔ امیر اسماعیل کی حکومت کو ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اس کی عوام دوستی کی وجہ سے لوگ اس کے گرویدہ ہوتے چلے گئے۔ اس پر چند فتنہ پرور لوگوں نے امیر نصر کو ورغلایا اُس نے اپنے چھوٹے بھائی کی حکومت کو کچلنے کے لیے ایک بڑا لشکر تیار کرلیا۔ جنگ ہوئی جس میں امیر نصر کو شکست ہوئی اور وہ فرار کرتے ہوئے امیر اسماعیل کے ایک سپاہی کے ہاتھوں گرفتار ہوگیا۔ اسے دست بستہ اسماعیل کے پاس لایا گیا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ اسماعیل اپنے بھائی کے قتل کا حکم صادر کریں گے۔ لیکن اس کے برعکس وہ اپنے گھوڑے

سے اترے۔ اپنے بھائی کو بوسہ دیا اور اپنے خیمے کے سامنے اس کا خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا۔ اسماعیل نے کہا تم اب بھی میرے بڑے بھائی ہو امیں تمہاری طرف سے بخارا پر مامور ہوں۔ وہی ہوگا جو تم چاہو گے۔ اس کے بعد اپنے بھائی کو سمرقند روانہ کردیا۔ امیر نصر نے ۲۷۹ میں وفات پائی اور تمام تر حکومت کی باگ ڈور اسماعیل کے ہاتھ آ گئی۔

باب نمبر 13

زبان کی مصیبتیں

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ

اگر وہ تم پر مسلط ہو جائیں تو وہ تم سے دشمنی ہی کریں گے۔ تمہارے ساتھ اپنے ہاتھ اور زبان سے بدی ہی کریں گے۔ (الممتحنہ۔ ۲)

رسول اللہ نے فرمایا:

یعذب اللہ اللسان لا یعذاب بہ شیئا من الجوارح

اللہ تعالیٰ ہر عضو سے بڑھ کر زبان پر عذاب کرے گا۔

ا۔ سچ اور خوف:

کچھ لوگ معاویہ کے پاس بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ احنف بن قیس خاموش تھا معاویہ نے کہا: اے ابو بحر! تم بات کیوں نہیں کر رہے؟ اس نے جواب دیا: اگر جھوٹ بولوں تو خدا سے ڈرتا ہوں اور اگر سچ بولوں تو تم سے ڈر لگتا ہے۔

۲۔ چار بادشاہ:

ابوبکر بن عیاش کہتا ہے: ایک مرتبہ چار بادشاہ ایک جگہ جمع تھے۔ ہندوستان کا بادشاہ، شاہ چین، (کسریٰ) شاہ ایران، (قیصر) شاہ روم۔ سب بولنے سے پیدا ہونے والی آفات و بلیات کا ذکر یوں کر رہے تھے ایک نے کہا: جو کچھ بول چکا ہوں اس پر پشیمان ہوں اور جو کچھ نہیں بولا اس پر کوئی پشیمانی نہیں۔ دوسرے نے کہا: جو بات میں کر چکا وہ مجھ پر حاکم ہے اور جو بات نہیں کی میں اُس پر حاکم ہوں۔ تیسرے نے کہا: مجھے بات کرنے والوں پر تعجب ہوتا ہے کہ اگر بات اُن کی طرف پلٹے تو نقصان اٹھاتے ہیں اور اگر نہ پلٹے تو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ چوتھے نے کہا میں اس بات کے رد عمل پر زیادہ قادر ہوں جو نہیں کی بہ نسبت اُس بات کے جو کہہ چکا ہوں۔

۳۔شاید دلی رنج اُٹھایا ہو:

انس کہتے ہیں: جنگِ احد میں اسلامی لشکر کا ایک نوجوان شہید ہو گیا جس نے بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ اُس کی ماں نے اُس کے چہرے سے گرد صاف کی اور کہا: اے میرے بیٹے! جنت مبارک ہو رسول اکرمؐ نے فرمایا: تم یہ کیسے جانتی ہو؟ ہو سکتا ہے اس نے کبھی کوئی ایسی بے جوڑ بات کی ہو جس سے دوسرے نے دلی رنج اٹھایا ہو اور اسے اس کا حساب دینا پڑے یا کبھی کوئی ایسی حق بات کہنے سے گریز کیا ہو جس کا اسے کوئی نقصان بھی نہ تھا۔ بعض جگہ حدیث پیغمبر کا دوسرا حصہ اسطرح نقل ہوا ہے: اُس چیز میں بخل کیا ہو جس میں کوئی کمی بھی نہ ہوتی۔

۴۔دو شیطان:

عیاض بن حمار مجاشعی بصرہ کا رہنے والا تھا وہ سن پچاس ہجری تک زندہ رہا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول میرا ایک رشتے دار مجھے گالیاں بکتا ہے اور وہ مجھ سے کمتر بھی ہے۔ اگر میں اُسے جواب دوں تو کیا برا کروں گا؟ رسول اللہ نے فرمایا دو افراد جو ایک دوسرے کو گالی گلوچ کریں وہ دو شیطان ہیں جو بیہودہ گوئی میں ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں۔

۵۔تیزی سے:

کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت سلیمانؑ نے اپنے ایک جن ساتھی کو کسی کام بھیجا اور ایک شخص کو اس کے پیچھے روانہ کیا تا کہ اُسکی حرکات پر نظر رکھے۔ وہ شخص واپس آیا اور بتایا کہ جن جب بازار میں داخل ہوا اس نے پہلے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا پھر لوگوں کی طرف دیکھا اور پھر سر نیچے کر لیا۔ حضرت سلیمانؑ نے جن کے واپس آنے پر اس کی وجہ پوچھی۔ اس جن نے کہا: مجھے تعجب ہوا کہ لوگوں کے سر پر فرشتے ملائکہ موجود ہیں اور وہ اتنی تیزی سے باتیں اور کام کر رہے ہیں۔

باب نمبر 14

ضرب الامثال

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿٤٣﴾

اور ہم لوگوں کے سمجھانے کے لیے یہ مثالیں بیان کرتے ہیں اور اہل علم کے سوا کوئی اُنہیں نہیں سمجھتا۔

عنکبوت۔ (۴۳)

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا:

ضروت الامثال تضرب لاولی النھی والالباب

ضرب الامثال عقل مند اور سمجھ دار لوگوں کے لیے ہوتی ہیں۔

ا۔ (مادر) سے زیادہ بخیل:

''مادر'' قبیلہ بنی ھلال کا ایک شخص مخارق اپنی کنجوسی اور بخل میں بہت مشہور تھا۔ ایک مرتبہ اس نے کسی حوض سے اپنے اُونٹوں کو پانی پلایا حوض میں پانی باقی بچ گیا اُس نے پانی میں گندگی اور نجاست ملادی تاکہ کوئی دوسرا اسے پی نہ سکے۔ تب سے اس کا نام ''مادر'' پڑ گیا تب سے عرب لوگ کسی کنجوسی کو ملامت کرنے کے لیے یہ ضرب المثل استعمال کرتے ہیں کہ فلاں شخص ''مادر'' سے زیادہ بخیل ہے۔

۲۔ شامتِ مردانہ:

ایک فاضل بادشاہ اپنے بیٹوں کے ساتھ بیٹھا اُنہیں نصیحت کر رہا تھا۔ اس نے کہا: اگر تم اپنا مال و دولت خرچ کر کے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانا چاہو تو ایسا ہرگز ممکن نہیں خواہ تمہارے خزانے بھی خالی ہو جائیں لیکن اگر عجز وانکساری اور خوش روی سے پیش آؤ تو سب لوگ تمہارے گرویدہ ہو جائیں گے بغیر کوئی دولت خرچ کئے پس مادی دولت ختم ہو جانے والی ہے اور تواضع وانکساری کی دولت ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ عرب خوش روی اور شیریں زبان کی مثل اس طرح بیان کرتے ہیں ''شہامتِ مردانہ تواضع وانکساری ہے۔''

۳۔ جوان کی طاقت سے بہتر بوڑھے کی نصیحت:

یہ مثل حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے جسے بعض جنگوں میں آپ بیان فرماتے تھے: کہتے ہیں جب اسکندر اعظم ملکوں کو فتح کرنے کے ارادے سے نکلا تو جہاں کہیں اُسے کسی مالی یا لشکری مشکل کا سامنا پیش آتا وہ بزرگ حکیم ارسطالیس کو خط لکھتا ساری صورت حال سے آگاہ کرتا پھر ارسطالیس کی رائے پر عمل کرتا اور اپنے مقصد کو حاصل کر لیتا۔ اسکندر نے بہت سی فتوحات میں ارسطالیس کی ہدایات پر عمل کیا اور غالب رہا خود اُس کا کہنا تھا کہ ارسطالیس کی رائے مکہ کی دوری کے باوجود، لشکر میں موجود ہزاروں تیر اندازوں اور شمشیر زنوں سے بہتر ہے۔

۴۔ بدنیت چرواہا، پانی پلاتا رہا:

ایک شتربان دن میں اُونٹوں کو چرانے کے لیے لے جایا کرتا تھا۔ وہ جان بوجھ کر کوتاہی اور بددیانتی کرتا اور اُونٹوں کو سیر ہو کر چرنے کو نہ دیتا لیکن اپنی کوتاہی اور بددیانتی چھپانے کے لیے اُنہیں خوب ڈھیر سارا پانی پلاتا تاکہ مالکان کو اُن کی گرسنگی اور چرواہے کی بدنیتی کا علم نہ ہو سکے جبکہ اُونٹوں کا خالی پیٹ پانی پینا ان کے لیے انتہائی مضر تھا۔ یہ مثال تب بیان کی جاتی ہے جب آپ کسی سے نیکی کی امید رکھیں لیکن وہ اندر خانے آپ سے برائی کی نیت رکھتا ہو۔

۵۔ عنقا (افسانوی خوفناک پرندہ)

عنقا لمبی گردن والا خوفناک پرندہ تھا جس کی گردن میں سفید رنگ کا طوق تھا۔ اس میں حنظلہ بن صفوان نامی ایک پیغمبر تھے اور وہاں فتخ نام کا ایک پہاڑ بھی تھا عنقا ہر روز وہاں آتا اور اپنے لیے دوسرے پرندوں کا شکار کرتا۔ ایک دن جب کوئی شکار اُس کے ہاتھ نہ لگا تو وہ ایک بچہ اٹھا کر لے گیا۔ جب دوسری مرتبہ اُس نے ایسا کیا تو اہل رس پیغمبر کے پاس آئے اور اس پرندے کی شکایت کی آپؑ نے اُس پر نفرین کی اور فرمایا: اے خدا اس پرندے پر آفت نازل کر اور اس کی نسل ختم کر دے۔ پیغمبر کی دعا قبول ہوئی آسمان سے بجلی گری اور اُس پرندے کو جلا کر راکھ کر دیا فقط اس کا نام باقی رہ گیا۔

باب نمبر15

انبیاومرسلینؑ

خداوندتعالی فرماتا ہے:

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ

اے گروہ جن وانس کیاتم ہی میں سے (ہمارے بھیجے ہوئے) رسول تمہارے پاس نہیں آئے تھے جو ہماری آیات تمہارے سامنے بیان کرتے تھے اور اس قسم کے دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے؟(انعام۔۱۳۰)

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

وسل اللہ سبحانہ تراجمۃ الحق والشسفراء بین الخالق والخلق۔

اللہ کے رُسُل حق کے ترجمان اور خالق ومخلوق کے درمیان سفیر ہیں۔

ا۔شکوہ

ایک مرتبہ کسی پیغمبرؑ نے اللہ سے اپنی زندگی کی سختیوں کا شکوہ کیا۔وحی نازل ہوئی کیا تمہیں مجھ سے شکایت ہے؟ عالمِ غیب میں تمہارا نصیب کچھ اور تھا۔اب جبکہ تم اللہ کی قضاوقدر پر خشمگیر ہو،تو مجھے اپنی عزت کی قسم! آئندہ اگر ایسا خیال تمہارے دل میں آیا تو تم سے لباسِ نبوت لے لیا جائے گا،محبت کی مٹھاس تم سے ختم ہوجائے گی،جدائی کی تلخی کا مزہ چکھو گے اور بالآخر آگ کی تپش میں گھر جاؤ گے۔

۲۔انبیاءکی تعداد:

ابوذرنے پیغمبراکرمؐ سے پوچھا:انبیاءکی تعداد کتنی تھی؟ آپؐ نے فرمایا:ایک لاکھ چوبیس ہزار پھر پوچھا:ان میں کتنے رسول تھے؟فرمایا تین سو تیرہ افراد پھر سوال کیا: کتنوں پر کتابیں نازل ہوئیں؟ آپ نے فرمایا:ایک سو چوبیس پر اے ابوذر!چار پیغمبر سریانی تھے آدمؑ"شیثؑ،اخنوخ(ادریس)اور نوحؑ۔چار پیغمبر عرب تھے ہودؑ۔صالحؑ شعیب اور تمہارے پیغمبرؐ بنی اسرائیل کے پہلے پیغمبر موسیٰؑ

اور آخری عیسیٰ تھے اور اِن دونوں کے درمیان چھ سو پیغمبر آئے۔

۳۔ بعض انبیاء کا مرکز:

مسجدِ سہلہ میں حضرت ادریس کا گھر تھا جہاں آپ درزیوں کا کام کرتے تھے یہیں سے حضرت ابراہیم عمالقہ کے ساتھ جنگ کے لیے یمن کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت داؤدؑ جالوت سے جنگ کے لیے گئے۔ حضرت خضر کا مقام نزول بھی یہی تھا۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں: "مسجد کوفہ میں ستر انبیاء اور ستر وصیانِ رسولؐ نے جن میں ایک میں تھا، نماز ادا کی"۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ ایک ہزار انبیاء اور وصیانِ رسول نے مسجد کوفہ میں نماز پڑھی۔

۴۔ حضرت آدم علیہ السلام کا جنازہ:

حضرت آدم علیہ السلام نے مکہ میں وفات پائی۔ آپ کے وصی حضرت شیث نے آپؑ کو غاز کنز میں دفن کیا۔ طوفانِ نوح، تک آپؑ کا جسدِ مبارک وہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ پر وحی کی کہ کشتی جب خانہ کعبہ پہنچے تو وہاں کشتی سے ہی سات طواف کریں۔ پھر اس کے ٹھہرنے کی جگہ پانی آپؑ کے زانوں تک ہوگا۔ ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد حضرت نوحؑ نے حضرت آدمؑ کے جسدِ مبارک والا تابوت کشتی میں رکھا کشتی سے کعبہ کا طواف کیا اور وہاں سے کوفہ روانہ ہو گئے۔ وہاں حکم خدا سے پانی زمین کے اندر چلا گیا۔ پھر حضرت نوحؑ نے تابوت آدمؑ کو کوفہ میں دفن کیا جو اب قبر امیر المومنینؑ کے ساتھ ہے۔

۵۔ حضرت موسیٰؑ اور خاک پر چہرہ:

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: پیغمبر خدا حضرت موسیٰؑ نماز کے بعد اپنی جگہ سے نہ اٹھتے جب تک اپنی دائیں اور بائیں گال زمین پر نہ رکھتے۔

امام باقرؑ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی نازل کی: کیا تم جانتے ہو میں نے اپنے ساتھ کلام کے لیے تمہارا انتخاب کیوں کیا؟ آپؑ نے عرض کیا: نہیں! آواز پروردگار آئی: میں نے اپنے تمام بندوں پر نگاہ ڈالی لیکن تم سے زیادہ اظہار بندگی وانکساری کرنے والا کسی کو نہیں پایا کہ تم ہر نماز کے بعد اپنے چہرے کو دونوں طرف سے خاک پر رکھتے ہو۔

باب نمبر 16

اُولیاء اللہ

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾

آگاہ رہو کہ اللہ کے اولیاء (دوست) پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی اُنہیں کوئی حزن و غم ہے (یونس ۶۲)

رسول نے فرمایا اولیاء اللہ کی تین صفات ہیں:

تلات صفات من صفة الله: الثقة بالله فی کلی شئ عن کل شئ والافتقار الیه فی کل شئ.

۱۔ ہر چیز میں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ ۲۔ ہر چیز سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ ۳۔ ہر چیز کیلئے خدا کے محتاج ہوتے ہیں۔

۱۔ خوبصورت جواب:

ایک مرتبہ جنید بغدادی اور شبلی بیمار ہو گئے۔ اُنہیں دیکھنے ایک عیسائی طبیب آیا اس نے شبلی سے پوچھا: آپ کو کیا بیماری ہے؟ اُنہوں نے کہا: کچھ نہیں طبیب بولا: پھر بھی اُنہوں نے کہا: نہیں کچھ نہیں۔ طبیب پھر جنید کے پاس آیا اور اُن سے ان کی بیماری کے متعلق پوچھا۔ اُنہوں نے ایک آدھ کا نام لیا طبیب نے علاج کیا اور چلا گیا۔ شبلی نے جنید سے کہا: آپ نے ساری بیماری عیسائی طبیب کو کیوں نہیں بتائی۔ وہ بولے: اس لیے کہ عیسائی یہ نہ سوچے، جو دوست کے بارے میں ایسا ہے۔ دشمن کے ساتھ کیسا ہوگا؟ جنید نے شبلی سے پوچھا آپ نے اپنی بیماری کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ اُنہوں نے فرمایا: مجھے شرم آئی کہ میں دشمن سے دوست کی شکایت کروں۔"

۲۔ ٹڈی کا خاتمہ:

متقی عالم دین مرحوم آیت اللہ کوہستانی ایک مرتبہ اپنے کمرے میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص ہانپتا ہوا آپ کے پاس آیا اور کہا: جناب عالی! میں برباد ہو گیا ٹڈی دل نے ہماری زمینوں پر حملہ کر دیا ہے اردگرد کی ساری فصلیں تباہ ہو رہی ہیں اور رجلو ہی یہ ٹڈی میرے مالکوں کی زمینوں تک پہنچ جائے گی اور میں مارا جاؤں گا۔ آپ نے سر نیچے کیا اور تسبیح میں مشغول ہو گئے پھر فرمایا: جاؤ تمہاری

زمین کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ دوسرے دن وہ شخص خوشی خوشی آیا اور جناب کوہستانی کے ہاتھ پر بوسہ دیتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ: ٹڈی نے اردگرد کی ساری فصلیں تباہ کردیں، صرف میری فصل آپ کی دعاؤں سے ٹھیک رہی، ٹڈی نے جب میری زمین پر حملہ کیا تو چڑیوں کی ایک فوج جسے لگتا تھا وہاں مامور کیا گیا ہے۔ آئی اور ہر چڑیا چونچ میں ٹڈی لیے اڑگئی۔

۳۔ دعا کا راز:

معروف کرخی (م ۲۰۰) امام رضاؑ کے ہاتھوں مسلمان ہوئے اور عارفانِ خدا میں آپ کا شمار ہوا ایک روز اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ جارہے تھے۔ دیکھا کہ چند جوان لہو ولہب میں غرق ہیں جب بغداد دجلہ کے کنارے پہنچے آپ کے ساتھیوں نے کہا: اے شیخ دعا کریں یہ جوان غرق ہوجائیں اور ان کی بدبختی یہیں ختم ہوجائے۔ آپ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ! اور دعا کی "اے اللہ ان کے ساتھ ایسا کر کہ اس جہان میں ان سے راضی ہوجائے۔ اور اگلے جہان میں اُنہیں اچھی زندگی عطا فرما" ساتھی بہت متعجب ہوئے کہ ہمیں اس دعا کا راز نہیں معلوم!" آپ نے فرمایا کچھ دیر ٹھہرو پتہ چل جائے گا۔ جوانوں نے جب معروف کرخی کو دیکھا تو اپنے آلاتِ موسیقی توڑ ڈالے، شراب گرادی۔ گریہ وزاری اور توبہ واستغفار کرتے ہوئے آپ کے قدموں پر گر گئے آپ نے فرمایا: دیکھا سب کچھ مل گیا بنا کسی کو کوئی تکلیف پہنچے۔

۴۔ ابرو کے اشارے سے سمجھا:

شیخ ابوالحسن فرقانی (م۔ ۴۲۵) فرماتے ہیں: میں ان پڑھ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا اور علم عطا کیا۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا: حدیث کہاں سے سنی ہے؟ آپ نے فرمایا: پیغمبر اکرمؐ سے اُسے یقین نہ آیا رات خواب میں رسول اللہؐ کو دیکھا۔ آپ فرمارہے تھے: ابوالحسن سچ کہتا ہے۔ دوسرے دن وہ شخص شیخ ابوالحسن کے پاس گیا اور حدیث پڑھنی شروع کردی۔ ایک جگہ شیخ نے کہا: یہ حدیث پیغمبرؐ کی نہیں اُس شخص نے پوچھا۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا: جب تم نے یہ حدیث شروع کی میری آنکھیں رسول پاکؐ کے آبرو پر تھیں جب آپؐ نے ابرو کھینچ کر نیچے کی طرف کئے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ حدیث آپؐ کی نہیں۔ آئمہ اطہار علیہم السلام حتیٰ ابوالفضل العباسؑ کی عنایات کے اسے بہت سے واقعات نقل ہوئے ہیں۔

۵۔ وحدتِ عددی:

مرحوم عارف شیخ محمد بہاری علیہ الرحمہ صاحب کتاب "تذکرۃ المتقین" فرماتے ہیں: ایک دن میں کمرے میں بیٹھا دوپہر کا کھانا تیار کرنے کے لیے چاول صاف کر رہا تھا۔ کام کے دوران میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں سوچنے لگا۔ اچانک میرے استاد ملا حسینقلی ہمدانی آئے اور مجھے وحدتِ عددی کی وضاحت فرمانے لگے۔ میں کھڑا ہوا اور پوچھا: آپ کو میرے دل کی بات کیسے پتہ چل گئی۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مومن کا دل آئینہ جہاں نما بنایا ہے ابھی آپ کو ضرورت پیش آئی جس کا عکس میرے دل پر پڑا"

باب نمبر 17

بادشاہان

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝٣٤

جب بادشاہ کسی آبادی والے علاقے میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تہس نہس کر کے رکھ دیتے ہیں اور وہاں کے باعزت لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں (النمل ۳۴)

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

افضل الموك من حسن فعله ونيته وعدل فى جنده ورعينه

بہترین بادشاہ وہ ہے جس کی سوچ اور کردار نیک ہو جو اپنی عوام اور فوج کے ساتھ عدل و انصاف کرے۔

ا۔ ہرمز:

انوشیروان کا بیٹا ہرمز جب بادشاہ بنا تو اس نے اپنے باپ کے وزراء کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا کسی نے پوچھا: آپ نے ان سے کون سی خطا دیکھی جو یہ سلوک کیا؟ اس نے کہا: کوئی خطا نہیں لیکن میں نے محسوس کیا یہ وزراء مجھ سے بے حد خوف زدہ رہتے ہیں میرے کسی وعدے پر انہیں اعتماد نہیں۔ میں ڈر گیا کہ کہیں میری ہلاکت کی تدبیر نہ کریں لہٰذا میں نے ایک دانا کے قول پر عمل کیا۔ اگر کسی سے مقابلہ نہ کر سکو تو جنگ کرو۔ سانپ چرواہے کو اس طرف ڈستا ہے جس طرف سے اُسے خوف ہو کہ چرواہا اسے کچل دے گا۔ تم نے دیکھا نہیں کہ بلی جب بے بس ہو تو وہ چیتے کی آنکھوں پر پنجہ مارتی ہے"

۲۔ جمشید بادشاہ:

حضرت سلیمانؑ کے تقریباً دو ہزار سال بعد جمشید بادشاہ ہوا۔ بادشاہ بننے کے بعد وہ اپنی سلطنت کی ترقی واصلاح کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ لوگوں کو اس نے مختلف شعبوں میں تقسیم کیا۔ عبادت گذاروں کے لیے پہاڑوں پر خانقاہیں اور مساجد تعمیر کرائیں فوج کو تجارت سے علیحدہ کیا۔ دیہات میں رہنے والوں کو کھیتی باڑی کی تشویق دلائی معدنیات کی کھدائی کا کام شروع کرایا۔

جب جمشید کی سلطنت مضبوط ہوئی تو وہ شیطانی غرور کا شکار ہو گیا اور دعوئ خدائی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کا کام بگڑنے لگا یہاں تک کہ یمن سے ضحاک حمیری نے اس پر لشکر کشی کر دی۔ جمشید مقابلہ نہ کر سکا اور فرار ہو گیا۔ ضحاک نے پیچھا کیا اور دریا کے ساحل پر اسے قتل کر دیا۔ مرتے ہوئے جمشید کی زبان پر یہ جملہ تھا: ''جو اپنے دین کو بڑا نہ سمجھے دین اُسے حلاک کر دیتا ہے۔

۳۔ کمزور رعایا:

شیخ سعدیؒ کہتے ہیں: میں دمشق کی جامع مسجد میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر مطہر کے قریب عبادت اور راز و نیاز میں مشغول تھا۔ میں نے دیکھا ایک عرب بادشاہ جو اپنے ظلم وستم میں مشہور تھا قبر مطہر کی زیارت کیلئے آیا ہے اس نے ہاتھ اٹھا کر خدا سے دُعا کی اور پھر میری طرف دیکھ کر بولا: درویشوں کا فیض عام ہے آپ نیک سیرت بزرگ ہیں میرے لیے بھی دعا کیجئے مجھے اپنے سخت دشمن سے خطرہ ہے۔ میں نے کہا ''اپنی ناتوان رعایا پر مہربانی کر دتا کہ توانا دشمن تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے۔''

۴۔ سلیمان بن عبدالملک:

شام میں طاعون کی وبا پھیل گئی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک، ساتواں اُموی بادشاہ اسی طاعون سے مرا بیماری کی حالت میں اُسے کسی نے خط لکھا کہ: کہہ دیجیئے کہ اگر موت یا مارے جانے سے فرار کرتے ہو تو وہ تمہارے لیے سود مند نہیں ہے اور اس وقتی زندگی کے تھوڑے سے فائدہ'' کے سوا تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔' (الاحزاب۔۱۶) خلیفہ نے جواب میں لکھا: ''دنیا کی مدت اگر چہ تھوڑی ہے لیکن ہم اس کے خواہشمند ہیں اور اسے غنیمت جانتے ہیں۔''

۵۔ فکر مند:

جب سلطان محمود غزنوی (م۔۴۲۱) فوت ہو گیا تو خراسان کے ایک حاکم نے خواب میں دیکھا کہ محمود غزنوی کا سارا جسم بوسیدہ اور خراب ہو گیا ہے لیکن اس کی آنکھیں ابھی بھی ٹھیک ہیں اور دیکھ رہی ہیں۔ اس نے یہ خواب حکما اور دانشوروں سے بیان کیا مگر کوئی اس کی تعبیر نہ بتا سکا۔ ایک سادہ نیک انسان نے اس کی تعبیر ڈھونڈ لی اور کہا: سلطان محمود کو برزخ میں بھی اپنی اسی سلطنت کی فکر لاحق ہے جو دوسروں کے ہاتھوں میں ہے۔''

باب نمبر 18

پُرخوری

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔ کیونکہ اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (اعراف۔ ۳۱)

رسول پاکؐ نے فرمایا:

من کثر طعمه سقم بطنه وقسی قلبه

جس کی خوراک زیادہ ہو اس کا معدہ بیمار اور دل سخت ہو جاتا ہے۔

ا۔ معاویہ کی پُرخوری:

ابن عباس کہتے ہیں: میں بچوں کے ساتھ مصروف تھا کہ رسول اکرمؐ تشریف لائے میں دروازے کے پیچھے ہو گیا۔ آپؐ نے میری پشت پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: جاؤ معاویہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ میں گیا، واپس آیا اور عرض کیا: وہ کھانے میں مصروف ہے آپؐ نے فرمایا: خدا کرے کبھی اس کا پیٹ نہ بھرے" پیغمبرؐ کی نفرین سے معاویہ کھانے میں بہت حریص تھا۔ بہت زیادہ کھانا کھاتا اور پھر کہتا: میں کھا کھا کر تھک گیا ہوں لیکن پیٹ ہے کہ بھرتا نہیں۔"

امام حسن علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا: کیا معاویہ وہی نہیں جسے پیغمبرؐ نے بلا بھیجا لیکن وہ کھانے میں مشغول تھا۔ بلانے والا تین مرتبہ گیا اور آیا مگر وہ بدستور کھانے میں مشغول تھا۔ پس رسول اللہ نے اس کے لیے بددعا کی کہ خدا اس کے شکم کو کبھی سیر نہ کرے۔

۲۔ دو جہان جیسے ایک نوالہ:

میر کندی اہل ہرات سے تھا۔ بڑے پیٹ والا اور دعوتیں اڑانے والا شخص تھا وہ اس قدر کھاتا کہ لوگ کہتے اسے بھوک کی بیماری ہے۔ فقیر فخر الدین علی صفی (م۔ ۹۳۱) کہتے ہیں: ایک روز میں نے اس سے پوچھا: تمہیں بزرگ شعراء میں سے کون زیادہ پسند ہے اور کس کے اشعار زیادہ یاد ہیں؟ اس نے کہا مجھے مولانا رومی سے زیادہ کسی کے اشعار پسند نہیں۔ ساٹھ سال سے میں نے مولانا کے علاوہ کسی کی مثنوی یا غزل یاد نہیں کی میں نے پوچھا کتنے ہزار اشعار یاد ہیں۔ اس نے کہا ایک شعر غزل کا اور ایک مثنوی کا۔ جب پوچھا

کون سے تو اس نے یہ اشعار پڑھے۔

کوہ بود نوالہ بحر بود پیالہ ام
ھر دو جہاں چو لقمہ ای ھست دریں دھان من

اور مثنوی کا یہ شعر:

چوں کہ لقمہ می شود در تو گہر
دم مزن چندان کہ بتوانی بخور

ترجمہ: پہاڑ میرا نوالہ اور سمندر پیالہ ہے۔ دونوں جہاں میرے منہ میں نوالے کی مانند ہیں۔ ۲

۳۔ زیادہ کھانے کا چہرے پر اثر:

حضرت رسول اکرمؐ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میرے بھائی عیسیٰ کسی شہر سے گزر رہے تھے وہاں ایک مرد اور عورت کو جھگڑا کرتے دیکھا۔ ان سے جھگڑے کی وجہ معلوم کی مرد نے کہا: یہ میری بیوی ہے لیکن خوبصورت نہیں رہی۔ میں اس سے علیحدگی چاہتا ہوں حضرت عیسیٰؑ نے عورت سے فرمایا: اگر تم خوبصورتی چاہتی ہو تو کھاتے وقت زیادہ کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ زیادہ کھانا پیٹ میں رہے تو وہ چہرے کی خوبصورتی کو ختم کر دیتا ہے۔ عورت نے حضرت عیسیٰؑ کے کہنے پر عمل کیا تو اس کے چہرے کی تازگی اور حسن واپس آ گئے۔

۴۔ ابلیس کی نصیحت:

ایک دن ابلیس حضرت یحییٰؑ کے پاس آیا حضرت یحییٰ نے کہا: میں تمہیں تمہاری چالوں سمیت دیکھنا چاہتا ہوں دوسرے دن ابلیس اس طرح آیا کہ اس کا چہرہ بندر کا جسم سور کا دو بڑی بڑی آنکھیں رنگا رنگ ناخن اور عجیب و غریب ہیئت تھی حضرت یحییٰ نے اس سے مختلف چالوں کے بارے میں سوال کیا جو وہ مختلف لوگوں کو بہکانے کے لیے استعمال کرتا ہے اس نے جواب دیے۔ حضرت یحییٰ نے فرمایا: کیا تم مجھے بہکانے میں آج تک کبھی کامیاب ہوئے ہو؟ ابلیس نے کہا: نہیں لیکن میں تمہاری ایک عادت سے بہت متعجب ہوں کہ جب تم روزہ رکھتے ہو تو سحر اور افطار میں اتنا زیادہ کھاتے ہو کہ بعض اوقات یہ بسیار خوری تمہیں نمازوں سے روک دیتی ہے۔ کچھ جگہ اس طرح آیا ہے شیطان نے کہا: تم بعض اوقات اتنا سیر ہو کر کھاتے ہو کہ اس کی سنگینی تمہاری نماز اور عبادت میں حائل ہوتی ہے۔ حضرت یحییٰؑ نے فرمایا: میں خدا سے وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی سیر ہو کر نہ کھاؤں گا جب تک کہ خدا سے ملاقات نہ کر لوں۔

۵۔ تنبیہ:

ابن عامر خیری کہتا ہے: مجھے عباسی خلیفہ مامون نے حکم دیا کہ اھل بصرہ کے دس مجرموں کو اس کے سامنے حاضر کروں۔ میں

نے ان دس آدمیوں کو جمع کیا۔ایک پیٹو بن بلایا مہمان ان کے درمیان یہ سوچ کر گھس گیا کہ غالباً کسی کھانے کی دعوت ہے ان آدمیوں کو کشتی پر سوار کیا گیا اور جب زنجیروں میں جکڑا جانے لگا تب اُس بن بلائے شخص کو سمجھ آئی یہ ضیافت نہیں ہلاکت ہے۔اُنہیں مامون کے سامنے حاضر کیا گیا۔وہ ایک ایک کا نام پکارتا اور اُسے قتل کر دیا جاتا۔طفیلی شخص باقی بچ گیا تو مامُون نے پوچھا:تم کون ہو؟اس نے کہا:میں نے اتنے لوگوں کو ایک ساتھ دیکھا تو سمجھا کہ شاید کسی ولیمے کی دعوت پر جا رہے ہیں پس اپنا پیٹ بھرنے ان کے ساتھ ہولیا۔مامون ہنسا اور اُسے معاف کر دیا لیکن تنبیہ کی کہ آئندہ ایسا کام نہیں کرے گا۔

باب نمبر 19

پرندے

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۔ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ

کیا اُنہوں نے اِن پرندوں کی طرف نہیں دیکھا جو ان کے سروں کے اوپر کبھی اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹے ہوئے ہوتے ہیں؟ خدائے رحمان کے سوا کوئی اُنہیں آسمان کی بلندی پر روکے ہوئے نہیں (الملک ۱۹)

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

فالطیر مسخرة لامره احصی عدد الریش منها والنفس وارسی قوائمها علی الندی والیبس

پرندے اللہ تعالیٰ کے رام کردہ ہیں جو ان کے پیروں کی تعداد اور ان کی سانسوں سے آگاہ ہے۔ بعض کو پانی کا پرندہ اور بعض کو خشکی کا پرندہ بنایا۔

۱۔ عاشق قمری:

محی الدین عربی کہتے ہیں: میرے والد یا چچا نے مجھے بتایا کہ اُنہوں نے ایک شکاری کو مادہ وحشی قمری کا شکار کرتے دیکھا جب نر قمری نے دیکھا کہ شکاری نے اس کا سر کاٹ دیا ہے۔ تو وہ آسمان پر گردش کرنے لگا پھر تیز پرواز کی اور کافی بلندی پر چلا گیا ہم دیکھ رہے تھے کہ وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ پھر ہم نے دیکھا کہ اس نے اپنے دونوں پروں کو باندھ کر اپنے آپ کو اُن کے پیچھے چھپا لیا اور سر آگے نکال لیا ہے اس کے بعد ایک انتقام لینے والے کی طرح تیزی سے نیچے کی طرف آیا اور اپنے دوست کے عشق میں اپنے آپ کو زمین پر دے مارا اور وہیں دم توڑ دیا۔

۲۔فاختہ:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک فاختہ کو دیکھا جو اپنی مادہ سے کہہ رہا تھا: مجھ سے دور کیوں رہتی ہو؟ اگر میں چاہوں تو سلیمان کی سلطنت کو اپنی چونچ میں لوں اور دریا میں ڈال دوں! حضرت سلیمانؑ یہ سن کر مسکرائے اور اُن دونوں کو بلایا۔ نر فاختہ سے پوچھا: کیا تم واقعی ایسا کر سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں اے اللہ کے رسول لیکن مرد عورت کے سامنے اپنی جوانمردی کا اظہار کر کے اپنے ہمسر سے بڑھ چڑھ کر اظہار کرتا ہے تاکہ اس کی محبت حاصل کر سکے۔ حضرت سلیمانؑ نے مادہ فاختہ سے فرمایا: تم کیوں اس سے گریزاں رہتی ہو جب کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے؟ اس نے عرض کیا: یہ فقط زبان سے کہتا ہے حقیقت میں میرا عاشق نہیں۔ اس کی اور بھی دوست ہیں حضرت سلیمانؑ پر اس بات کا گہرا اثر ہوا اور خدا سے التجا کی کہ وہ آپ کے دل کو خالص اپنی محبت کے لیے خالی کر دے۔

۳۔شکاری باز:

ایک مرتبہ عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے شکاری باز کو آزاد کیا۔ وہ نظروں سے غائب ہو گیا ہارون نے دو دن تک اس کا انتظار کیا۔ دوسرے دن عصر کے وقت وہ باز واپس آیا تو اس کی چونچ میں ایک عجیب وغریب جانور تھا جو دھوپ میں تلوار کی طرح چمکتا تھا ہارون نے اسے دانشوروں کے پاس بھیجا تاکہ بتائیں یہ کس قسم کا جانور ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نے آج تک ایسا جانور نہیں دیکھا اور کہا کہ: حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کو بلواؤ۔ اگر انہیں معلوم ہوا تو ہمارے علم میں اضافہ ہو جائے گا اور اگر نہ جانتے ہوئے تو ان کی آبرو ریزی ہو گی۔ ہارون نے امامؑ کو بلوا بھیجا۔ آپ تشریف لائے۔ اور فرمایا: کوئی سوال ہے؟ کیونکہ تم مجھ سے ملنے کا شوق تو نہیں رکھتے جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کے درمیان ایک دریا خلق کیا ہے جس کے رہنے والے مچھلی کی مانند ہیں ایک بالشت سے زیادہ ان کا قد نہیں۔ ان کے سر انسانوں جیسے ہیں نر کالے رنگ کے اور مادہ مردوں کی طرح باریش اور ان کے بدن تانبے جیسے ہیں۔ اگر اُن میں کوئی ذکر الٰہی میں کوتاہی کرے تو سفید باز اُن پر جھپٹتے ہیں اور انہیں شکار کر لیتے ہیں۔ لیکن تجھے اس سے کیا فائدہ؟ پس اس حیوان کو لایا گیا اور دیکھا کہ امامؑ کی بات بالکل سچ تھی۔ پھر باز نے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور نگل گیا۔

۴۔چمگادڑ:

حضرت علیؑ نے فرمایا دنیا میں چھ موجودات بنا رحم مادر کے خلق ہوئیں۔ حضرت آدمؑ حضرت حواؑ حضرت اسماعیل کی قربانی کا دنبہ حضرت موسیٰؑ کا اژدھا حضرت صالحؑ کی اُونٹنی اور حضرت عیسیٰؑ کی چمگادڑ۔ ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک گروہ حضرت عیسیٰؑ کے پاس آیا اور کہا: اگر آپؑ واقعی پیغمبر ہیں اور فرستادہ خدا ہیں تو ہم آپ سے سوال کرینگے اور امتحان لیں گے۔ ہمارے لیے مٹی سے ایک چمگادڑ بنائیں جو پرواز بھی کر سکتی ہو۔ حضرت عیسیٰؑ نے تھوڑی سی مٹی لے کر اسکی شکل وصورت چمگادڑ جیسی بنائی۔ اس پر پھونکا تو وہ حرکت میں آ گئی اور اڑ گئی۔ یہی وجہ ہے کہ چمگادڑ دوسرے پرندوں سے مختلف اور عجیب وغریب ہے وہ دوسرے پرندوں کے برعکس بچے دیتی

ہے۔ وودھ پلاتی ہے اور دن کی روشنی میں دیکھ نہیں سکتی۔

۵۔ اُستاد کوّا:

کوے کو پہلا اُستاد مانا جاتا ہے کیونکہ جب قابیل چالیس دن تک اپنے بھائی کی نعش کو کہیں ٹھکانے نہ لگا سکا تو اس نے ایک کوے کو دیکھا جو ایک مردہ کوے کو لیکر آیا اپنے پنجوں سے زمین کھودی اور اُسے مٹی کے نیچے دبا دیا۔ قابیل نے یہ منظر دیکھ کر کہا: کیا میں اس کوے کی طرح نہیں کرسکتا اور زمین کھود کر اپنے بھائی کو مٹی کے نیچے دفن کردیا۔

باب نمبر 20

پند و نصیحت

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ۝

ہم نے عذاب کے اس واقعہ کو اس زمانے کے لوگوں کے لیے اور بعد میں آنے والوں کے لیے درسِ عبرت قرار دیا ہے اور پرہیزگاروں کے لیے اسے نصیحت بنایا ہے (البقرہ ۶۶)

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا:

المواعظ صقال النفوس وجلاء القلوب

نصیحتیں نفس کی غلاظت کو دھو ڈالتی ہیں اور دلوں کو جلا بخشتی ہیں۔

۱۔ دیوانہ اور پتھر:

حمید الدین بلخی حسین نامی دیوانے اور سحر شدہ آدمی کو ایک صراحی میں شربت اور ساتھ ایک خط دیتے تاکہ انوری شاعر تک پہنچا دے۔ حسین راستے میں پتھر مار کر صراحی کو توڑ دیتا۔ صراحی کا دستہ اور خط جا کر انوری کو دیتا انوری پوچھتا: شربت کہاں ہے؟ تو وہ بتاتا: شربت والی صراحی چھوٹا سا پتھر لگنے سے ٹوٹ گئی ہے۔ انوری کہتا: تو صراحی کا دستہ کیوں لے آئے ہو؟ دیوانہ کہتا: تاکہ میری بات کی سچائی کا پتہ چل جائے۔ حافظ کہتے ہیں۔ نصیحت من دیوانہ در طریقت عشق حمان مہمان حکایت دیوانہ ہست و سنگ و سبو جس طرح صراحی پتھر لگنے سے ٹوٹ جاتی ہے مجھے بھی حالتِ جنون میں نصیحت بے فائدہ ہے کیونکہ عاشق کو صبر محال ہے۔

۲۔ چور پر اثر:

اصمعی کہتا ہے: میں بیابان سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک درخت کے پیچھے سے ایک شخص نمودار ہوا اس نے تلوار اور نیزے سے مجھ پر حملہ کر دیا نیزہ میرے سینے پر رکھا اور بولا: کپڑے اور جو کچھ تمہارے پاس ہے میرے حوالے کر دو اپنے بیوی بچوں کو بے سہارا اور یتیم نہ کرو میں نے کہا: اے بھائی میری عزت کا کچھ خیال کرو۔ وہ بولا: چوروں کو ایسی باتوں سے کوئی سروکار نہیں۔ میں نے کہا: میں مسافر ہوں میرے کپڑے نہ لو وہ بولا: میں چور اور تنگ دست ہوں، اس کے علاوہ میرے پاس کوئی چارہ نہیں میں نے کہا:

میرے کپڑوں سے بڑھ کر بھی کچھ چیزیں ہیں۔ اس نے کہا: وہ کونسی آیت تلاوت کی: تمہاری روزی آسمان میں ہے اور وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔ (ذاریات ۲۲) یہ آیت سن کر چور لرزہ براندام ہو گیا۔ نیزہ پھینک کر سر بیابان کی طرف کیا اور آسمان کی جانب دیکھ کر بولا اے اللہ! میرا رزق اگر آسمان میں ہے تو مجھے حیران و پریشان کیوں رکھا ہے؟ یہاں تک چور بن گیا پس اگر میں تیرا بندہ ہوں تو میرے نصیب کا رزق مجھے عطا کر"

۳۔نجات کی اُمید:

صالح بن بشیر زاہد عباسی خلیفہ مہدی (م۔۱۶۹) کے پاس گیا۔ خلیفہ نے کہا مجھے کوئی نصیحت کرو۔ اس نے کہا: کیا تم سے قبل تمہارا چچا ابو العباس سفاح اور تمہارا باپ منصور تختِ نشین نہیں تھے؟ خلیفہ نے کہا: کیوں نہیں! صالح نے کہا: کیا جو کام انہوں نے کیے اس سے نجات کی امید ہے؟ یا جو کام انہوں نے نہیں کیے اس سے ہلاکت کا خوف نہیں؟ خلیفہ بولا: ہاں ایسا ہی ہے۔ صالح نے کہا پس جس چیز میں نجات کی اُمید ہو اُسے اپنا لو اور جس میں ہلاکت کا خوف ہو اس سے دوری اختیار کرو۔

۴۔تین اور کیا خوب تین!

سفیان حضرت امام صادق علیہ السلام کے حضور آیا اور عرض کی: اے فرزند رسولؐ جو علم خدا نے آپ کو عطا کیا ہے اس میں سے مجھے کچھ نصیحت کریں۔ آپؑ نے فرمایا:

۱۔جب گناہ سرزد ہو جائے تو استغفار کرو ۲۔جب نعمت عطا ہو تو شکر کرو ۳۔جب تکلیف اور غصے میں ہو تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہو۔ سفیان نے باہر نکلتے ہوئے کہا: تین اور کیا خوب تین!

۵۔میں شعوانہ ہوں:

شعوانہ ایک خوش آواز عورت تھی وہ اپنی اسی آواز سے بصرہ میں مختلف فسق و فجور محافل میں شرکت کر کے پیسہ کماتی اور اپنے لیے کنیز خریدتی ایک مرتبہ کسی گھر سے مسلسل آواز آ رہی تھی شعوانہ نے اپنی کنیز سے کہا جاؤ پتہ کرو کیسی آواز ہے؟ کنیز گئی لیکن واپس نہ آئی شعوانہ نے دوسری اور پھر تیسری کنیز کو بھیجا جب کوئی واپس نہ آیا تو خود پتہ کرنے گئی۔ اس نے دیکھا ایک واعظ آیات جہنم کے بارے میں بیان کر رہا ہے۔ شعوانہ اندر چلی گئی واعظ سورۂ فرقان کی آیات پڑھ رہا تھا شعوانہ پر اس کی باتوں کا گہرا اثر ہوا اس نے پوچھا: کیا میں توبہ کر سکتی ہوں؟ واعظ بولا: ہاں ضرور اگر تمہارے گناہ شعوانہ کے برابر ہوں تب بھی خدا توبہ قبول فرمائے گا وہ بولی میں ہی شعوانہ ہوں۔ اس مجلس سے واپس آ کر اس نے اپنی کنیزوں کو آزاد کر دیا اور تقویٰ کا راستہ اختیار کیا۔ انتہائی لاغر و ضعیف ہو گئی کئی متقی حضرات اس کا وعظ سننے آتے گریہ کرتے اور وہ خود بھی اس قدر روتی کہ لوگ کہتے کہیں آپ کی آنکھیں اس گریہ سے ختم نہ ہو جائیں۔ وہ کہتی دنیا کا اندھیرا قیامت کے اندھیرے سے بہتر ہے۔"

باب نمبر 21

پیشین گوئی

خداوند تعالی فرماتا ہے:

غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ

اہل روم مغلوب ہو گئے (اور یہ شکست) نزدیک کے ملک میں واقع ہوئی لیکن وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب پھر غالب آجائیں گے۔ چند ہی سال میں (تین سے سات سال)

دخل الحسین علیہ السلام علی رسول اللہ فقال لامیر المومنین امسکه ثم یقع علیه فیقبله ویبکی فیقول یاابه لم یبکی؛ فقال: یابنی اقبل موضع السیوف منك وابکی

امام حسینؑ بچپن میں رسولؐ اللہ کے پاس تشریف لائے آپؐ نے حضرت علی سے فرمایا: اس کا خیال رکھو پھر بوسہ لیا اور گریہ فرمایا امام حسینؑ نے عرض کی: آپ کیوں روتے ہیں؟ رسول اللہؐ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تلواروں کی جگہ بوسہ لیتا ہوں اور گریہ کرتا ہوں۔

ا۔ طاعون کی اطلاع

مرحوم سید مہدی قزوینی نے نقل کیا کہ میرے چچا جناب سید محمد باقر قزوینی نے عراق میں طاعون کی وباء پھیلنے سے دو سال قبل ۱۲۴۶ میں ہمیں طاعون پھیلنے کی خبر دی تھی ہم میں سے ہر ایک (اپنے نزدیکیوں) کو دعا لکھ کر دی اور فرمایا "میں آخری فرد ہوں جو طاعون سے مرے گا اور اس کی اطلاع مجھے خواب میں امیر المومنین نے دی ہے (وبک یختم یا ولدی) پس طاعون عراق میں پھیل گیا۔ ہمارے چچا شہر اور بیرونِ شہر میں چالیس ہزار افراد سے زیادہ کی تجہیز و تکفین کے کفیل بنے۔ خود سب کی نماز جنازہ پڑھی ایک وقت میں بیس، تیس افراد کی نماز جنازہ پڑھی اور کئی مرتبہ دن میں ایک ہزار افراد پر نماز پڑھی۔

۲۔خربوزہ فروش:

ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کے صحابہ میثم تمار اور حبیبؓ آپس میں گفتگو فرما رہے تھے میثم نے حبیبؓ سے کہا: ایک خربوزہ فروش کو اہلبیت سے محبت کے جرم میں پھانسی دی جائے گی اور میں دیکھتا ہوں ایک دوسرے شخص (حبیب) کا سر شہادت کے بعد تن سے جدا کر کے کوفہ لے جایا جائے گا وہاں موجود لوگوں نے کہا: یہ علم غیب حضرت علی نے اُسے (میثم) کو سکھایا ہے جب رشید ہجری آئے تو لوگوں نے پیش گوئی والا واقعہ اُنہیں بتایا۔ اُنہوں نے کہا: یہ وہ بتانا بھول گے کہ قتلِ حبیب کا مژدہ سنانے والے کو سو درھم انعام دیا جائے گا۔ رشید جب وہاں سے چلے گئے۔ تو لوگوں نے کہا" یہ کتنا جھوٹ بولتے ہیں!" راوی حدیث کہتا ہے کچھ سال گزرے تھے کہ میں نے دیکھا عمرو بن حریث کے گھر پر میثم کو پھانسی دی گئی اور حبیبؓ کا سر کوفہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جایا گیا اور سو درھم انعام حاصل کیا اس طرح پیشین گوئی بالکل سچ ثابت ہوئی۔

۳۔فتح المبین:

محی الدین عربی کہتے ہیں میں سال ۵۹۱ قمری میں شہر فاس میں تھا جب لشکر اسلام دشمن سے جنگ کے لیے اندلس روانہ ہوا۔ میں نے ایک مومن مرد خدا کو دیکھا اور اس سے اس بڑے معرکہ کفر و اسلام کے بارے میں سوال کیا اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے رسولؐ سے اس جنگ میں فتح و کامیابی کا وعدہ کیا ہے۔ اور فرمایا ہے: ہم نے تیرے لیے واضح کامیابی فراہم کردی ہے۔" (فتح۔۱) خاص بشارت فتحا مبینا الف ابجد کی تکرار کے بغیر ۵۹۱ ہوتے ہیں۔ پس میں اندلیس گیا۔ اللہ تعالیٰ نے لشکر اسلام کو کامیابی عطا کی اور بہت سے شہر فتح ہوئے۔

۴۔نمازِ جنازہ کی امامت:

عالمِ ربانی مرحوم سید بحر العلوم (م ۱۲۱۲) ساکن کربلا اور مرحوم سید مہدی شہرستانی (م ۱۲۱۴) ساکن کربلا کی آپس میں گہری دوستی تھی۔ سید بحر العلوم نے وصیت کی اور کہا: میں چاہتا ہوں کہ میری نماز جنازہ شیخ حسین نجف (ساکنِ نجف) پڑھائیں لیکن ایسا نہیں ہوگا اور میری نماز جنازہ سید مہدی شہرستانی پڑھائیں گے۔ جب سید بحر العلوم فوت ہوئے تو میت غسل و کفن کے بعد نماز کے لیے صحن امیر المومنین رکھی تھی۔ لوگوں نے دیکھا اچانک شرقی دروازے کی جانب سے سید شہرستانی داخل ہوئے ہیں لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے اور اُنہوں نے سید بحر العلوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔

۵۔نجیب الدین (م ۶۷۸ء)

بزعش شیرازی تاجر تھے شام سے شیراز آئے اور اسی کو اپنا وطن بنالیا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت امیر المومنین

تشریف لائے ہیں۔ آپ کے ساتھ کھانا تناول فرمایا اور آپ کو بیٹے کی بشارت دی ہے۔ بیٹے کی ولادت پر آپ نے اُس کا نام علی اور لقب نجیب الدین رکھا۔ آپ کے بیٹے نے علم وعمل میں کمال حاصل کیا۔ وہ غریبوں سے محبت کرتے۔ ان کے ساتھ بیٹھتے قیمتی لباس نہ پہنتے اور سادہ غذا کھاتے گھر میں تنہا رہتے اور مال ودولت فقراء' میں تقسیم کرتے...... قیمتی لباس اور غذا کے بارے میں اپنے والد سے فرماتے: میں عورتوں کا لباس نہیں پہنتا اور نازک مزاجوں والا کھانا نہیں کھاتا۔"

باب نمبر 22

جلد بازی نہیں...... تامل

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

سَاُورِيكُمْ اٰيٰتِىْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ

میں عنقریب تمہیں اپنی آیات دکھاؤں گا مگر تم جلدی نہ کرو (الانبیاء: ۳۷)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

العجلة من الشيطان والتانى من الله

جلد بازی شیطان کی جانب سے اور تامل یا کچھ دیر خدا کی طرف سے ہے۔

ا۔ جلدی کی تھکاوٹ:

شیخ سعدی کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں کسی سفر کے دوران جوانی کے زعم میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جلد ہی سر شام پہاڑ کی بلندی پر پہنچ گیا لیکن خستگی اور تھکاوٹ اس قدر غالب آ گئے کہ مزید ایک قدم چلنا بھی میرے لیے محال ہو گیا۔ قافلے کے پیچھے سے ایک بوڑھا شخص آہستہ آہستہ چلتے ہوئے مجھ تک پہنچا اور کہا: بیٹھے کیوں ہو؟ چلو! یہاں سونے کی جگہ نہیں۔ میں نے کہا: میرے پاؤں میں مزید چلنے کی سکت نہیں۔ اُنہوں نے کہا: کیا تو نے عقلمندوں کا مقولہ نہیں سنا؟ کہ آرام سے چلنا اور بیٹھنا جلد بازی میں تھکنے اور ہارنے سے بہتر ہے۔

ای که مشتاق منزلی، مشتاب
پند من کار بند و صبر آموز
اسب تازی دو تگ رود به شتاب
اشتر آهسته میرود شب و روز

ترجمہ: اے منزل پر پہنچنے کے شوقین جلدی کر میری نصیحت پلے باندھ اور صبر کر۔ تازہ دم گھوڑا دو گام ہی تیز دوڑتا ہے۔ اور آہستہ چلنے والا اُونٹ رات دن سفر کرتا ہے۔

۲۔ٹھہرو......شاید کوئی حل نکل آئے!

تاریخ میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ عباسی خلیفہ مامون نے بتایا" جب میں خراسان میں تھا، میرے بھائی امین نے خلاف توقع بغداد سے ایک بڑا لشکر میرے قتل کے لیے علی بن عیسیٰ کی سرکردگی میں روانہ کیا۔ میں نے اس کے مقابلے میں ایک چھوٹا سا لشکر طاہر بن حسین کے ساتھ روانہ کیا۔ خدشہ یہی تھا کہ طاہر کو شکست ہوجائے گی میرا خزانہ بھی خالی ہو چکا تھا۔ فوج خوراک کا تقاضا کر رہی تھی میں اپنے محل میں محبوس ہو کر رہ گیا فوج نے پیسے کے لیے ہنگامہ برپا کر رکھا تھا اور طرح طرح کی باتیں بنا رہے تھے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ محل پر سے چھلانگ لگاؤں اور فرار ہو جاؤں لیکن فضل بن سہل نے روک لیا۔ میں انتہائی اضطراب کی کیفیت میں تھا۔ شور مچانے والوں نے طوفان برپا رکھا تھا وہ محل کو آگ لگانا چاہتے تھے۔ میں نے پکا ارادہ کر لیا کہ چھت سے کود جاؤں گا مجھے دیکھ کر شاید اُن لوگوں کو کچھ حیاء آئے لیکن فضل میرے پاؤں پر گرتا کبھی ہاتھ پر بوسے دیتا کہ صبر وتامل سے کام لوں۔ جلدی نہ کروں۔ شاید کوئی حل نکل آئے۔ میں نے فوجیوں کے دباؤ میں آ کر فیصلہ کیا کہ پہلے فضل کو دھکا دوں اور پھر خود کود جاؤں اتنے میں ایک غلام آیا اور کہا کہ ایک آدمی خوش خبری لے کر آیا ہے طاہر کو فتح حاصل ہوئی ہے۔ علی بن عیسیٰ مارا گیا اور اس کا سر توبڑہ (bag) میں ہے۔ حملہ آور بھاگ گئے ہیں اور کمانڈروں نے توبہ کر لی ہے۔ فضل بن سہل کے صبر وتامل نے مجھے حکومت تک پہنچا دیا۔

۳۔مانع حکمِ قتل:

شہر ہراہ کا ایک دانشور ایک عمدہ سرا کا مالک تھا۔ سلطان محمود غزنوی جب ہرات آیا تو اس کا ماموں عبدالرحمن اس کے پاس رہا۔ ایک دن اس نے کہا: جس گھر سے میں آیا ہوں وہاں ایک بوڑھا شخص رہتا ہے جو اپنے آپ کو دانشور کہتا ہے۔ کل رات جب میں اس کے گھر گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ شراب پی رہا تھا۔ اور ایک پیتل کے بت کے سامنے دوزانو بیٹھا اس کی پرستش کر رہا تھا۔ میں شراب اور بت لے آیا ہوں جب تک آپ کا حکم صادر ہو۔ سلطان نے اس کا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور کہا: قسم کھاؤ کہ تم سچ کہہ رہے ہو۔ کہ حکم صادر کرنے میں میں کوئی جلد بازی نہ کر بیٹھوں اور یہی بہتر ہے۔ وہ بولا میں قسم نہیں کھاؤں گا سلطان نے کہا، جھوٹ کیوں بولا ہے؟ اس نے کہا: چونکہ دانشور عمدہ سرا کا مالک تھا۔ میں نے چاہا کہ وہ قتل ہو جائے اور اس کی سرا مجھے مل جائے محمود غزنوی نے دانشور کے قتل کا حکم صادر کرنے میں جلد بازی نہیں کی اور اپنے ماموں کو اس کے عہدے سے معزول کر دیا۔

۴۔جلد بازی سے بچو:

جرید کہتا ہے: میں نے عمرے کا ارادہ کیا اور اس سے پہلے امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: خدا سے ڈرو اور جلد بازی سے پرہیز کرو" میں نے کہا: مزید کچھ فرمائیں۔ مدینہ سے روانہ ہوا تو شام کا ایک شخص میرے ساتھ مل گیا۔ ہم مکہ کی طرف روانہ ہوئے راستے میں کھانے کے دوران اھل بصرہ کا ذکر چھڑ گیا اُس نے انہیں بہت

برا بھلا کہا پھر اہل کوفہ کی بات ہوئی تو انہیں بھی گالیاں دیں۔ امام صادق کے بارے میں بات ہوئی تو بے ادبی کرنے لگا۔ مجھے انتہائی غصہ آیا۔ دل چاہا کہ اس کے منہ پر زوردار مکہ رسید کروں اور اُسے ختم کرڈالوں لیکن فوراً ہی امام کی نصیحت مجھے یاد آ گئی۔ میں نے مصلحت کو پیش نظر رکھا اور صبر وضبط سے کام لیا۔

۵۔ بڑی مچھلی:

دوسری جنگِ عظیم میں جس وقت جرمن اٹلی اور جاپان کی اتحادی قوتوں نے فرانس کو جو کہ انگلستان امریکہ اور روس کا اتحادی تھا شکست دی تو پیرس میں ایک کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں تین سربراہان جرنیل انگلستان ''ہٹلر جرمن'' اور ''موسولینی اٹلی'' نے شرکت کی۔ ہٹلر نے چرچیل سے کہا: فرانس کو چونکہ شکست ہو چکی ہے لہٰذا مزید قتل وغارت گری سے بچنے کے لیے تمہیں شکست تسلیم کرلینی چاہیے تاکہ مزید جنگ کو روکا جاسکے۔ چرچیل نہ مانا اور کہا ہمیں ابھی تک شکست نہیں ہوئی اور نہ تم ابھی تک جیتے ہو۔ میری ایک شرط ہے کیا تم مانو گے؟ ہٹلر بولا: ہاں! وہ تینوں ایک حوض کے کنارے بیٹھے تھے۔ چرچیل نے کہا: جس نے اس حوض کی بڑی مچھلی کا شکار کرلیا وہی فاتح ہوگا۔ ہٹلر نے فوراً پانی میں چھلانگ لگائی اور فائرنگ شروع کردی لیکن مچھلی نہ پکڑ سکا اور تھک ہار کر واپس آ گیا۔ موسولینی نے بھی کچھ دیر کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔ چرچیل نے ایک بالٹی لی اور حوض کو آہستہ آہستہ خالی کرنا شروع کر دیا۔ ان کے پوچھنے پر چرچیل نے کہا: مجھے دشمن کو شکست دینے کی کوئی جلدی نہیں اس نے انتہائی صبر اور حوصلے سے حوض کو خالی کیا اور مچھلی کو شکار کرلیا۔ قارئین کرام: آج سامراج دنیا کے مختلف مذاہب کو اکٹھا کر کے آہستہ آہستہ محروم اور کمزور اقوام کو اپنے جال میں پھانس رہا ہے۔ جیسے بہائیت وغیرہ۔

باب نمبر 23

تسبیح (حمد وثناء پروردگار)

خداوندتعالیٰ فرماتا ہے:

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝

پھر طلوع آفتاب سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تسبیح وحمد بجالاؤ۔ پھر رات کے ایک حصے میں اس کی تسبیح کرو سجدوں کے بعد (ق ۴۰_۳۹)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من سبح الله ماة مرة كان افضل من سياق ماته بدنة

سومرتبہ سبحان اللہ کہنا سو اونٹوں کی قربانی سے بہتر ہے۔

ا۔سب تسبیح میں مشغول:

سعدی کہتے ہیں ایک مرتبہ میں کسی قافلے کے ساتھ تھا ہم ساری رات سفر میں رہے صبح کے قریب سونے کے لیے ایک کچھار نظر آئی۔ ہمارے قافلے میں ایک دیوانہ بھی تھا اُس نے اُونچی آواز میں نعرہ لگایا اور بیابان کی طرف نکل گیا اس نے ایک لحظہ بھی آرام نہ کیا دن نکل پر میں نے اُس سے کہا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ وہ بولا میں نے دیکھا کہ بلبلیں درختوں پر سے نالا کناں ہیں۔ چکور پہاڑوں سے مینڈک پانی سے اور چوپائے اپنی کچاروں سے بول رہے ہیں۔ پس میں نے سوچا کہیں بدلحاظی نہ ہوجائے کہ سب تسبیح وتحلیل میں مگن ہوں اور میں غفلت میں پڑا سوتا رہوں۔

۲۔لکڑیوں کی تسبیح وتحلیل:

ایک مرتبہ کسی درویش کے ہاں ایک مہمان آیا۔ درویش کے جھونپڑے کی چھت کمزور لکڑیوں سے ڈھکی تھی جن سے ہر وقت آوازیں پیدا ہوتی تھیں۔ مہمان نے کہا: اے درویش! مجھے کسی دوسری جگہ لے چلو۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ چھت کہیں گر نہ جائے۔ درویش نے کہا ڈرومت یہ لکڑیوں کی تسبیح وتحلیل کی آوازیں ہیں۔ مہمان بولا: مجھے اسی بات کا ڈر ہے کہ کہیں تسبیح وتحلیل کے بعد وجد میں

آ کر ساری لکڑیاں یکبارگی سجدہ ریز نہ ہو جائیں۔

۳۔محترم راز:

ایک مرتبہ عارف باللہ مرحوم ملا محمد کاشی (م ۱۳۳۳) کے درس کے بعد ایک طالب علم ان بزرگوار کے مدرس کے پاس آیا اور کہا کہ یہ جناب شیخ رات کیا کہتے رہے کہ سحر کے وقت میں نے در و دیوار سے "سبوح قدوس ربنا ورب الملائکہ والروح" کی تسبیح کی آواز سنی جب دیکھا تو جناب کاشی سجدے میں اس تسبیح کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اُنہوں نے فرمایا: اہم یہ نہیں کہ میری تسبیح کے ساتھ در و دیوار بھی تسبیح کرنے لگے بلکہ اہم یہ ہے کہ یہ محرم راز آخر کیسے ہوئے!

۴۔ایک سُبحان اللہ ایک درخت:

رسول اللہ نے فرمایا: جو کوئی ایک مرتبہ سبحان اللہ کہے جنت میں اُس کے لیے ایک درخت بویا جائے گا اور جو ایک مرتبہ الحمد اللہ کہے اس کے لیے بھی جنت میں ایک درخت بویا جائے گا اور جو ایک مرتبہ اللہ اکبر کہے اس کے نام کا بھی جنت میں ایک درخت بویا جائے گا۔ قریش کے ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ تب تو ہمارے نام کے بہت سے درخت جنت میں ہوں گے آپ نے فرمایا: ہاں بشرطیکہ اپنے گناہوں کی آگ وہاں نہ بھیجو جو انہیں جلا ڈالے اللہ تعالی نے سورہ محمد آیت ۳۳ میں فرمایا ہے: اُے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو۔ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔

۵۔تسبیح حضرت زہرا سلام اللہ علیھا:

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: فاطمہ نے مشک سے اتنا پانی بھرا کہ آپ کے سینے میں تکلیف ہو گئی چکی سے اس قدر گندم پیسی کہ ہاتھوں میں چھالے پڑ گے اور اس قدر جاروب کشی کی کہ لباس غبار آلود ہو گیا۔ چولھے میں اتنی آگ جلائی کہ لباس مبارک سیاہ ہو گیا تو میں نے کہا یا فاطمہ آپؑ اپنے والد بزرگوار کے پاس جائیے اور ایک خادم طلب کیجئے جو کاموں میں آپؑ کا ہاتھ بٹائے آپؑ رسول اللہ کے پاس تشریف لے گئیں لیکن چند اشخاص کو آپؐ کے گرد بیٹھا دیکھ کر شرم محسوس کی اور واپس لوٹ آئیں۔ رسول پاک سمجھ گئے کہ فاطمہ کسی کام سے آئیں تھیں۔ اگلی صبح رسول اللہ اپنی دختر کے گھر تشریف لائے اور فرمایا یا فاطمہؑ آپ کل کسی حاجت کے سبب تشریف لائی تھیں۔ حضرت علی نے فرمایا یا رسولؐ اللہ! گھر کے کام کاج کی زیادتی اور سختی کے باعث فاطمہ تکلیف میں تھیں لہٰذا میں نے انہیں آپ سے خادم طلب کرنے کو کہا رسول اللہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز تعلیم کروں جو خادم سے بہتر ہو؟ سونے سے پہلے ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھا کرو۔" حضرت فاطمہؑ نے عرض کی: میں خدا اور اس کے رسولؐ سے خوش ہوں۔

باب نمبر 24

تعبیر خواب

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ

اور دو جوان اس کے ساتھ قید خانہ میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ شراب کے لیے (انگور) نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں روٹیاں اپنے سر پر اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے ان میں سے کھا رہے ہیں ہمیں ان کی تعبیر بتاؤ۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

قد تصدق الاحلام

بعض اوقات خواب سچ ہوتے ہیں۔

ا۔ نواسہ رسولؐ کی دیکھ بھال:

رسول اکرمؐ کے چچا حضرت عباس کی بیوی ام الفضل نے خواب دیکھا اور بہت روئیں۔ عورتوں نے رونے کا سبب پوچھا لیکن اُنہوں نے کچھ نہ بتایا۔ آخر یہ مسئلہ رسول اللہ سے بیان کیا گیا آپ نے حضرت عباس کو بلا کر پوچھا کہ کیا وجہ ہے تمہاری بیوی گریہ کناں ہے اور سوتی نہیں؟ حضرت عباس نے بتایا کہ اُنہوں نے کوئی خواب دیکھا ہے جس کا کسی سے ذکر نہیں کرتیں۔ آپ نے ام الفضل کو بلا کر خواب کے بارے میں دریافت کیا۔ وہ بولیں: چند روز قبل قیلولے کے وقت ظہر سے ایک گھنٹہ پہلے میں نے خواب دیکھا جس نے مجھے دہشت زدہ کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا: اس وقت کا خواب جھوٹ نہیں ہوتا۔ مجھے بتاؤ تا کہ اس کی تعبیر کروں۔ ام الفضل نے کہا میں نے دیکھا کہ آپؐ کے جسم سے گوشت کا ٹکڑا علیحدہ کر کے میری جھولی میں ڈال دیا گیا ہے" آپؐ مسکرائے اور فرمایا: میری بیٹی فاطمہؑ کے ہاں کچھ دنوں تک بچے کی ولادت ہوگی جسکی دایہ تم ہوگی امام حسینؑ کی ولادت پر آپؐ نے ام الفضل کو بلایا اور امام حسینؑ کو ان

کی گود میں دیتے ہوئے تبسم فرما کر کہا یہی تمہارے خواب کی تعبیر ہے"

۲۔کتے جیسا قاتل:

ایک دن رسول پاک نے منبر پر فرمایا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ دس کتے میرا خون پی رہے ہیں جس میں ایک باقیوں سے زیادہ حریص اور لالچی ہے۔ مجھے لگتا ہے میرے بیٹے حسینؑ کے قاتل کی شکل کتے جیسی ہوگی' شب عاشورا امام حسینؑ کو اونگھ آئی اور اُٹھنے کے بعد آپؑ نے فرمایا میں نے دس کتوں کو اپنے اُوپر حملہ آور ہوتے دیکھا ہے جس میں ایک سیاہ و سفید دھبوں والا کتا باقیوں سے بڑھ کر حملے کر رہا ہے اور مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ عصر عاشورا یہ دونوں خواب شرمندہ تعبیر ہوئے اور کتے کی شکل والے شمر نے امام حسینؑ کو قتل کیا۔

۳۔بادشاہِ مصر:

ایک رات حضرت یوسفؑ نے اپنے والد کے پہلو میں سوتے ہوئے خواب دیکھا جسے دوسرے دن اپنے والد سے بیان فرمایا اور بتایا "میں نے دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔" حضرت یعقوبؑ نے کہا تمہیں بادشاہت ملے گی اور تمہارے بھائی تمہارے مطیع و خدمت گذار ہو نگے لہٰذا اپنے بھائیوں سے اس خواب کا ذکر نہ کرنا شمعون کی بیوی کھڑکی کے پیچھے سے یہ باتیں سن رہی تھی۔ اس نے یہ باتیں اپنے شوہر کو بتا دیں۔ ان بھائیوں نے آپس کے صلح مشورے سے حضرت یوسفؑ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ جب حضرت یوسفؑ مصر کے بادشاہ بنے تو سارے بھائی اُن کے سامنے جھک گئے۔ حضرت یعقوبؑ نے فرمایا: یہ تمہارے خواب کی تعبیر ہے۔"

۴۔خون کا بہنا:

ابن سیرین کے پاس ایک شخص آیا اور کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے دماغ سے خون نکل رہا ہے۔ اس نے کہا: تمہارے ہاتھوں سے مال و دولت نکل جائے گا۔ ایک دوسرا شخص آیا اور کہا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے دماغ سے خون آ رہا ہے۔ ابن سیرین نے کہا: تمہارے پاس مال و دولت آئے گا۔ وہاں موجود ایک شخص نے پوچھا: آپ نے ایک ہی خواب کی دو الگ تعبیریں کیوں بیان کیں؟ ابن سیرین بولے: جس نے کہا کہ خون دماغ سے نکل رہا ہے۔ میں نے کہا کہ مال و دولت اسکے ہاتھوں سے نکل جائے گا اور جس نے کہا کہ خون آ رہا ہے۔ میں نے کہا۔ مال و دولت آئے گا۔

۵۔اٹھارہ دانے:

ابن حبیب نباجی کہتے ہیں: ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اکرمؐ میرے باغ میں تشریف لائے ہیں۔ میں نے

کھجوریں پیش کیں جو انہوں نے کھائیں اور ان میں سے مٹھی بھر مجھے دیں میں نے گنی تو وہ اٹھارہ تھیں جس سے میں نے یہ مطلب نکالا۔ کہ میں مزید اٹھارہ سال زندہ رہوں گا۔ اس خواب کو ایک ہفتہ گزرا تھا کہ ایک دن غلام نے آکر بتایا: حضرت امام رضا میرے باغ میں تشریف لائے ہیں۔ میں آپؑ کے استقبال کے لیے پہنچا۔ دیکھا کہ آپؑ اسی جگہ تشریف فرما ہیں جہاں خواب میں رسول اکرمؐ نے بیٹھ کر کھجوریں کھائی تھیں۔ میں کچھ کھجوریں آپؑ کی خدمت میں لے گیا۔ آپؑ نے چند تناول فرمائیں اور مٹھی بھر مجھے عطا کیں جو گنی تو اٹھارہ تھیں میں نے عرض کی یا حضرت میرا اہل وعیال بڑا ہے کچھ زیادہ عطا کیجئے۔ آپؑ نے فرمایا: اگر خواب میں میرے جد بزرگوار زیادہ دیتے تو میں بھی زیادہ دیتا۔

باب نمبر 25

تعظیم واحترام

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ۔

اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدمؑ کے لیے سجدہ (خضوع) کرو تو شیطان کے علاوہ سب نے سجدہ کیا

اسحاق بن عمار کہتے ہیں:

عن اسحاق بن عمار قال قلت لابی عبداللہ علیہ السلام من قام من مجلسه تعظیماالرجل ؟قال: مکروہ الالرجل دین

میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ مجلس میں داخل ہونے والے شخص کے لیے احتراماً کھڑے ہونا کیسا ہے؟ آپؑ نے فرمایا مکروہ ہے لیکن اگر وہ شخص دیندار ہو۔

ا۔عدی بن حاتم:

حاتم طائی کا بیٹا عدی اپنے قبیلے کا سردار تھا۔ اُس نے جب اپنی بہن سفانہ کی زبانی رسول اکرمؐ کی بے حد تعریف وتوصیف سنی تو آپؐ سے ملنے مدینہ چلا آیا۔ آپ عدی کو اپنے ساتھ گھر لے گئے اس کے لیے فرش پر چٹائی بچھائی۔ چٹائی چھوٹی تھی اور ایک ہی فرد کے بیٹھنے کی گنجائش تھی۔ عدی نے آپ کو بیٹھنے کی دعوت دی لیکن آپؐ نے قبول نہ فرمایا اور عدی کو چٹائی پر بٹھا کر خود زمین پر بیٹھے۔ عدی نے کہا: مجھے یقین ہو گیا ہے کہ پیغمبرؐ دنیا کی سلطنت وریاست سے بے نیاز ہیں اسی لیے میرا اسطرح احترام کیا ہے پس میں رسولؐ اللہ کے ہاتھوں مُشرف بہ اسلام ہوا۔"

۲ تین افراد:

ایک مرتبہ رسولؐ اللہ اپنے اصحاب کے ہمراہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ تین اشخاص باہر سے آئے ایک کو جگہ مل گئی اور وہ بیٹھ گیا دوسرے کو جگہ نہ مل سکی تو وہ اک دوسرے شخص کے پیچھے بیٹھ گیا تیسرے نے جب دیکھا کہ پہلی صف میں بیٹھنے کی گنجائش نہیں تو وہ مسجد سے باہر نکل گیا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: پہلا بیٹھ گیا۔ اُسے خدا نے جگہ عطا کی دوسرے کو شرم آئی تو خدا نے بھی اس سے حیاء کی تیسرا منہ پھیر کر چلا گیا تو خدا نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

۳۔ مسلمان بھائی کا احترام:

سلمان فارسیؓ کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ آپؐ گدے پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے مجھے دیکھ کر گدا میرے لئے خالی کر دیا اور فرمایا: اے سلمان جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے ملنے جائے اور وہ اُس کے احترام میں اپنا گدا اُسے دے دے تو خداوند تعالیٰ اُسے بخشش دے گا اور اُس کے گناہوں سے درگذر فرمائیگا۔

۴۔ باپ کی بے ادبی:

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میرے والد بزرگوار نے راستے میں ایک باپ بیٹے کو جاتے ہوئے دیکھا درحالیکہ بیٹے نے باپ کے بازو سے تکیہ (ٹیک) لگا رکھا تھا۔ امامؑ نے اس بے ادبی کے سبب تاحیات اُس لڑکے سے بات نہیں کی۔

۵۔ جعفر طیارؓ کا احترام:

فتح خیبر کے دن رسولؐ اللہ کو اطلاع ملی کہ حضرت جعفر طیار حبشہ سے واپس مدینہ آرہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں کون سی بات میرے لیے زیادہ باعثِ خوشی و مسرت ہے۔ فتح خیبر یا جعفرؓ کی واپسی۔ پس آپؐ نے حضرت جعفرؓ کے آنے کا انتظار کیا۔ کھڑے ہو کر اُن کا استقبال کیا۔ اُنہیں گلے لگایا اور ماتھے پر بوسہ دیا۔

باب نمبر 26

حصولِ علم

خداوند تعالی فرماتا ہے:

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ، مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ،

یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی (پیغمبرؐ) ہم تجھ پر وحی کرتے ہیں اور انہیں نہ اس سے پہلے تم جانتے تھے نہ ہی تمہاری قوم (ھود ۴۹)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

لو یعلم الناس مافی طلب العلم لطلبوہ ولو بسفك المھج وخوض اللجج

اگر لوگ حصولِ علم کی خوبی سے آگاہ ہوتے تو جان کے بدلے یا امواجِ دریا میں کود کر ہر صورت اسے حاصل کرتے۔

۱۔ طالبعلموں کا تمسخر:

زکریا بن یحییٰ ساجی کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں بصرہ میں کسی محدث کے گھر جا رہا تھا۔ ایک شوخ طبع شخص میرے ساتھ تھا اس نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا: ملائکہ کے پروں سے اپنے پاؤں اٹھالو۔ اُس کا مقصد طالبعلموں پر طعنہ زنی تھا۔ اس واقعہ کو کچھ خاص وقت نہیں گزرا تھا کہ اس شخص کے پاؤں بیماری سے سوکھ گئے۔

داود بجستانی کہتے ہیں: ایک مرتبہ ایک لاپروا طالبعلم نے جب رسولؐ اللہ کی یہ حدیث سنی کہ "فرشتے طالب علم کے لیے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔" اس نے دو کیل اپنے جوتے میں لگا کر کہا: میں ان کیلوں سے فرشتوں کے پروں پر سوراخ کرنا چاہتا ہوں۔ پس اُس کے پاؤں پر ایسا ناسور پیدا ہوا جس نے اس کے سارے جسم کو شل کر دیا۔

۲۔ جاننا" دعا سے افضل ہے:

ایک دن جب رسولؐ اللہ مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں دو طرح کے گروہوں کو مشاہدہ کیا۔ ایک گروہ مسائل دینی کو سمجھنے

سمجھانے میں مصروف تھا اور دوسرا دُعا و مناجات میں مگن تھا۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا: دونوں مجالس خیر اور نیکی کی ہیں لیکن تعلیم و تعلم کی محفل زیادہ بہتر ہے کیونکہ میں علم سکھانے کے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور پھر ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

۳۔ کتاب بند کردو:

مولانا مجدالدین کے پاس ایک شاگرد پڑھنے آتا وہ سبق کے مفاہیم پر غور نہیں کرتا تھا مولانا کو شرم محسوس ہوتی کہ اُسے پڑھائی سے روک دیں۔ ایک دن پڑھنے کے لیے کتاب کھولی۔ اس میں لکھا تھا "بہترین حکیم نے کہا لیکن شاگرد نے اسے پڑھا زین حکیم نے کہا استاد بہت رنجیدہ ہوئے اور کہا: زین "تم یہ کتاب بند کردو۔ بے کار میں اپنے اور میرے لیے دردِ سر نہ بنو۔

۴۔ جہلاء سے میثاق نہیں لیا گیا:

ایک شخص زہری کے پاس آیا تا کہ اُنکی معلومات سے کچھ سیکھ سکے۔ زہری نے اسے کچھ نہ بتایا۔ وہ شخص بولا: اللہ تعالیٰ نے جُہلا سے تعلیم دینے کا عہد و پیمان نہیں لیا بلکہ علماء سے علم و دانش سکھانے کا وعدہ لیا ہے۔ سورۂ آلِ عمران کی آیہ ۱۸۷ میں ارشاد خداوندی ہے:

"جب خدا نے اہلِ کتاب سے میثاق لیا کہ اسے لازمی طور پر لوگوں کے سامنے آشکار کریں اور چھپائیں نہیں۔ لیکن اُنہوں نے اسے پس پشت ڈال دیا اور اسے تھوڑی سی قیمت پر فروخت کردیا" ایک شخص کسی دانشور کے ہاں آیا اور کہا: خدا نے جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ دو۔ دانشور نے اسے کچھ پیسے دے دیے۔ اس شخص نے کہا: میں پیسوں کے لیے نہیں بلکہ کچھ سیکھنے اور ہدایت لینے آیا تھا۔

۵ معلم کی مزدوری:

ایک عورت حضرت فاطمہ زہراؑ کے پاس آئی اور عرض کیا: میری والدہ ضعیف ہیں لیکن وہ اپنی نماز سے متعلق چند سوالات پوچھنا چاہتی ہیں اس لیے اُنہوں نے مجھے آپ کے حضور بھیجا ہے آپؑ نے فرمایا سوال کرو۔ اُس نے دس سوال کیے جن کے آپؑ نے جواب دیے۔ اُس عورت کو شرمندگی محسوس ہونے لگی اور عرض کیا: اے دُخترِ رسولؐ! میرے سوالات کی زیادتی کہیں آپؑ پر گراں تو نہیں؟ بی بی نے فرمایا جو چاہو سوال کرو۔ آیا جس مزدور کو ایک دن کے لاکھ دینار ملتے ہوں اس کے لیے وزن اٹھا کر چھت پر لے جانا مشکل ہوگا؟ وہ عورت بولی نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: مجھے ہر سوال کے بدلے اتنے لولو کے نگینے ملتے ہیں کہ ان سے زمین و آسمان کا درمیان پر ہو جائے پس مجھ پر تمہارا کوئی سوال گراں نہیں۔ روزِ قیامت بندگانِ خدا کو تعلیم دینے والوں کو ان کے علم اور کوشش کے مطابق جزا ملے گی۔

باب نمبر 27

تقدیر

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا

اور اللہ کا فرمان تو ٹھیک ٹھیک اور حساب و کتاب کے مطابق ہے۔(الاحزاب ۳۸)

لما سئل عن القدر؛ قال: طریقه مظلم فلا تسلکوه وبحر عمیق فلا تلجوه رسر الله سبحانه فلا تکلفوه.

حضرت علی علیہ السلام سے تقدیر کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا: یہ تاریک راستہ ہے اس کی طرف مت جاؤ۔ ایک گہرا دریا ہے اس میں داخل مت ہو۔ یہ خدائی راز ہے تم اپنے آپ کو تکلیف میں مت ڈالو۔

ا۔ حیوانات میں وبا:

ایک عرب قبیلے کے پرندوں اور جانوروں میں ایسی وبا پھیلی کہ دن میں سارے پرندے اور جانور مر گئے۔ لوگوں نے اپنے زمانے کے ایک زاھد و متقی شخص سے اس واقعے کو بیان کیا۔ اس نے کہا: تمہارے مقدر میں یہی تھا البتہ اس میں تمہاری بھلائی پوشیدہ ہے جو جلد تمہیں ملے گی اتفاق سے ایک لشکر قبیلوں کو لوٹنے اور تہ و بالا کرنے نکلا۔ جب وہ اس قبیلے تک پہنچا تو یہاں کسی جانور یا پرندے کی آواز سنائی نہیں دی لہٰذا وہ یونہی یہاں سے گزر گئے اور اس قبیلے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

۲۔ جال اُچک لیا!

سعدی کہتے ہیں ایک مرتبہ ایک مچھیرے نے جال دریا میں ڈالا تا کہ مچھلی کا شکار کر سکے۔ اتفاق سے ایک بہت بڑی مچھلی جال میں پھنس گئی وہ اس قدر بڑی تھی کہ اس نے جال مچھیرے کے ہاتھ سے کھینچ لیا

دام هربار ماهی آوردی
ماهی این بار رفت ودام ببرد

ہر بار مچھلی جال میں پھنستی ہے۔اس بار مچھلی جال ہی لے اڑی

دوسرے مچھیروں کو بہت افسوس ہوا انہوں نے اسے برا بھلا کہا تو یہ بولا مچھلی کی تقدیر میرے ہاتھ میں نہیں تھی اس کی موت نہیں آئی تھی جو وہ جان دے دیتی۔

۳۔غریب اور امیر کا مقدر:

ایک قافلہ کوفہ سے مکہّ کے لیے حج کے ارادے سے روانہ ہوا کوفہ سے ایک سر برہنہ پا پیادہ شخص (سعدی) ان کے ساتھ ہولیا۔اس کے پاس روپیہ پیسہ نہیں تھا لیکن انتہائی اطمینان سے ان کے ساتھ چلتا رہا۔ایک امیر شتر سوار نے اس سے کہا: اے تہی دست! کہاں جا رہے ہو؟ واپس جاؤ راستے کی سختی سے تم مر جاؤ گے۔''اس شخص نے امیر کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی اور یونہی چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ حجاز کے نزدیک ایک جگہ نخلہ محمود'' پر پہنچے جہاں وہ امیر شتر سوار فوت ہو گیا۔پا برہنہ غریب اس کے جنازے کے قریب آیا اور کہا: ہم سختی میں نہیں مرے اور تم ایک صحت مند اونٹ پر سوار مر گئے ہو۔''

۴۔قسمت کا فیصلہ:

اسکندریہ میں ایک عجیب اتفاق ہوا وہاں کے قائم مقام کا غلام فرار ہو گیا۔ایک دن کسی ملازم نے اسے دیکھا اور گرفتار کر لیا افسر کے پاس لاتے ہوئے راستے میں وہ دوبارہ بھاگ گیا اور ایک کنوئیں میں کود گیا نیچے اسے ایک سرنگ نظر آئی وہ سرنگ کی طرف چل پڑا ذرا آگے جا کر اُسے روشنی دکھائی دی وہ روشنی کی طرف آگے بڑھا اور جب باہر نکل کر دیکھا تو وہ قائم مقام ہی کا گھر تھا پس اُسے گرفتار کر لیا گیا اس لیے مشہور ہے کہ جو قسمت سے بھاگے قسمت خود اُسے تلاش کر لیتی ہے۔

۵۔اسمِ ابراہیم اور قسمت:

ایک مرتبہ ابراہیم بن مہدی عباسی خلیفہ مامون سے ہم سخن ہوا۔وہ چاندنی رات میں دجلہ کے کنارے کشتی پر بیٹھے تھے، مامون نے پوچھا بہترین نام کونسا ہے؟ ابراہیم نے کہا: اوّل اسم محمد اور اس کے بعد آپ کا نام "مامون'' خلیفہ نے پھر پوچھا بدترین نام کونسا ہے؟ اس نے کہا ابراہیم خلیفہ بولا یہ نبی کا نام ہے؟ اس نے کہا ہاں! جب اُن کے باپ آذر نے اُن کا یہ نام رکھا تو نمرود نے اُنہیں دھکتی ہوئی آگ میں پھنکوا دیا۔خلیفہ نے کہا رسول اللہ کے بیٹے کا نام بھی ابراہیم ہے؟ وہ بولا اسی لیے وہ بدقسمتی سے صرف سترہ ماہ زندہ رہا۔خلیفہ نے کہا: بنی العباس کے ابراہیم امام کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا: یہ اس کے نام ہی کی بدقسمتی تھی کہ مروان حمار نے اسے گرفتار کر لیا اور چونے کی بھٹی میں اس کا سر ڈال دیا یہاں تک کہ وہ مر گیا میرا نام بھی ابراہیم ہے میں نے خلافت کا دعویٰ کیا

اور چھ ماہ تک آپ سے چھپتا رہا یہاں تک زنانہ لباس میں آپ نے مجھ گرفتار کرلیا اور تین رات دن چوک میں کھڑا رکھا تا کہ لوگ مجھے اس لباس میں دیکھیں یہ سب صدمے میں نے آپ کے ہاتھوں اٹھائے۔ اتنی دیر میں ملاح کی آواز آئی او ابراہیم فلانے ڈھکانے! ہوا تیز آرہی ہے۔ کشتی کو مضبوطی سے باندھو۔ ابراہیم نے خلیفہ سے کہا۔ یہ بھی غیب سے ایک گواہ کی آواز ہے۔"

باب نمبر 28

تقیہ۔ (اظہار سے پرہیز ....)

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۔

اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست اور سرپرست نہ بناؤ اور جو شخص ایسا کرے گا اس کا کسی چیز میں اللہ سے کوئی رابطہ نہیں مگر یہ کہ ان سے (اور اہم تر مقاصد کے لیے) تقیہ کرو (آل عمران۔ ۲۸)

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

التقیة فی کل شیٍ یضطر الیه ابن آدم فقد احله الله له.

جس امر میں فرزندِ آدم مجبور اور لاچار ہو جائے۔ خداوند عالم تقیہ اس پر حلال کر دیتا ہے۔

ا۔ رعایت اور فضیلت:

مسلیمہ کذاب نے دو اصحاب رسولؐ کو گرفتار کر لیا ایک سے پوچھا: کیا تم محمدؐ کی رسالت کی گواہی دیتے ہو؟ اس نے کہا ہاں پھر پوچھا کیا میری رسالت کی گواہی دیتے ہو؟ اس نے کہا ہاں اسکے بعد دوسرے سے یہی سوال کیے کہ کیا محمدؐ کی رسالت کی گواہی دیتے ہو؟ دوسرے نے ہاں میں جواب دیا۔ پھر پوچھا: کیا میری رسالت کی گواہی دیتے ہو؟ اس نے کہا میں بہرہ ہوں سن نہیں سکتا مُسلمہ نے تین مرتبہ اپنے سوال کو تکرار کیا اس نے یہی کہا کہ میں بہرہ ہوں سن نہیں سکتا۔ مسلیمہ نے اُسے قتل کر دیا۔ یہ خبر جب رسول اللہ تک پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: پہلے نے خدا کی دی ہوئی رعایت کو استعمال کیا اور تقیہ کیا پس کوئی خوف یا رنج اس کے لیے نہیں دوسرے نے اپنی سچائی اور یقین کی وجہ سے فضیلت حاصل کی جو اُسے مبارک ہو۔

۲۔ مردِ فقیہ:

عبداللہ بن عطا کہتے ہیں میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا حکومت نے اہل کوفہ سے دو افراد کو گرفتار کر لیا اور انہیں امیر المومنینؑ سے اظہار بیزاری پر مجبور کیا۔ ایک نے اظہار بیزاری کر دیا تو اُسے رہا کر دیا گیا لیکن دوسرے نے ایسا کرنے سے

انکار کردیا پس اُسے قتل کردیا گیا امامؑ نے فرمایا: جس نے بیزاری کی وہ اپنے دین میں مردِ فقیہ تھا اور جس نے ایسا نہیں کیا اس نے جنت میں جانے کی جلدی کی۔

۳۔ حکومت کے خطرے سے بچاؤ:

عبداللہ بن زرارہ کہتے ہیں امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: اپنے والد کو میرا اسلام دینا اور کہنا! میری طرف سے اُس کی عیب جوئی فقط اُس کے دفاع اور حفاظت کی خاطر ہے۔ وہ چونکہ ہماری ولایت اور دوستی میں مشہور ہو چکا ہے لہٰذا دشمن کی کوشش ہے کہ اُسے اذیت دیں حتیٰ قتل کردیں اس لیے حکومت کے خطرے سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ میں اُس پر تنقید کروں اور میرے نزدیک دین کے حوالے سے اس میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت خضرؑ کا کشتی کو عیب دار بنانا بادشاہ کی غارتگری سے بچانے کی خاطر تھا۔ قرآن میں سورہ کہف کی آیہ ۷۹ میں یہ مثال بیان ہوئی ہے۔ اے مجھو خدا تم پر اپنی رحمت نازل کرے

۴۔ قلبِ عمار

صدرِ اسلام میں مشرکین نے حضرت عمار کے والدین (یاسر اور سمیہ) کو ہراساں کیا کہ اسلام سے منہ موڑ لیں۔ اُنہوں نے ایسا نہیں کیا لہٰذا اُنہیں قتل کردیا گیا لیکن حضرت عمار نے تقیہ کرتے ہوئے دشمن کی خواہش کے مطابق الفاظ اپنی زبان پر جاری کیے جبکہ اُن کا دل ایمان میں محکم تھا۔ لوگوں نے رسول اللہؐ سے کہا: عمار کافر ہو گیا ہے" آپ نے فرمایا: عمار سر سے پاؤں تک ایمان سے لبریز ہے۔ ایمان اُسکے رگ و پئے میں رچ بس چکا ہے۔ عمار روتے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے رسولؐ خدا! اُنہوں نے مجھے نہیں چھوڑا جب تک کہ میری زبان سے آپؐ کی جسارت اور ان کے بتوں کی اچھائی بیان نہیں ہوئی۔ رسول اکرمؐ نے اپنے ہاتھوں سے عمار کے آنسو پونچھے اور فرمایا اگر دوبارہ بھی تم سے ایسی بات کہلوائیں تو کہہ دینا۔ اس کے بعد سورہ نحل کی ۱۰۶ آیت حضرت عمار کے لیے نازل ہوئی "اور جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائے سوائے اس کے کہ جو مجبور کیا گیا ہو۔ جبکہ اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔"

۵۔ شاباش

ایک مومن حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مدد کی درخواست کی۔ آپ مُسکرائے اور فرمایا: میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں اگر اچھی طرح سے اس کا جواب دیا تو جو چاہتے ہو اُس سے دس گناہ زیادہ تمہیں دیں گے۔ اُس نے عرض کیا پوچھیے۔ آپ نے فرمایا: اگر تم سے کہا جائے کہ کسی چیز کی تمنا کرو تو کیا مانگو گے؟ اُس نے کہا: دین میں تقیہ اور اپنے مومن بھائی کے حقوق کی پاسداری حضرتؑ نے کہا: ہماری ولایت نہیں مانگو گے؟ وہ بولا: آپ کی ولایت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے جس پر میں اس کا شکر گزار ہوں۔ تقیہ اور مومن بھائی کے حقوق کی پاسداری جو میرے پاس نہیں اس کا طلبگار ہوں۔ حضرتؑ نے اُسے شاباش دی اور دو ہزار درہم اُسے عطا کیے تا کہ اُن سے تجارت کر سکے۔

باب نمبر 29

تکلف (معمول کے خلاف)

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ

(اے پیغمبرؐ) کہہ دو! میں تم سے کسی قسم کا اجر طلب نہیں کرتا اور میں متکلفین میں سے نہیں ہوں (ص۔۸۶)

رسول اللہ نے فرمایا:

نحن معاشر الانبیاء والامناء والاتقیاء براء من التکلف.

ہم، گروہ انبیاء ومتقین وامانتدار تکلف اور تصنع سے پاک ہیں۔

۱۔ سچ بولو:

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک مرتبہ رسولؐ اللہ اپنے چند اصحاب کے پاس گئے۔ وہ بہت کشادہ روی اور خوشامد سے پیش آئے یاسیدی اور مولائی کہہ کرمخاطب کیا۔ رسولؐ ناراض ہوئے اور فرمایا: اس طرح بات مت کرو۔ ہمارے نبیؐ یا پیغمبر خدا کہہ کرمخاطب کرو۔ بات ہمیشہ سچی کرو اور مبالغے سے پرہیز کرو ورنہ گمراہی کا شکار ہو جاؤ گے۔

۲۔ تکلفاً یا جھوٹ موٹ:

ایک مرتبہ امام جعفر صادقؑ اپنے بیٹے اسماعیل اور کسی جاننے والے کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ جب امام کا گھر آ گیا تو آپؑ نے اپنے ہمراہ شخص کو خدا حافظ کہہ کر رخصت کر دیا۔ آپؑ کے فرزند اسماعیل نے عرض کیا: ''انہیں گھر آنے کی دعوت کیوں نہیں دی؟'' آپؑ نے فرمایا: گھر کی وضع مناسب نہیں تھی۔ آپکے فرزند بولے: تکلفاً ہی کہہ دیتے۔ انہوں نے کونسا گھر آ جانا تھا! آپؑ نے فرمایا: مجھے پسند نہیں کہ تکلف کیا جائے۔

۳۔صاحبِ خانہ:

حضرت علی علیہ السلام کو دوستوں کا تکلفاً مبالغہ آمیزی کرنا اور دشمنوں کا انتہا پسندی پر اُتر آنا پسند نہیں تھا۔ لہٰذا آپؑ نے فرمایا کہ میرے بارے میں دو گروہ ہلاک ہوں گے۔ ا۔وہ دوست جو مبالغہ آمیزی کرتے ہیں ۲۔اور وہ دشمن جو زیادتی پر اتر آتے ہیں بعض لوگوں نے امام کو دیکھا کہ کھجوریں خرید کر کپڑے میں باندھ کر گھر لے جا رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا: یا امام اجازت دیں ہم گھر تک پہنچا آتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: زیادہ مناسب ہے کہ صاحبِ خانہ خود اُنہیں اُٹھا کر گھر لے جائے۔

۴۔مناسب نہیں:

امام علیؑ جنگِ صفین سے واپسی پر جب ہمدان کے ایک قبیلے شامیان کے محلے پہنچے تو وہاں عورتوں کے رونے کی آواز سنی جو جنگ میں اپنے مارے جانے والوں پر رو رہی تھیں۔ قبیلے کا سردار حرب بن شرجیل شامی امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے فرمایا: لگتا ہے عورتیں تم پر غالب آگئی ہیں؟ اُنہیں گریہ وزاری سے منع کیوں نہیں کرتے؟ امام گھوڑے پر سوار اور قبیلے کا سردار آپؑ کے ہمراہ پیدل تھا آپؑ نے فرمایا: واپس جاؤ۔ مناسب نہیں کہ تم جیسا قبیلے کا سردار میرے پیچھے پیدل چلے کیونکہ ایسا کرنا حاکم کے انحراف اور مومن کی کمزوری کا موجب ہے۔

۵۔جیسے مردہ......!

عبادت کے دعویدار ایک شخص نے اسقدر خضوع اور پرہیز گاری کا دکھاوا کیا کہ اس کی حالت مردوں جیسی لگنے لگی خلیفہ دوم نے اُس پر کوڑا اٹھایا اور کہا: ہمیں ہمارے دین پر مت مرواؤ خدا تمہیں غارت کرے راغب اصفہانی کہتے ہیں مجھے یہ بات ٹھیک طرح سمجھ نہیں آتی کہ کوئی کیسے اپنے آپ کو مردہ بنا سکتا ہے؟ حتیٰ کہ اصفہان کی جامع مسجد میں ایک فقیر کو دیکھا جو لوگوں کی صفوں میں سے گزر رہا تھا۔ اُس نے اپنی حالت اس قدر مُردوں جیسی بنا رکھی تھی کہ لگتا تھا گویا مدتوں پرانے مردے نے ہلکی سی جنبش کی ہو۔

باب نمبر 30

تنبیہ یا خبردار کرنا

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ

اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کی طرف دیکھو (کہ سالھا سال گزرنے کے بعد) خراب نہیں ہوئیں لیکن اپنے گدھے کی طرف دیکھو (کہ وہ کیسے ریزہ ریزہ ہو چکا ہے) تمہاری یہ دوبارہ زندگی اس لیے ہے کہ تمہیں ہم لوگوں کے لیے نشانی قرار دیں (البقرہ ۲۵۹)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

من اتعظ بالعبر ارتدع

جو عبرت سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔ وہ گناہ کی انجام دہی سے بچ جاتا ہے۔

ا۔ پنساری سے معرفت تک:

ایک دن پنسار نیشابوری اپنی دکانداری میں مشغول تھے۔ وہاں ایک درویش نے دو چار مرتبہ چیز مانگی جو آپ نے نہ دی۔ درویش نے کہا تم کیسے مرنا چاہتے ہو؟ نیشاپوری نے کہا جیسے تم مرنا چاہتے ہو۔ درویش نے اپنا لکڑی کا یہ سر کے نیچے رکھا اللہ کہا اور مر گیا یہ دیکھ کر نیشاپوری کی حالت دگرگوں ہوگئی اُنہوں نے اپنی دکان ختم کر دی اور سیر و سلوک کی راہ اپنا ئی۔ مولانا صاحب مثنوی اُن کے بارے میں لکھتے ہیں

عطار روح بود وسنائی دو چشم او

ما از پی سنائی وعطار آمدیم

عطار روح تھا اور اسکی آنکھوں کی چمک ایسی تھی کہ ہم اُسی چمک اور عطار کے پیچھے آئے ہیں۔

۲۔ امکان کے پیشِ نظر:

صاحب معرفت مرحوم حاج اسماعیل دولائی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ نجف کے ایک عالم دین نے کئی سال حوزہ میں

تدریس کے بعد اچانک پڑھانا چھوڑ دیا اور خود کو گھر میں نظر بند کرلیا۔ کچھ لوگ اُن سے ملنے گئے۔ دیکھا کہ وہ بہت لاغر اور کمزور ہو چکے ہیں اُن کی حالت متغیر تھی لوگوں نے پوچھا: آپ نے کیوں درس ختم کر کے طلبہ کو محروم کر دیا ہے؟ اُنہوں نے کہا: میں ہمیشہ کہتا رہا کہ خدا اور قیامت ہے، بالآخر مجھے احتمال ہوا کہ ممکن ہے یہ سچ ہو پس اسی احتمال نے مجھے زندگی بھر کی مصروفیات سے الگ کر دیا اور میرا یہ حال بنا دیا۔

۳۔ رنگریز سے ولی بن گئے:

صوفی منش بزرگ مرحوم مصطفیٰ نخودکی اصفہانی کے اصفہان میں ایک اُستاد محمد صادق تخت فولادی (م ۱۲۹۲) تھے۔ جوانی نوجوانی میں رنگریزی کا کام کرتے تھے ان کے چند شاگرد بھی تھے۔ ایک دن عصر کے وقت اپنے شاگردوں کے ہمراہ تفریح کے لیے اصفہان سے باہر گئے۔ واپسی پر تخت فولاد کے قبرستان سے گزرے وہاں ایک بوڑھے شخص کو کسی گہری سوچ میں گم دیکھا حاجی صاحب کو شوخی سوجی۔ اُنہوں نے بوڑھے شخص سے سوالات شروع کر دیے۔ بوڑھے نے کوئی جواب نہ دیا۔ حاجی نے چھڑی ان کے کندھے پر لگائی اور کہا: انسان ہو یا دیوار؟ وہ پھر بھی خاموش رہے۔ حاجی نے شاگردوں سے کہا چلو واپس چلیں۔ ابھی چند قدم چلے تھے کہ بوڑھے شخص (بابا رستم بختیاری) کی آواز آئی۔ عجب جوان ہو! افسوس ہے تمہاری جوانی پر! اور پھر خاموش ہو گئے۔ یہ جملہ ۔۔لر حاجی کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ اُنہوں نے دکان کی چابی شاگردوں کو دی اور خود تین رات دن وہیں بابا کے پاس رہے۔ پھر بابا کے حکم سے دن کے وقت دکان پر جاتے اور رات کو واپس قبرستان آجاتے۔ ایک سال بعد اُستاد نے کہا: اب کام بس کرو اور یہیں رہو اس طرح حاجی کا شمار اولیاءِ الٰہی میں ہوا۔

۴۔ موسیقی سے معرفت تک:

جہانگیر خان قشقائی (م ۱۳۲۸)

قشقائی کے بزرگوں میں سے تھے۔ اُنہیں موسیقی کا بے حد شوق تھا۔ اسی شوق کی تکمیل کے لیے وہ اصفہان گئے۔ وہاں مدرسہ علمیہ صدر اُنہیں پسند آیا۔ وہ ہر روز صبح و شام وہاں جاتے۔ مدرسے کے دروازے پر ایک درویش اُنہیں ملتا جو ان کا حال احوال دریافت کرتا۔ درویش اُنہیں آتے جاتے گھورتا رہتا ایک دن اس نے کہا: مجھے لگتا ہے اس فن میں تم فارابی (معلم ثانی) بن گئے ہو لیکن پھر بھی ایک موسیقار سے زیادہ کچھ نہیں بن سکتے۔ یہیں ایک کمرہ لے لو اور پڑھنا لکھنا شروع کرو۔ جہانگیر خان قشقائی کہتے ہیں: مجھے لگا جیسے یکدم خواب غفلت سے بیدار ہو گیا ہوں میں نے اگر کچھ سیکھا ہے تو اسی درویش سے۔"

۵۔ بے موقع الحمد اللہ:

سری سقطی (م ۲۵۰) جنید بغدادی کے اُستاد تھے وہ بتاتے ہیں کہ تیس سال ہوئے جب سے کلمہ الحمد اللہ، زبان پر جاری

ہوا ہے استغفار کر رہا ہوں۔ اُن سے پوچھا گیا وہ کس طرح؟ اُنہوں نے بتایا ایک رات بازار میں آگ لگ گئی تھی میں جلدی سے باہر نکلا تا کہ دیکھوں آگ میری دکان تک تو نہیں پہنچی لوگوں نے بتایا کہ آپ کی دکان بچ گئی ہے۔ میں نے کہا الحمد اللہ! اچانک متوجہ ہوا کہ کیا مجھے فقط اپنی ہی دکان کی فکر تھی؟! حالانکہ سب مسلمانوں کا خیال ہونا چاہیے تھا۔

باب نمبر 31

دنیا کی تعریف امثال کے ساتھ

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ

انہیں حیات دنیا کے لیے یہ مثال دو کہ ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں اس سے زمین کی پود خوب پھلی پھولی۔ پھر کچھ عرصہ بعد وہ خشک ہوگئی اور ہوا نے اُسے ادھر اُدھر بکھیر دیا (الکہف ۴۵)

امیر المومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

ان مثل الدنیا والاخرۃ کرجل لہ امراتان اذا ارضی احدا ھما اسخط الاخری۔

بے شک دنیا اور آخرت کی مثال اُس مرد جیسی ہے جسکی دو بیویاں ہوں کہ ایک کو راضی کرے تو دوسری ناراض ہوتی ہے۔

۱۔سایہ:

ایک عرب بادیہ نشین کسی قافلے کے پاس آیا۔ قافلے والوں نے اسے کھانا دانا کھلایا۔ کھانا کھا کر وہ خیمے کے سائے میں استراحت کرنے لگا کچھ دیر میں اُن لوگوں نے خیمہ اُتار لیا جب دھوپ بادیہ نشین پر پڑی تو یہ شعر پڑھتا ہوا اُٹھ بیٹھا (ترجمہ: دنیا عمارت کے سائے کی طرح ہے جسے ایک دن ضرور ختم ہونا ہے) امام حسینؑ سے یہ شعر اس طرح نقل ہوا ہے دنیا خواب یا سائے کی طرح ہے اور عقلمند شخص اس سے دھوکہ نہیں کھاتا۔

۲۔دُنیا سے کیا مطلب......؟

رسول اللہ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا مطلب؟ میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوار دن کی گرمی میں جا رہا ہو اور راستے میں بلند درخت کے نیچے قیلولے (ظہر سے گھنٹہ بھر پہلے) کے لیے رُکے اُٹھنے کے بعد اُس جگہ کو چھوڑے اور آگے چل پڑے۔ آپؐ نے مزید فرمایا کہ دنیا کی مثال اُس پھٹے پرانے لباس کی مانند ہے جو فقط دھاگے کی ایک تند سے باقی جڑا رہ گیا ہو

جو کسی بھی وقت ٹوٹ سکتا ہے۔

۳۔دریا کا پانی یا پُل:

حضرت عیسیٰ نے فرمایا: طالب دنیا کی مثال دریا کا پانی پینے والے جیسی ہے کہ جتنا پانی پیئے پیاس اُتنی ہی بڑھتی ہے۔ یہاں تک کہ پانی اور پیاس اُسے ختم کر دیتے ہیں۔ ایک اور جگہ فرمایا کہ دنیا کی مثال ایک پُل جیسی ہے اسے عبور کرو اس پر بسیرا نہ کرو۔

۴۔بوڑھی عورت:

روایت میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ پر دنیا کا اندر ظاہر ہو گیا اس انکشاف پر آپ نے دنیا کو بوڑھی عورت کی شکل میں دیکھا جس کے سامنے کے دانت جڑ سے ٹوٹ چکے تھے اور وہ انواع واقسام کے زیوارت سے آراستہ تھی آپ نے اُس سے پوچھا اب تک کتنے شوہر کر چکی ہو؟ اس نے کہا: اتنے زیادہ کہ میں گن نہیں سکتی آپ نے پوچھا: سب کو مار ڈالا ہے یا اُنہوں نے تمہیں طلاق دی ہے؟ وہ بولی سب کو مار ڈالا ہے آپ نے فرمایا: افسوس ہے تمہارے باقی شوہروں کے حال پر تم نے کس طرح سب کو ایک ایک کر کے مار ڈالا پر اُنہوں نے عبرت حاصل نہیں کی اور تم سے دوری اختیار نہیں کی۔

۵۔سانپ:

حضرت علی علیہ السلام نے خلافت سے قبل حضرت سلیمان فارسی کو لکھا کہ دنیا کی مثال ایک سانپ کی سی ہے جو باہر سے نرم ملائم لیکن اپنے اندر زہر قاتل رکھتا ہے۔ بس ہر اُس چیز سے جو تمہیں اپنی رنگینی سے مائل کرے اور فریب دے دوری اختیار کرو کیونکہ اُس کی مدت بہت کم ہوگی۔

باب نمبر 32

جن

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾

اور ہم نے جنات کو گرم اور جلانے والی آگ سے خلق فرمایا (الحجر ۲۷)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ان لنا اتباعا من الجن کما ان لنا اتباعا من الانس فاذا ردنا امرا بعثناهم۔

بے شک جنات میں ہمارے پیروکار ہیں جس طرح انسانوں میں ہمارے پیروکار ہیں ہم جب کوئی کام کرنا چاہیں تو انہیں مبعوث کرتے ہیں۔

۱۔ خدمت گزار جن:

سدیر صیرفی کہتے ہیں امام محمد باقرؑ نے مدینہ میں کچھ کام میرے ذمے لگائے جنہیں انجام دینے کے لیے میں مدینہ سے باہر گیا۔ ابھی چند میل دور روحاء کے مقام پر پہنچا تھا کہ اچانک ایک آدمی کو دیکھا جس نے نامناسب سا لباس پہن رکھا تھا۔ میں نے سوچا شاید پیاسا ہے۔ اُسے پانی دیا۔ وہ بولا مجھے اس کی ضرورت نہیں اور ایک خط مجھے دیا جس کی روشنائی ابھی خشک نہ ہوئی تھی اور اُس پر امام باقرؑ کی مہر ثبت تھی۔ میں نے پوچھا تم خط دینے والے کے پاس کب موجود تھے؟ اس نے کہا ابھی اور غائب ہو گیا۔ میں جب امام باقرؑ کی خدمت میں پہنچا تو سارا ماجرا اُن سے بیان کیا آپؑ نے فرمایا: جنات میں سے ہمارے خدمت گزار ہیں اگر کبھی جلدی ہو تو ہم ان سے کام لیتے ہیں۔

۲۔ مدینہ میں جنات کی فوج:

شیخ مفید روایت کرتے ہیں کہ جس وقت امام حسینؑ مدینہ سے کربلا کی طرف روانہ ہوئے تو مسلمان جنات کی ایک بڑی فوج آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اگر آپؑ اجازت دیں تو اسی وقت آپؑ کے تمام دشمنوں کو ہلاک کر ڈالیں بغیر اس کے کہ آپؑ کو کوئی تکلیف یا رنج اٹھانا پڑے اور یہاں سے جانا پڑے۔ امام نے انہیں دعا دی اور فرمایا: انسان جہاں بھی ہو موت اُس تک پہنچ

جاتی ہے اگر چہ کسی مضبوط قلعے کے اندر ہو تم بھی روز عاشورا آنا کیونکہ میں کربلا میں شہید ہو جاؤں گا۔ جنات نے کہا آپؑ کے حکم کی اطاعت واجب ہے ورنہ دشمن کو آپ تک پہنچنے سے پہلے ختم کر ڈالتے۔ آپؑ نے فرمایا: ہمیں دشمن پر اُس سے زیادہ قدرت حاصل ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ امر خدا کی اطاعت ہو اور اُسکی مخلوق پر حجت تمام ہو جائے۔

۳۔ توہم:

بنی عذرا کے قبیلے کا ایک شخص غائب ہو گیا اور جب کچھ عرصے بعد واپس آیا تو لوگوں کو جنات کی باتیں بتانے لگا۔ لوگوں نے اُسے جھوٹا سمجھا اور اس کی ہر بات کو بے بنیاد اور خیالی کہنے لگے کہ یہ تو توہمات کا شکار ہے! وہ اصحاب رسولؐ میں سے نہیں تھا لیکن کہتے ہیں کہ عائشہ نے اُس کے حالات رسول اکرمؐ سے ذکر کیے تو آپؐ نے فرمایا: وہ مرد صالح تھا ایک رات گھر سے نکلا تو ایک عرصے تک جنات کی قید میں رہا اُس کی ساری باتیں ٹھیک ہیں۔ ایک دوسری روایت کے مطابق رسولؐ اللہ نے اُس شخص کی جنات والی باتیں اپنے اہل خانہ سے نقل کیں اور فرمایا: حدیث خرافہ" درست ہے جنات والے واقعات اُس شخص کے ساتھ پیش آئے ہیں۔

۴۔ جنات کے درمیان امامؑ کا نمائندہ:

امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ ایک دن امیر المومنین حضرت علیؑ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک مسجد میں ایک اژدھا داخل ہوا لوگوں نے اُسے مارنا چاہا لیکن امامؑ نے منع فرما دیا۔ وہ رینگتا ہوا منبر کے قریب آیا اور امامؑ کو سلام کیا امامؑ نے اُسے رُکنے کا ارشاد فرمایا تا کہ خطبہ ختم ہو جائے۔ خطبے کے بعد آپؑ نے پوچھا تم کون ہو؟ وہ بولا: میں جنات میں آپ کا جانشین عمرو بن عثمان ہوں۔ میرے والد فوت ہو گئے ہیں اور مجھے آپؑ سے ملنے کی وصیت کی ہے۔ اب جیسے آپؑ کی رائے ہو؟! آپؑ نے فرمایا: میری رائے یہی ہے کہ جنات میں اپنے والد کی جگہ میرے جانشین رہو۔ اس نے کہا: میرے لیے کوئی نصیحت ہو؟ آپؑ نے فرمایا: تقویٰ اختیار کرو۔

۵۔ حضرت علیؑ کی شکل میں فرشتہ:

اہل سنت کی کتاب "صحاب فضائل عشرہ" میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک جن رسولؐ سے گفتگو میں مصروف تھا کہ اچانک حضرت علیؑ مسجد میں داخل ہوئے اُنہیں دیکھتے ہی جن غائب ہو گیا اور جب حضرت علیؑ مسجد سے باہر آئے تو جن دوبارہ رسولؐ اللہ کے پاس آ گیا۔ آپؐ نے فرمایا: علی کو دیکھ کر غائب کیوں ہو گئے تھے۔ وہ بولا: ایک مرتبہ میں نے حضرت سلیمانؑ کی نافرمانی کی تھی تو اُنہوں (علیؑ) نے مجھے زخمی کر دیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم سلیمان بن داؤد کے زمانے میں تھے؟ اس نے کہا: جی حضور اور اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ حضرت علیؑ کی شکل میں خلق فرمایا ہے جو ہمیشہ انبیاء کے ساتھ رہتا ہے۔

باب نمبر 33

بے صبری۔ بے تابی

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ

اور تمھیں وہ حوادث پیش نہیں آئیں گے جو گذشتہ لوگوں کو درپیش ہوئے وہی لوگ جنھیں دشواریاں اور تکلیفیں درپیش آئیں اور وہ ایسے دکھ اور درد میں مبتلا ہوئے کہ پیغمبر اور اُن کے ساتھ اہل ایمان کہنے لگے خدا کی مدد کہاں ہے (البقرہ ۲۱۴)

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا:

الجزع لایدفع القدر ولکن یحبط الاجر۔

بے صبری تقدیر نہیں بدلتی لیکن انسان کے ثواب اور جزا کو ختم کر دیتی ہے۔

۱۔ جوان تھا:

امام جعفر صادقؑ کے ایک صحابی کا بیٹا فوت ہوگیا۔ آپؑ نے اس سے تعزیت کی اور فرمایا: "خدا اس بیٹے سے بہتر تمھیں عطا کرے گا اور جزائے خیر جو تمھیں عطا ہوگی وہ بھی اس سے بہتر ہے۔ کچھ عرصے بعد حضرتؑ کو خبر ملی کہ وہ شخص اب بھی اپنے بیٹے کی یاد میں بے تاب ہے آپؑ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: پیغمبر خدا بھی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ کیا تمھیں اس سے سبق نہیں ملتا؟ وہ بولا: میرا بیٹا ابھی جوان تھا پس اسی لیے غمگین ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: تین بہترین چیزیں تمھارے بیٹے کے لیے ہیں ایک خدا کی واحدانیت کی گواہی دوسری رحمتِ خداوندی اور تیسری شفاعتِ رسولؐ۔

۲۔ حضرت صفیہ کی بے تابی:

رسول اللہؐ کی وفات سے پہلے پر جب سب خواتین آپؐ کے گرد جمع تھیں تو آپؐ کی زوجہ صفیہ جو کہ حی بن اخطب یہودی کی

بیٹی تھیں اور جنگِ خیبر میں اپنے شوہر کے مارے جانے کے بعد امرالٰہی سے آپؐ کی زوجیت میں آئی تھیں۔ انتہائی مضطرب اور بے تاب تھیں اور عرض کرتی تھیں: اے اللہ کے رسولؐ! خدا کرتا کہ آپؐ کی بیماری مجھے لگ جاتی اور آپؐ شفایاب ہو جاتے۔ دیگر خواتین ایک دوسری کو آنکھوں سے اشارے کرنے لگیں کہ دیکھو! صفیہ چاپلوسی کر رہی ہے۔ آپؐ نے انہیں صفیہ کے خلاف اشارے بازی سے منع کیا اور فرمایا: خدا کی قسم صفیہ سچ کہتی ہیں۔

۳۔ دو فرشتے:

بنی اسرائیل کے ایک قاضی کا بیٹا فوت ہو گیا جس کی جدائی میں وہ انتہائی بے تابی سے گریہ کرتا رہتا تھا دو فرشتے انسانی شکل میں اس کے پاس اپنی شکایت لیکر آئے۔ ایک نے کہا: اس کی بھیڑیں میری فصل میں داخل ہوتی ہیں اور اسے خراب کرتی ہیں دوسرے نے کہا: اس کی فصلیں پہاڑ اور نہر کے درمیان ہیں اور ہمارے گزرنے کے لیے کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں قاضی نے کہا: کیا تم جانتے نہیں تھے کہ یہ گزرگاہ ہے اور یہاں زراعت نہ کرو؟'' فرشتے نے کہا۔ تو کیا تم نہیں جانتے تھے کہ خدا نے تمہیں جو بیٹا دیا ہے اس نے ایک روز مرنا بھی ہے؟ اور دونوں فرشتے واپس چلے گئے۔

۴۔ اقرباء کی بے صبری:

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: موت کے فرشتے حضرت عزرائیلؑ نے رسول اللہؐ سے عرض کی: میں انسان کی روح کو قبض کرتا ہوں۔ جب انسان کی موت کا وقت پہنچ جاتا ہے تو اس کے اقرباء بے صبری اور نالہ و فریاد کرتے ہیں میں وہیں ٹھہر جاتا ہوں اور کہتا ہوں یہ بے صبری اور نالہ و فریاد کس لیے؟ خدا کی قسم! میں نے موت کا وقت پہنچنے سے پہلے اس کی روح قبض کرنے میں جلدی نہیں کی اور اس میں میرا کچھ گناہ نہیں پس اگر صبر اور حوصلے سے کام لو تو خدا کے حضور اجر کے مستحق قرار پاؤ گے اور اگر بے صبری میں نازیبا الفاظ بولے تو گناہ گار ہو جاؤ گے۔

۵۔ آخری تلقین:

امام حسینؑ جب آخری رُخصت کے لیے اپنے اھل بیت کے پاس تشریف لائے تو انہیں تلقین کرتے ہوئے فرمایا: دشمن تمہیں طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کرے گا جس کے بدلے خدا تمہیں اپنی بے حساب کرامتوں اور رحمتوں سے نوزے گا پس اپنی زبان پر شکوہ نہ لانا اور کوئی ایسی بات نہ کہنا جس سے تمہارے اجر میں کمی واقع ہو حضرت زینبؑ کا اضطراب دیکھ کر امامؑ نے آپؑ کے سر پر ہاتھ رکھا، تسلی دی اور فرمایا: خدا تمہیں صابرین کا اجر عطا کرے گا۔ حضرت سکینہؑ سے فرمایا: اپنی تقدیر پر صبر کرنا اور شکوہ نہ کرنا۔ دیگر اھل بیت سے فرمایا: جب میں مارا جاؤں تو اپنے گریبان چاک نہ کرنا اور اپنے چہرے کو مت نوچنا۔

باب نمبر 34

چشمِ بصیرت

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ

(سامری نے حضرت موسیٰ سے) کہا میں نے ایسی چیز دیکھی جو انہوں نے نہیں دیکھی۔ (طٰہٰ ۹۶)

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

فقد البصر اھون من فقد البصیرة

آنکھ کا فقدان بصیرت کے فقدان سے بہتر ہے۔

ا۔ خان الصعالیک:

امام حسن عسکری علیہ السلام کو جب خلیفہ کے حکم سے بے آب و گیاہ والے علاقے خان الصعالیک لایا گیا تو صالح بن سعید کہتے ہیں: میں امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میری جان آپ پر قربان ہو جائے ہمیشہ آپ پر ظلم وستم ڈھائے گے اور کوشش کی گئی کہ آپ کے نور اقدس کو بجھا دیا جائے۔ اب بھی کیسی نامناسب جگہ پر آپ کو لایا گیا ہے۔ امام نے فرمایا اے ابن سعید! اس جگہ تم موجود ہو ہم نہیں۔ پھر کہا دیکھو! میں نے دیکھا کہ انتہائی خوبصورت اور پر شکوہ باغ ہے جس میں نہریں جاری ہیں معطر حوریں اور مروارید جیسے حسین بچے ہیں یہ مناظر دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ امامؑ نے فرمایا: ہمارے لیے یہ ہے حقیقت اور یہ جگہ خان الصعالیک'' نہیں ہے۔

۲۔ مسخ شدہ لوگ:

ابوبصیر نابینا اور امام باقرؑ کے صحابی تھے ایک دن امامؑ سے عرض کیا: کیا آپؑ دیدار آئمہ و بہشت کے لیے میرے ضامن نہیں ہوں گے؟ امامؑ نے اپنا دستِ مبارک ابوبصیر کی آنکھوں پر ملا اس نے تمام آئمہ کا دیدار کیا پھر آپؑ نے فرمایا: دیکھو اب کیا نظر آ رہا ہے؟ ابوبصیر نے کہا خدا کی قسم! میں لوگوں کو کتے سور یا بندر کی شکل میں دیکھ رہا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا اگر پردہ ہٹ جائے اور لوگوں کی اصل شکل نمایاں ہو جائے تو ہمارے شیعہ ہمارے مخالفین کو فقط مسخ شدہ شکل میں دیکھیں گے۔ پھر فرمایا: اگر چاہتے ہو کہ میں تمہاری

بہشت کا ضامن بنوں تو پہلی حالت میں واپس آ جاؤ ابوبصیر مان گئے۔ امام نے اپنا دستِ مبارک ان کی آنکھوں پر رکھا اور وہ پہلی حالت میں واپس آ گئے۔

۳۔ چیونٹی:

ایک شخص اپنی جوانی کے دنوں میں دولاب تہران کے اکھاڑے کا دروازہ بجا کر شعر پڑھتا تھا۔ بڑھاپے میں اسے قصیدہ گوئی کا شوق ہوا خود چونکہ پڑھا لکھا نہیں تھا لہٰذا دوسرے مرثیہ خوانوں یا قصیدہ گوؤں سے اشعار یاد کرتا اور پڑھتا تھا لیکن اُسکی کوشش ہوتی کہ زیادہ سے زیادہ رقت آمیز ہوتا کہ لوگ زیادہ گریہ کریں۔ میں (عارف باللہ حاج اسمٰعیل دولابی) اُس کے اس کام سے بہت ناخوش تھا اور کئی بار اُسے سمجھانے کی کوشش کی لیکن نہ ہو سکا۔ ایک مرثیہ حالتِ کشف میں میں نے دیکھا کہ اس کے تمام چہرے حتیٰ کہ آنکھ کے ابرو پر سفید چیونٹیاں چل رہی ہیں وہ اُنہیں ناخنوں سے کرید کر نیچے پھینکتا ہے لیکن بلا فاصلہ وہاں نئی چیونٹیاں آ جاتی ہیں۔

۴۔ دنیا..........بثینہ کی شکل میں

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: باغ فدک حضرت فاطمہؑ کو ملنے کے بعد اس کے بعض حصوں میں بیلچے کے ساتھ کھیتی باڑی کے کام میں مشغول تھے کہ اچانک ایک انتہائی خوبصورت عورت کو دیکھا جسے آپؑ نے بثینہ (جو عرب میں ضرب المثل بن چکی تھی) سے تشبیہ دی اس نے کہا اے فرزندِ ابو طالب! مجھ سے شادی کر لو تا کہ زمین کے خزانوں کے مالک بن جاؤ اور پھر تمہاری اولاد اس کی مالک بن جائے۔ آپؑ نے فرمایا: تم کون ہو؟ اُس نے کہا: دنیا! آپؑ نے کہا چلی جاؤ اور کوئی دوسرا شوہر ڈھونڈ و اور دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔

۵۔ مرد عورت کے رُوپ میں

شیخ (رجب علی خیاط کے ایک عقیدتمند نے خواب میں ایک خوبصورت عورت کو شہوتِ نفسانی کیساتھ دیکھا دوسرے دن جب شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُنہوں نے اُس کے لیے ایک شعر پڑھا:

گرت حواست کہ ازدوست فکلی پیوند

نگاہ دار بر رشتہ تا نگہ دارد

وہ شخص کچھ دیر بیٹھا اور پھر عرض کیا: کیا مطلب؟ شیخ صاحب نے فرمایا: تم نے ایسا کیا کیا کہ عورت کے روپ میں نظر آ رہے ہو؟ اس نے کہا: میں نے ایک خوبصورت عورت کو خواب میں دیکھا جسکی باتیں میرے ذہن میں رہ گئی تھیں اُنہوں نے فرمایا: پس یہی وجہ ہے استغفار کرو!

باب نمبر 35

چہل۔ چالیسواں''

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ

یہاں تک جب وہ اپنی پوری جوانی وکمال قدرت کو پہنچتا ہے۔ چالیس برس کے سن میں داخل ہوتا ہے تو کہتا ہے۔اے میرے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ تو نے جو احسانات مجھ پر اور میرے والدین پر کئے ہیں۔اُن کا شکر بجالاؤں (الاحقاف ۱۵)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لیس صاحب هذا الامر من جاز اربعین ان یکون صورته فی سن اربعین ولا یؤثر فیه الشیب ولا یغیره.

حضرت صاحب الزمان کی شکل وصورت (قیافہ) چالیس سے تجاوز نہیں کرے گی اور طویل مدت آپؑ میں بڑھاپا یا تبدیلی نہیں لا سکے گی۔

ا۔ چالیس دن تک گریہ:

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل کی۔اے داؤد! تم میرے نیک بندے ہو اگر بیت المال سے پرہیز کرو اور وہاں سے روزی حاصل کرنے کی بجائے اپنے ہاتھ سے محنت کر کے روزی کماؤ حضرت داؤدؑ خدائی رویے کی اس تبدیلی اور تنبیہ پر دل پر اداشتہ ہو کر چالیس دن تک روتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے لوہے کو حکم دیا کہ میرے غیور بندے کے لیے نرم ہو جا! لوہا امر خدا سے حضرت داؤد کے لیے نرم ہو گیا پس آپؑ اس سے ہر روز ایک زرہ تیار کرتے اور اسے ہزار درہم میں فروخت کرتے۔اس طرح تین سو ساٹھ زرہیں بنا کر تین سو ساٹھ ہزار درہم میں فروخت کیں اور بیت المال سے بے نیاز ہو گئے۔

۲۔ چالیس سال کا صلہ:

اُموی خلیفہ عبدالملک مروان کا بیٹا ہشام حج کے لیے گیا۔ وہاں دیکھا کہ امام زین العابدینؑ خاص رعب ودبدبے کے ساتھ مسجد الحرام میں داخل ہوئے ہیں اور زیارت کے لیے حجرالاسود کے قریب گئے ہیں۔ لوگ آپؑ کے گرد جمع ہو گئے۔ ایک شخص نے ہشام سے پوچھا یہ بارعب شخصیت کون ہیں؟ ہشام نے کہا میں نہیں جانتا وہاں شاعر فرزدق موجود تھا اس نے کہا میں انہیں جانتا ہوں اور اس طرح امام کی تعریف وتوصیف بیان کی کہ ہشام غضبناک ہو گیا۔ اس کا سارا مال ومتاع ضبط کر لیا اور حکم دیا کہ اُسے مکہ ومدینہ کے درمیان عفان کے قید خانے میں ڈال دیا جائے امام زین العابدینؑ نے بارہ ہزار درہم فرزدق کو بھیجے جو اس نے نہیں لیے اور کہا: میں نے پیسوں کے لیے اشعار نہیں کہے تھے۔ امامؑ نے پیسے دوبارہ اُسے بھیجے تو اس نے رکھ لیے۔ ہشام نے اُسے گرفتار کر کے قتل کرنے کا حکم دیا اور فرزدق نے امام عرض کی: ہشام نے میرا ماہانہ خرچہ بند کر دیا ہے۔ امامؑ نے اُسے اتنا خرچہ دیا جو اُسے چالیس سال کے لیے کافی تھا۔ جب چالیس سال گزرے تو فرزدق وفات پا گیا۔

۳۔ چالیس سال سرگردانی:

حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ دشمنانِ خدا سے جنگ کرو۔ وہ بہانہ بنانے لگے اور کہنے لگے کہ اس شہر میں بہت طاقتور گروہ ہیں جن کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ فقط یوشع ابنِ نون اور کالب ابن لوقنا جو نیک اور بہادر سردار تھے۔ وہاں گئے تا کہ غلبہ حاصل کر سکیں۔ بنی اسرائیل تحقیر واستہزا کے ساتھ حضرت موسیٰؑ سے کہنے لگے کہ جب تک طاقتور گروہ وہاں موجود ہیں ہم نہیں جائیں گے۔ تم اور تمہارا خدا جاؤ اور جنگ کرو ہم یہیں بیٹھ کر دیکھیں گے۔ حضرت موسیٰؑ بہت ناراض ہوئے۔ اُن پر نفرین کی اور کہا: اے خدا ہمارے اور اُن کے درمیان جدائی ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کی پاک سرزمین کو چالیس سال کے لیے اُن پر حرام کر دیا۔ بنی اسرائیل چالیس سال تک دشت وصحرا میں مارے مارے پھرتے رہے۔ وہاں سے نکلنے کے لیے سفر کرتے لیکن دوبارہ اپنے آپ کو وہیں پاتے۔

۴۔ چالیس سال بانجھ پن:

کسی نے امام رضاؑ سے سوال کیا کہ آخر کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کی ساری قوم کو غرق کر ڈالا جبکہ اس میں بچے ہونگے جو بے گناہ ہوں گے؟ امام نے فرمایا۔ طوفانِ نوح میں کوئی بچہ موجود نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب قوم نوحؑ پر عذاب کا ارادہ کیا تو چالیس سال پہلے اس قوم کو بانجھ کر دیا لہٰذا طوفانِ نوحؑ کے وقت وہی لوگ غرق ہوئے جنہوں نے حضرت نوحؑ کی تکذیب کی تھی یا اس تکذیب پر راضی تھے جو شخص گناہ نہ کرے لیکن دوسروں کے گناہ پر راضی رہے وہ اُنہی کے ساتھ شمار ہوتا ہے۔ طوفانِ نوح کے وقت آسمان سے چالیس دن تک پانی برسا جس نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

۵۔ چالیس سال مُہلت:

فرعون نے کہا" میں نے ہی تمہارا پروردگار ہوں (نازعات ۲۴) اور کہا" میں نے اپنے سوا تمہارے لیے کسی کو خدا نہیں جانتا۔ (قصص ۳۸) حضرت امام باقرؑ فرماتے ہیں۔ فرعون کے اس کلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُسے چالیس سال تک مہلت دی اور حضرت موسیٰؑ و ہارون علیہما السلام سے فرمایا: تم دونوں کی دعا قبول ہوگئی" (یونس ۸۹) یعنی اس استجابتِ دعا میں چالیس سال لگ گئے۔

باب نمبر 36

حائل یار کاوٹ

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ ۝

ہمارے تیرے درمیان پردہ حائل ہے (جب صورتِ حال یہ ہے تو) تو اپنا کام کر ہم اپنے عقائد کے مطابق عمل کرینگے۔ (فصلت ۵)

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا:

ایما مومن کان بینه وبین مومن حجاب ضرب الله عزوجل بینه وبین الجنة سبعین الف سور.

اگر کوئی مومن اپنے تک کسی دوسرے مومن کی پہنچ میں رکاوٹ کھڑی کرے تو خداوند تعالیٰ اُس کے اور جنت کے درمیان ستر دیواریں کھڑی کردے گا۔

۱۔ فرزندِ بلال۔

میمون بن مہران کہتا ہے: میں اُموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھا۔ اس نے اپنے دربان سے کہا: دیکھو دروازے پر کون ہے؟ دربان واپس آیا اور کہا: ایک شخص اپنے اُونٹ کو بٹھا رہا ہے اور کہتا ہے میں موذن پیامبر بلال کا بیٹا ہوں۔ خلیفہ نے اندر آنے کی اجازت دی۔ جب وہ اندر آئے تو خلیفہ نے کہا ہمیں کوئی حدیث سناؤ اُنہوں نے کہا: میں نے اپنے والد بلالؓ سے سنا ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: جو کوئی اور امر مسلمین کا ذمے دار ہو لیکن اُن کی اپنے تک پہنچ میں رکاوٹ پیدا کرے تو خداوند تعالیٰ قیامت کے دن اپنے آپ کو اس سے پوشیدہ رکھے گا۔ یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دربان سے کہا: تم اپنے گھر جاؤ میں نہیں چاہتا کہ میری دربانی کرو۔

۲۔ ابراہیم شتربان:

ابراہیم شتربان، ہارون الرشید کے شیعہ وزیر علی بن یقطین سے ملنا چاہتا تھا لیکن اسے اجازت نہیں ملی۔ اسی سال

وزیر حج کے دنوں میں مدینہ امام موسیٰ کاظمؑ سے ملنے گیا۔ آپؑ نے اسے ملنے کی اجازت نہیں دی۔ یہاں تک دوسرے دن وہ گھر سے باہر آپؑ سے ملا اور اجازت نہ دینے کی وجہ پوچھی آپؑ نے فرمایا تم نے اپنے بھائی ابراہیم کو ملنے کی اجازت نہیں دی پس خدا تمہارا یہاں آنا قبول نہیں کرے گا جب تک ابراہیم تمہیں معاف نہ کردے۔ علی بن یقطین نے عرض کیا۔ اب میں مدینے سے کوفہ تک کیسے جاؤں؟ امامؑ نے فرمایا: رات بقیع میں تمہیں تیار اُونٹ ملے گا۔ جو کم ہی وقت (طی الارض) میں تمہیں کوفہ لے جائے گا۔ وہاں ابراہیم کو راضی کرو اور واپس آجاؤ۔ علی بن یقطین نے ایسا ہی کیا اور واپسی پر اُونٹ کو امامؑ کے گھر کے باہر بیٹھایا تب امامؑ نے اُسے اندر آنے کی اجازت دی۔

۳۔ تین وجوہات:

خالد بن عبداللہ قشیری نے اپنے دربان سے کہا: کسی کو دروازے سے واپس مت بھیجو کیونکہ اوامر مسلمین کا ذمے دار شخص اپنے آپ کو نہیں چھپاتا مگر تین وجوہات کی بنا پر: ۱۔ اپنے عیبوں کو چھپانے کے لیے۔ ۲۔ اپنے زوال کے خوف سے۔ ۳۔ یا بخل کی وجہ سے کہ لوگ آئیں اور اُس سے کوئی چیز طلب کریں۔

۴۔ لعنتِ خُدا:

ابی حمزہ کہتے ہیں: میں نے امام باقر علیہ السلام سے عرض کی، میری جان آپؑ پر فدا ہو جائے۔ آپؑ اُس مسلمان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کے پاس کوئی دوسرا مسلمان ملنے کے لئے یا کسی ضرورت کے تحت آئے لیکن وہ گھر میں ہونے کے باوجود نہ ملے؟ آپؑ نے فرمایا ایسے شخص پر خدا کی لعنت اور نفرین ہے جب تک کہ وہ آنے والے سے مل کر معذرت نہ کرلے۔

۵۔ مکافاتِ فرعون:

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ خدائی کا دعویٰ کرنے والے فرعون کی لمبی عمر کی دو وجوہات تھیں ایک یہ کہ اس کا اخلاق اچھا تھا اور دوسرا یہ کہ عوام با آسانی اس سے مل سکتے تھے۔ خدا کو اس کی یہ صفات پسند آئیں لہٰذا اجر کے طور پر اُسے لمبی عمر عطا کی۔

باب نمبر 37

حجت، دلیل

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ

وہ پیغمبر جو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے تاکہ لوگوں کے لیے ان پیغمبروں کے بعد خدا پر کوئی حجت باقی نہ رہے (النساء ۱۶۵)

امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا:

ان اللہ علی الناس حجتین حجۃ ظاہرۃ وحجۃ باطنہ فاما الظاہرۃ فالرسل والانبیاء والائمۃ واما الباطنہ فالعقول۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر دو طرح کی حجتیں قائم کیں۔ ایک حجتِ ظاہری جو انبیاء و مرسلینؑ اور آئمہؑ ہیں اور دوسری حجت باطنی عقل ہے۔

ا۔ وقوع پذیری پر دلیل:

ابو شاکر دیصانی مادہ پرست تھا اور دو بنیادی چیزوں نور و ظلمت کا قائل تھا۔ ایک مرتبہ امام جعفر صادقؑ سے عرض کرنے لگا کہ حدوثِ عالم (وقوع پذیری) پر کوئی دلیل دیں امامؑ نے فرمایا: اس کی مثال ایک عام سی چیز سے دوں گا۔ اس نے کہا وہ کیا ہے؟ امام نے مرغی کا انڈا ہتھیلی پر رکھا اور فرمایا اس انڈے کے گرد ایک محکم حصار ہے جس کے اندر کیطرف ایک نفیس اور نازک پردہ ہے۔ اس کی سفیدی پگھلائی ہوئی چاندی جیسی ہے اور زردی بہتے ہوئے سونے کی مانند۔ کچھ عرصے بعد یہ ٹوٹتا ہے اور ایک مور جیسا پرندہ اس کے اندر سے نکل آتا ہے کیا کوئی چیز باہر سے اس کے اندر گئی تھی؟ ابو شاکر نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پس یہ عالم میں وقوع پذیری کی ایک دلیل ہے۔

۲۔ زمین و آسمان سے دلیل:

زندیق مصری مکہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سوالات و جوابات کے دوران امامؑ نے فرمایا: کیا تم کبھی

آسمان کی بلندیوں پر گئے ہو؟ کیا جانتے ہو وہاں کیا ہے؟ نہ کبھی تم مشرق و مغرب میں گئے ہو اور نہ یہ جانتے ہو کہ زمین و آسمان کے دوسری طرف کیا ہے آیا کوئی عقلمند جانتے بوجھتے ہوئے کسی چیز کا انکار کر سکتا ہے؟ اے برادرِ مصری! کیوں رات دن اور دن رات میں تبدیل نہیں ہو جاتے یہ مجبور ہیں۔ گردشِ زمانہ انہیں لے جاتا ہے تو واپس کیوں نہیں لوٹاتا؟ یہ سب بے بس ہیں آسمان زمین پر کیوں نہیں گر جاتا یا زمین آسمان سے کیوں نہیں جا چپکتی؟ یہ سب اُسی یکتا" کے وجود کی دلیلیں ہیں۔ زندیق مصری یہ روشن دلائل سن کر آپؑ کے دستِ مبارک پر مسلمان ہو گیا۔

۳۔ معجزاتِ موسیٰ:

عباسی خلیفہ مامون کہتا ہے مجھے تین اشخاص نے اپنی زندگی میں ملزم ٹھہرایا۔ ان میں سے ایک شخص جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اسے میرے پاس لایا گیا۔ میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا موسیٰ بن عمران ہوں میں نے کہا موسیٰ کے پاس عصا اور یدِ بیضا جیسے معجزات تھے اگر تم بھی ایسے معجزات دکھاؤ تو میں تم پر ایمان لے آؤنگا۔ ورنہ تمہیں قتل کر دوں گا۔ وہ بولا، آپ نے خوب فرمایا! لیکن فرعون کو دعویٰ خدائی تھا اور وہ کہتا تھا انا ربکم الاعلیٰ" کہ میں تمہارا برتر خدا ہوں جس کے مقابل موسیٰ نے معجزات دکھائے اگر آپ بھی فرعون کیطرح دعویٰ خدائی کریں تو میں بھی موسیٰ کی طرح معجزات لے آؤں گا۔

۴۔ تہمت کا ڈر:

ایک صبح موسیٰ نامی ایک عربی کو مسجد میں وضو کرتے ہوئے پیسوں سے بھری ایک تھیلی ملی۔ اس نے وہ اُٹھالی۔ وضو کیا اور امام کی پچھلی صف میں نماز کے لیے کھڑا ہو گیا امام جماعت اتفاقاً اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے۔ ما تلک بیمینک یا موسیٰ (طٰہٰ ۱۸) اے موسیٰ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ موسیٰ نامی عرب نے یہ سنا تو کہا: ہو نہ ہو یہ امام جادوگر ہے! پیسوں کی تھیلی اس کی طرف پھینکی اور اس ڈر سے کہ کہیں اُس پر چوری کا الزام نہ لگ جائے۔ مسجد سے بھاگ گیا۔

۵۔ بارش کی دلیل:

ایک مرتبہ حضرت سلیمانؑ اپنے اصحاب کے ہمراہ طلب باران کے لیے شہر سے باہر گئے راستے میں ایک چیونٹی کو دیکھا جو اپنے ہاتھ پاؤں آسمان کی طرف کیے پشت کے بل لیٹی تھی اور کہہ رہی تھی اے خدا! ہم تیری مخلوقات میں سے ہیں اور تجھی سے رزق کے طلبگار ہیں ہمیں دوسروں کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک نہ کر حضرت سلیمانؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: واپس چلو بارش ہوگی اور اس کے لیے کوئی دوسرا (چیونٹی) دعا گو ہے۔

باب نمبر 38

حدیث

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۱۸

وہ لوگ جو باتوں کو (غور سے) سنتے ہیں اور اُن میں سے بہترین کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی اللہ نے ہدایت کی ہے اور یہی لوگ عقلمند ہیں (الزمر ۱۸)

رسول اللہ نے فرمایا:

من تعلم حدیثین اثنین ینفع بھا نفسہ او یعلمھا غیرہ فیستفع بھما کان خیرا من عبادۃ ستین سنۃ

جس کسی نے وہ احادیث یاد کیں اور اُن سے اپنے نفس کی بہتری کے لیے فائدہ اُٹھایا یا دوسروں کو تعلیم دیں اور وہ ان سے مستفید ہوئے تو اُس کا یہ عمل ساٹھ سال کی عبادت سے زیادہ افضل ہے۔

ا۔ ہزار عابدوں سے بہتر:

معاویہ بن عمار کہتے ہیں ایک مرتبہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا: کیا وہ شیعہ جو آپ کی احادیث دوسرے شیعوں سے بیان کرتا اور اُن کے قلوب کو جلا بخشتا ہے بہتر ہے۔ یا وہ عابد و زاہد اور پرہیزگار شیعہ جو نقلِ احادیث کی استطاعت نہیں رکھتا؟ امامؑ نے فرمایا: جو ہماری احادیث دوسرے شیعوں سے بیان کرتا اور اُن کے دلوں کو جلا بخشتا ہے ہزار عابدوں سے بہتر ہے۔

۲۔ حسن بن محبوب کوفی:

وہ ابنِ محبوب کے نام سے مشہور ہیں امام رضاؑ نے انہیں دُعا دیتے ہوئے فرمایا: خداوند تعالیٰ حکمت سے تمہیں نوازے تمہاری زبان کو نطق عطا کرے اور تمہاری خیر و برکت تک رسائی کو آسان کردے' ابنِ محبوب کے والد اپنے بیٹے کی تعلیم میں اس قدر

کوشاں تھے کہ بچپن ہی سے اُنہیں احادیث لکھنے کی ترغیب دلائی اور وعدہ کیا کہ ہر حدیث کے بدلے جو وہ علی بن دتاب سے سُنیں اور لکھیں اُنہیں ایک درہم بطور انعام دیجئے یوں ان کے فرزند کا نقل وضبط احادیث کا شوق اس قدر پروان چڑھا کہ آئمہ کے علاوہ صرف امام جعفر صادق کے ساتھ اصحاب سے احادیث نقل کیں اور فن حدیث میں کئی ایک تالیفات کیں۔

۳۔تنہائی میں حدیث:

میسر کہتے ہیں: امام باقرؑ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم تنہائی میں ایک دوسرے سے حدیث بیان کرتے ہو اور جو چاہتے ہو وہ ایک دوسرے کو بتاتے ہو؟ میں نے عرض کیا خدا کی قسم ہم تنہائی میں ایک دوسرے سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! مجھے پسند ہے کہ میں بعض حدیث بیان کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! مجھے پسند ہے کہ میں بعض جگہوں پر تمہارے ساتھ شامل ہوؤں۔ مجھے تمہاری خوشبو اور جان عزیز ہے تم بے شک خدا کے دین اور فرشتوں کے دین پر ہو۔ پس زہد وتقویٰ اور سعی و کوشش سے میری مدد کرو۔

۴۔حدیث سلسلۃ الذہب:

حضرت امام رضاؑ جب نیشاپور میں داخل ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا۔ آپؑ کو اپنے نیک سرشت باپ دادا اور جدِ امجد کا واسطہ ہمیں اپنا چہرہ مبارک دکھایئے اور اپنے جدِ بزرگوار سے کوئی حدیث بیان فرمایئے جس سے ہم مستفید ہو سکیں۔ امامؑ نے خچر کو روک دیا اور اپنا چہرہ مبارک کھول دیا۔ آپؑ کا چہرہ دیکھ کر کچھ لوگ گریہ کرنے لگے۔ بعض نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور خاک پر بیٹھ گئے۔ جو سواری کے نزدیک تھے خچر کی زین پر بوسہ دینے لگے۔ جب سب خاموش ہوئے تو چوبیس ہزار قلمدان حدیث لکھنے کے لیے آمادہ ہوئے۔ ابوزرعہ اور محمد بن اسلم نے بلند آواز میں حدیث لوگوں تک پہنچائی۔ امامؑ کی حدیث یہ تھی کہ رسول اللہ نے بحکم خدا فرمایا: کلمة لا الٰہ الا اللہ حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی (ناری) کلمہ لا الٰہ الا اللہ میرا حصار ہے۔ جس نے یہ کلمہ پڑھا وہ میرے حصار داخل ہو گیا اور میرے عذاب سے امان میں آ گیا۔

۵۔احادیث صعب پرتحمل:

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ ایک شخص امام حسینؑ کے پاس آیا اور عرض کیا: آپؑ ہمیں ایسی حدیث سنائیں جس سے آپؑ کی فضیلت ومرتبہ جو خدا نے آپؑ کے لیے قرار دیا ہے ہم پر واضح ہو جائے امامؑ نے فرمایا: تم اسے برداشت نہیں کر سکو گے۔ اس شخص نے عرض کیا۔ برداشت کی طاقت آ جائے گی۔ امامؑ نے حدیث بیان کرنا شروع کی اور ابھی حدیث ختم نہ ہوئی تھی کہ اس شخص کے چہرے اور سر کے بال عدم برداشت کی وجہ سے سفید ہو گئے اور وہ حدیث بھی بھول گیا۔ امامؑ نے فرمایا: رحمتِ خداوندی کے سبب اس نے حدیث بھلا دی ورنہ اس سے کہیں زیادہ صدمہ اُٹھاتا۔

باب نمبر 39

حریت وآزادی

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۔ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

دین قبول کرنے میں کوئی جبر و کراہ نہیں ہے (کیونکہ) صحیح راستہ ٹیڑھے راستے سے جدا اور آشکار ہو چکا ہے۔ (البقرہ ۲۵۶)

امیرالمومنین حضرت علیؑ نے فرمایا:

الحر حر وان مسه الضر۔

آزاد آزاد ہے اگرچہ اُسے سختی اور نقصان کا سامنا کرنا پڑے۔

ا۔ثروت وآزادی:

امام جعفر صادقؑ کا ایک غلام تھا جو آپؑ کے گھوڑے کی نگہداشت کرتا تھا۔ ایک دن ایک خراسانی اس کے پاس آیا اور کہا: کیا میرے ساتھ ایک معاملہ (dealing) کرو گے! میری ساری دولت تم لے لو اور اپنی یہ نوکری مجھے دے دو۔ میں لکھ کر دوں گا کہ میری دس کھیتیاں اور ساری دولت تمہاری ہے۔ تم آزاد ہو اور میں غلام ہوں غلام نے کہا: میں پہلے اپنے آقا سے اجازت لے لوں۔ گھر گیا اور خراسانی کی ساری بات امامؑ کے گوش گذار کی امامؑ نے فرمایا: تمہاری مرضی ہے۔ اگر چاہتے ہو تو آزاد ہو جاؤ۔ اس نے عرض کیا میرے حق میں کیا بہتر ہے؟ آپؑ نے فرمایا: مرد خراسانی ایک نیک اور شریف انسان ہے وہ پاگل نہیں کہ ان سب شرائط کے ساتھ اپنی آزادی کو غلامی میں بدلنا چاہتا ہے لیکن تم یاد رکھو کہ ہمارے خدمتگار ہمیشہ ہمارے ساتھ ہوں گے غلام تھوڑی دیر رُکا اور کہا: میں آپ کے پاس سے نہیں جاؤنگا۔

۲۔سب آزاد کردیئے گئے:

بنی طی (قبیلہ حاتم طائی) کے جن لوگوں کو اسیر کرکے مدینہ لایا گیا اُن میں حاتم طائی کی بیٹی سفانہ بھی شامل تھی جو باقی سب میں اس قدر نمایاں اور صاحب متانت و شریں گفتار تھی کہ جو اسے دیکھتا دنگ رہ جاتا۔ اس نے رسول اکرمؐ سے عرض کیا کہ میرے والد

دنیا سے رُخصت اور بھائی روپوش ہو گے ہیں۔ اگر مجھے آزاد کر دیا جائے تا کہ دشمن کو سرزنش اور ملامت کا موقع نہ ملے تو بہتر ہوگا۔ میرے والد اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے بھوکے کو کھانا کھلاتے اور برہنہ کو لباس عطا کرتے تھے۔ کوئی حاجت مند ان سے نا اُمید نہ ہوتا تھا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: یہ مومن کی صفات ہیں۔ اگر تمہارے والد زندہ ہوتے تو میں اُن کے لیے طلب بخشش کرتا پھر اصحاب سے فرمایا کہ اُسے اسکے والد کی شرافت کے پیش نظر رہا کر دیا جائے پس سفانہ اور اُس کے سب ساتھیوں کو رہا کر دیا گیا۔

۳۔ آزاد منشوں کا شیوہ:

شیخ سعدی کہتے ہیں: ایک مرتبہ کسی شخص نے ایک دانا حکیم سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے مشہور درخت پیدا کئے ہیں لیکن لوگ ''سرو'' ہی کو کیوں آزادی کی علامت سمجھتے ہیں جب کہ یہ پھلدار بھی نہیں ہے؟ حکیم نے کہا: ہر درخت مخصوص موسم میں مخصوص پھل دیتا ہے اور جب پھل دینے کا موسم نہ ہو تو درخت بھی پژمردہ اور بے وقعت پھل دیتا ہے اور جب پھل دینے کا موسم نہ ہو تو درخت بھی پژمردہ اور بے وقعت ہو جاتا ہے لیکن ''سرو'' میں ایسی کوئی تبدیلی رُونما نہیں ہوتی وہ ہمیشہ ایک جیسا سرسبز و شاداب رہتا ہے اور یہی آزاد منشوں کا شیوہ ہے۔

۴۔ نعمان بن بشیر:

نعمان بن بشیر قبیلہ خزرج کا انصاری تھا معاویہ کی زندگی میں جنگ صفین میں شامل تھا۔ معاویہ کی طرف سے کچھ عرصہ کوفہ و یمن کا والی رہا پھر دمشق کا قاضی بنا۔ تحریکِ مسلم کے وقت کوفہ کا چیف کمشنر تھا۔ مسلمانوں پر سختی نہ برتنے کی وجہ سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبید اللہ بن زیاد کو مقرر کیا گیا۔ یزید نے جب اسے کہا: دیکھا! میں نے حسینؑ کو قتل کر دیا تو اس نے کہا: اگر تمارا باپ معاویہ ہوتا تو وہ ایسا نہ کرتا۔ یزید نے اسے تیس افراد کے ہمراہ مامور کیا کہ اسیرانِ کربلا کو شام سے مدینہ لے جائے۔ حضرت فاطمہ بنت علیؑ نے اپنی بہن حضرت زینبؑ سے فرمایا: یہ شخص نعمان ہمارے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آیا ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اُسکی زحمات کا کچھ صلہ دیں۔ حضرت زینبؑ نے فرمایا: ہمارے پاس چند زیورات دست بند، اور پازیب وغیرہ کے علاوہ کچھ نہیں پھر آپؑ نے یہی چیزیں نعمان کو بھیج دی اور فرمایا: تھوڑا ہونے کی وجہ سے معذرت خواہ ہیں نعمان نے وہ چیزیں نہ لیں اور کہا: اگر میرا یہ کام دنیاداری کے لیے ہوتا تو مجھے یہ سب کافی تھا لیکن خدا کی قسم! میں نے یہ کام خدا کے لیے اور آپؑ کے اہلبیتِ رسولؐ ہونے کی حیثیت سے کیا ہے۔ اُس نے دورانِ سفر ہر طرح کی نرمی، احتیاط اور تواضع کو ملحوظِ خاطر رکھا۔

۵۔ آزاد عورت:

- ایک گروہ نے والی عراق حجاج بن یوسف ثقفی کے خلاف بغاوت کی ان کی ایک عورت کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس لایا گیا۔ حجاج نے اس سے بہت سختی سے گفتگو کی۔ عورت کا سر جھکا ہوا اور نظریں زمین پر گڑی تھیں۔ اس نے حجاج کی کسی بات کا جواب

دیا نہ اس کی طرف دیکھا۔ حاضرین میں سے کوئی بولا کہ امیر تم سے بات کرتے ہیں اور تم بے اعتنائی برت رہی ہو؟ اُس نے کہا: میں خدا سے شرم محسوس کرتی ہوں کہ اس شخص پر نظر کروں جس پر خدا نظر نہیں کرتا۔ حجاج بولا: تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو؟ عورت نے جواب دیا۔ اگر خدا کی نظر تمہارے اوپر ہوتی تو وہ تمہیں ظلم و ستم کے لیے یوں آزاد نہ چھوڑ دیتا! حجاج نے کہا: تم سچ کہتی ہو۔

باب نمبر 40

دور اندیشی

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَتَاللهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ

خدا کی قسم! میں تمہارے جانے کے بعد تمہاری غیر حاضری میں تمہارے بتوں کی نابودی کا منصوبہ بناؤں گا۔ (الانبیاء/۵۷)

امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

الحزم النظر فی العواقب و مشاورة ذوی العقول.

دور اندیشی، اپنی عاقبت پر نظر کرنے اور عقلمندوں سے مشورہ کرنے میں ہے۔ (غرر الحکم، ۱/ ۲۴۳)

۱۔ عمرو عاص

عمرو عاص کی چالاکی کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے، لہذا معاویہ تمام معاملات میں اسی سے استفادہ کرتا تھا۔ اُس کی سیاست بازیوں کی وجہ سے دنیا پرست لوگوں نے احتیاط کو چھوڑ دیا اور امیر المؤمنینؑ کو حکمین کے دن خلافت سے خلع کرنے اور کدو کاٹنے کی طرح بدعتوں کو عملی طور پر سرانجام دینے لگے۔

ایک دن معاویہ نے عمرو عاص کو کہا: تمہاری ہوشیاری کتنی ہے؟ کہا: کسی کام میں نہیں پڑا مگر یہ کہ اُس سے باہر نکلنے کا طریقہ جانتا تھا۔ معاویہ نے کہا: میں کبھی کسی کام میں داخل نہیں ہوا جس سے نکلنے کا ارادہ ہو۔

(نوادر راغب، ص ۶)

۲۔ نبض دیکھنے اور معاینہ کے بغیر

ایک یاوہ گو شاعر طبیب کے پاس گیا اور کہا: اداسی نے مجھے گھیر لیا ہے۔ افسردگی میرے جسم کے سب اعضا میں سرایت کر گئی ہے۔

طبیب بہت ہوشیار آدمی تھا، اُس کا معاینہ اور نبض دیکھے بغیر پوچھا: ان دنوں میں کوئی شعر کہا ہے جو کسی کو نہ سنایا ہو؟ کہا:

جی ہاں! طبیب نے کہا: سناؤ۔

جب اُس نے شعر سنا دیا، تو کہا: دوسری اور تیسری مرتبہ بھی دہراؤ۔ پھر کہا: اٹھ جاؤ کہ تمہیں نجات مل گئی ہے۔ تمہارا شعر تھا جو تمہارے دل پر بوجھ بنا ہوا تھا۔ اداسی اور مایوسی جسم میں ٹھنڈک کا باعث تھی، جب اُس کو نکال دیا تو سکون ہو گیا ہے۔

(لطائف الطوائف، ص ۲۰۶)

۳۔ دونوں گرفتار

ایک آدمی اپنے بیٹے کو قاضی کے پاس لایا اور کہا: میں التجا کرتا ہوں کہ میرے بیٹے کو گرفتار کرلیں۔ قاضی نے پوچھا: اُس کا گناہ کیا ہے؟ باپ نے کہا: اُس کا گناہ یہ ہے کہ قرآن حفظ نہیں کرتا۔

قاضی نے کہا: اگر دو آیتیں سنا دے تو گرفتار نہیں ہوگا۔ پھر لڑکے کو کہا: کوئی آیت سناؤ! اور لڑکے نے ایک عربی جملہ قرآن کی طرح سنایا جس کا ترجمہ یہ تھا: ''او! اپنا ساز بجاؤ کہ ہم تم سے خوش ہیں۔'' قاضی ہنس پڑا۔

باپ نے کہا: اگر ایک آیت بھی سنا دے تو گرفتار نہیں کرو گے؟

پھر لڑکے نے عربی میں آیت کی طرح جملہ پڑھا جس کا ترجمہ ایسا ہے: ''اندر سے شراب کے برتنوں میں سے کچھ بھی باقی نہ چھوڑنا۔''

قاضی جو بہت ہوشیار تھا سمجھ گیا کہ باپ اور بیٹا دونوں ساز اور شراب کے عادی ہیں، اس لیے دونوں کو گرفتار کرلیا۔

(ہزار و یک حکایت قرآنی، ص ۷۰۳۔ زہر الربیع، ص ۲۲۴)

۴۔ اسکندر کی ہوشیاری

اسکندر مقدونی، یونان کے بادشاہ (ولادت ۳۳۶ میلاد سے پہلے) نے بہت زیادہ ملکوں کو فتح کیا۔

اُس سے پوچھا گیا: شرق و غرب کے اتنے زیادہ ملکوں کو کیسے فتح کیا؟ جبکہ تم سے پہلے جو بادشاہ تھے اُن کی عمر بھی تم سے زیادہ تھی اور مال و لشکر بھی، لیکن وہ تمہاری طرح آگے نہیں بڑھ سکے؟

کہا: ''خدا کی مدد سے جس ملک پر بھی مجھے فتح حاصل ہوئی، میں نے اُس کے بے گناہ لوگوں پر ظلم نہیں کیا اور اُن کے بزرگوں کو برائی سے یاد نہیں کیا۔ (جبکہ اب ان دو اصول کا دنیا میں بہت رواج ہو گیا ہے۔)''

بزرگش نخوانند اہل خرد
که نام بزرگان بہ زشتی برد

کسی کے بڑوں کو بیوقوف مت کہو ورنہ وہ بھی تمہارے بڑوں کو بُرائی کے ساتھ یاد کریں گے۔

(گلستان سعدی، ص ۱۰۰)

۵۔قلعہ کی فتح

اسفار، سیرویہ کا بیٹا، جو دیلم کے امراء میں سے تھا، نے عراق کو فتح کرنے کی غرض سے اپنے سردار عبدالملک دیلمی کو حکم دیا کہ سستان کے حاکم ابوجعفر کو سرکوب کرنے کے لیے جائے۔

ابوجعفر نے اپنے آپ کو مضبوط قلعہ میں بند کرلیا جس کے مستحکم ہونے کی وجہ سے وہ اُس کو فتح نہیں کرسکتا تھا۔

عبدالملک اس کام میں دوراندیش تھا، اس لیے صلح کے راستے سے داخل ہوا۔ وہ اکیلا قلعہ کے اندر گیا اور اُس کے لشکری باہر نتیجے کے انتظار میں تھے۔

ضیافت کیلئے قلعہ میں گیا۔ عبدالملک نے چاہا کہ قلعہ کے اوپر والے کمرے میں ابوجعفر کے ساتھ بات چیت کے لیے بیٹھے۔ ابوجعفر کو سانس کی تکلیف تھی۔ اوپر جاتے ہوئے اس کا سانس پھول گیا اس نے احتیاط نہیں کی۔ عبدالملک نے ایک خنجر سے اُس کو ہلاک کردیا۔ اُس کا غلام بے ہوش ہوگیا اور عبدالملک نے ایک رسی کے ساتھ کمرے کی کھڑکی کو مضبوطی سے باندھا اور خندق کے کنارے پر اتر آیا پھر وہاں سے تیرتے ہوئے خندق کو پار کرلیا۔ اُس کے لشکر کو موقعہ مل گیا، انہوں نے حملہ کردیا اور قلعہ کو فتح کرلیا۔

(نمونہ معارف ۴/۲۴۵۔ زینۃ المجالس، ص ۵۴۱)

باب نمبر41

صبر کی حقیقت

خداوند تعالی فرماتا ہے:

وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

صبر کرو کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (انفال/۴۶)

امام علی علیه السلام فرماتے ہیں: الصبر عن الشهوة عفة و عن الغضب نجدة و عن المعصية ورع.

شہوت سے صبر عفت ہے، غصہ میں صبر مردانگی ہے، گناہ نہ کرنے میں صبر نیکی (تقویٰ) ہے۔

(غرر الحکم ۱/۲۰۹)

۱۔ بیماری میں صبر

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اگر کوئی رات بیماری کی تکلیف میں گذارے، اپنی حالت کو قبول کرتے ہوئے شکر بجا لائے، تو اس کے لیے ساٹھ سالہ عبادت کا ثواب ہے۔

پوچھا گیا: اُسے قبول کرنے سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا: بیماری پر صبر کرتے ہوئے اُس کے درد کو کسی پر ظاہر نہ کرے۔ جب صبح ہو جائے تو جو کچھ اُس نے برداشت کیا، اُس پر خدا کا شکر ادا کرے۔

پیامبرؐ نے فرمایا: (خداوند نے فرمایا:) اگر کوئی تین دن بیماری پر صبر کرے اور اپنی عیادت کرنے والوں سے اپنی بیماری کی شکایت نہ کرے تو میں اُس کے گوشت و پوشت کو بہترین گوشت و پوست اور اُس کے خون کو بہترین خون میں بدل دوں گا۔ جب اُسے شفا دوں گا تو ایسا بنا دوں گا کہ اُس پر کسی گناہ کا بوجھ نہ ہوگا۔ اگر وہ مر جائے تو میں اُسے اپنی رحمت میں لے لوں گا۔

(الکافی ۳/۱۱۵،۱۱۶)

۲۔ صبر باعث رحمت

عبدالرحمن بن عوف کہتا ہے: میں نے ایک لڑکی کو رسولِ خداؐ کی خدمت میں بھیجا اور عرض کی: میری بیٹی بیمار اور مایوس ہے، اس

پر مشکل گھڑی ہے موت کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ پیامبر خداؐ نے اسے فرمایا: اس سے کہو خدا جب چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جب چاہتا واپس لے لیتا ہے۔ (تم صبر کرو۔)

میں نے پھر دوسری اور تیسری مرتبہ اسے بھیجا۔ پیامبر خداؐ نے وہی جواب فرمایا۔ کچھ دیر بعد پیامبرؐ اپنے چند ایک صحابہ کے ساتھ تشریف لائے۔ میری بیٹی کی سانسیں مشکل سے آ رہی تھیں۔ پیامبر مضطرب ہوئے اور آپؐ کے اشک جاری ہو گئے۔ صحابہ دیکھ رہے تھے اور آپ کی طرف متوجہ تھے۔ پیامبرؐ نے فرمایا: کیا ہوا! خدا اپنی رحمت کو جہاں چاہتا ہے قرار دیتا ہے۔ وہ رحیم ذات اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے۔ (صبر سے کام لو۔)

(محجۃ البیضاء/۹/۱۳۹۔ مجمع الزوائد ۹/۱۸)

۳۔ خدا نے حکم دیا ہے

عبد اللہ بن حسن اور اُس کے عزیز و اقارب کو خلیفہ منصور دوانیقی کے حکم پر جب زندان میں ڈال دیا گیا۔ امام صادق علیہ السلام نے اُن کے نام خط لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ یہ خط ذریت پاک کیلئے ہے تمہارے بھائی کے بیٹے اور تمہارے چچا کے بیٹے کی طرف سے۔ اے عبد اللہ! انہوں نے تمہیں زندان میں ڈالا ہے تو مجھے بھی اپنے ساتھ شریک سمجھو۔ خداوند نے اپنی کتاب میں پرہیز کاروں سے صبر چاہا ہے۔ پھر فرمایا: فاصبر ولا تکن اصاحب الحوت۔ صبر کرو اور صاحب حوت کی طرح مت ہو جاؤ۔ (قلم/۴۸) خدا تعالیٰ کے نزدیک مشکلات میں صبر سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب تر نہیں ہے۔ حضرت یحییٰ، حضرت زکریا دشمنوں کے ہاتھوں قتل کر دیے گئے۔ آپ کے جد بزرگوار علی ابن ابی طالبؑ اور آپ کے چچا زاد حسین بن علی علیہم السلام کو قتل کر دیا گیا۔

اے میرے چچا زاد بھائیو! صبر سے کام لو اور اللہ کی رضا پر راضی رہو۔ خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور آپ کو صبر عنایت فرمائے اور ہر قسم کی ہلاکت سے دور رکھے۔

(بحار الانوار ۱۱/ ۱۲)

۴۔ سرخ رخسار

پیامبر خداؐ جب مسلمانوں کے درمیان غنائم تقسیم کر رہے تھے۔ ایک عرب نے اعتراض کرتے ہوئے کہا: اس تقسیم میں اللہ کی مرضی کا خیال نہیں رکھا گیا۔

اس بات کو پیامبر خداؐ تک پہنچایا گیا۔ پیامبر خداؐ کے رخسار سرخ ہو گئے، آپؐ نے فرمایا: خداوند میرے بھائی موسیٰ پر اپنی رحمت کرے۔ اُنہیں اس سے بھی زیادہ تکالیف دی گئیں لیکن اُنہوں نے صبر کیا۔

(راہ روشن ۷/ ۱۵۹)

۵۔ استقامت میں بے مثال خاتون

غزوہ احد کے بعد عمرو بن جموع کی بیوی اُحد میں آئی۔ اپنے شوہر، بیٹے خلاد اور عبداللہ بن عمرو کی لاش کو اٹھایا، اونٹ پر لاد کر مدینہ کی طرف چل دی۔ راستے میں بی بی عائشہ چند ایک عورتوں کے ہمراہ پیامبر اکرمؐ کی خبر گیری کیلئے آ رہی تھیں، اُن سے ملاقات ہوئی۔ ہند نے پیامبر خداؐ کی سلامتی کے بارے میں دریافت کیا۔ پھر کہا: خدا کا شکر ہے کہ رسول خداؐ سلامت ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی بھی بڑی سے بڑی مشکل میرے لیے آسان ہے۔

پوچھا گیا کہ تم نے اونٹ پر کیا لادا ہوا ہے؟ بولی: میرے شوہر، بیٹے اور بھائی کی لاش ہے۔ یہ کہا اور چلی گئی۔ ریگستان کے آخر میں پہنچ کر اونٹ بیٹھ گیا۔ ہند نے بہت کوشش کی کہ اُسے اٹھائے لیکن وہ نہ اٹھا۔ پیامبر اکرمؐ کی خدمت میں پہنچی اور اپنی داستان عرض کی۔ پیامبرؐ نے فرمایا: تمہارے شوہر نے گھر سے نکلتے ہوئے کیا دعا کی تھی؟ ہند نے جواب دیا: کہا تھا کہ خدایا مجھے شہادت نصیب فرما اور مجھے میرے گھر واپس نہ لوٹانا۔

پیامبر خداؐ نے فرمایا: جنازوں کو واپس میدان اُحد میں لے جاؤ۔ جب اونٹ کا رخ میدان اُحد کی طرف کیا تو وہ کھڑا ہو گیا اور میدان اُحد کی طرف چلنے لگا۔ جنازے میدان اُحد پہنچے اور انہیں وہاں دفن کیا گیا۔

(ناسخ التواریخ ۱/ ۳۴۴)

باب نمبر 42

حکمت و حکیم

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا

جسے حکمت عطا کی گئی ہے اُسے خیر کثیر عطا کیا گیا ہے۔(بقرہ/۲۶۹)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

الحکمة ضالة مؤمن فخذ الحکمة ولو من اهل النفاق.

حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے، اُسے لے لو چاہے اہل نفاق سے لینی پڑے۔(نہج البلاغہ، ص ۱۱۲۲)

ا۔واپس جانا

ایک اسی سالہ بوڑھا شخص حکیم کے پاس گیا، اپنی کمزوری اور ناتوانی کے بارے حکیم سے بتایا۔ کہا میرے دانت ٹوٹ گئے ہیں اب کوئی چیز چبائی نہیں جاتی۔ جس سے غذائی قلت ہوگئی ہے۔ میرے اوپر احسان کرو اور مجھے بتاؤ کہ کس طرح میری یہ مشکل آسان ہوگی؟

حکیم دانا نے کہا: اسی سال کی عمر میں جو کمزوریاں پیدا ہوگئی ہیں اس کا علاج صرف جوانی ہے۔ جو کہ اب واپس آنا ناممکن ہے۔ اگر تمہارے دانت چالیس سال پہلے والی حالت میں بھی واپس آجائیں تب بھی تیری مشکل آسان ہو سکتی ہے لیکن یہ بھی کسی کے بس میں نہیں ہے۔ اگر تم اس مشکل کے ساتھ کچھ اور گذارہ کرلو تو جلد ہی موت تمہارے جسم کو چھوڑ دے گی، پھر تمہاری ہر طرح کی مشکل آسان ہو جائے گی۔

(کشکول، ج ۳، ص ۲۷۳)

۲۔ان پر حکمت کی باتیں بے اثر ہیں

ایک تجارتی قافلہ یونان کی سرزمین سے گذر رہا تھا۔ اُن کے پاس بہت قیمتی سامان تھا۔ ڈاکوؤں نے اُن پر حملہ کر دیا، سارا مال واسباب لوٹ لیا۔ تاجر رونے لگے، شور مچانے لگے، خدا اور رسول کا واسطہ دینے لگے تاکہ ڈاکو اُن پر رحم کریں، لیکن اُنہوں نے اس

بات پر کوئی توجہ نہ کی۔

اس تجارتی قافلے کے ساتھ لقمان حکیم بھی موجود تھے، قافلے میں سے کسی نے لقمان حکیم سے درخواست کی کہ آپ انہیں کچھ نصیحت کریں۔ ان سے کہیں کہ اس مال میں سے کچھ تو ہمیں واپس کر دیں۔ لقمان حکیم نے کہا: ان پر حکمت کی باتیں بے اثر ہیں۔

با سیہ دل چہ شود خواندن وعظ
نرود میخ آہنین در سنگ

جس کا دل سیاہ ہو چکا ہو اس کے سامنے واعظ و نصیحت سے کچھ نہ ہوگا، کیونکہ لوہے کی میخ بھی سخت پتھر میں نہیں لگتی۔

شاید غلطی ہماری ہی ہے اگر یہ تاجر لوگ غریب و غربا کا خیال رکھتے ہوتے تو ہو سکتا تھا کہ اس مصیبت اور اس کیفر کردار میں گرفتار نہ ہوتے۔

(گلستان سعدی، ص ۱۲۰)

۳۔ غور وفکر میں حکمت

کہتے ہیں کہ لقمان حکیم اکثر اوقات تنہائی میں بیٹھے غور وفکر کیا کرتے تھے۔ اس کا مالک وہاں سے گذرا، اسے اکیلے بیٹھے دیکھا تو کہا: اگر لوگوں میں زیادہ بیٹھو، اور اُن سے زیادہ میل ملاقات رکھو تو یہ تمہارے فائدے میں ہے۔ آہستہ آہستہ تم اُن سے مانوس ہو جاؤ گے۔

لقمان حکیم نے کہا: زیادہ دیر کی تنہائی، غور وفکر کی طرف لے جاتی ہے اور غور وفکر بہشت میں لے جاتا ہے۔

(محجۃ البیضاء ۸/ ۱۹۵)

۴۔ حکمت کی بات

ثعلبی ایک نامور شاعر تھا۔ منصور دوانیقی کے زمانے میں اس کے دار الحکومت میں رہتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے انعام کی غرض سے منصور دوانیقی کیلئے قصیدہ لکھا اور اس کے سامنے پڑھ کر سنایا۔ اسے پسند آیا اور اس نے خوش ہو کر کہا:

کیا تین سو سرخ دینار لو گے یا تین حکمت کی باتیں تمہارے لیے کہوں؟ جن میں سے ہر ایک سو دینار ارزش رکھتا ہے۔ ثعلبی کہتا ہے میں نے خلیفہ کو خوش کرنے کیلئے کہا: حکمت باقی بہتر ہے نعمت فانی سے۔

خلیفہ نے کہا: اگر تمہارے کپڑے پرانے ہوں تو نئے جوتے نہ پہنو، برا نظر آئے گا۔ میں نے کہا: میرا سو دینار جل گیا۔ پھر خلیفہ نے کہا: جب داڑھی پر تیل لگاؤ تو بالوں میں نیچے تک نہ جانے دو کیونکہ قمیض کا کالر گندا ہو جائے گا۔ میں نے کہا: ہزار مرتبہ پناہ کہ

میرے دو سو دینار ضائع ہو گئے۔ خلیفہ نے سنا تو مسکرایا۔ میں نے فوراً کہا: جناب پروردگار کی عزت کی قسم آپ تیسری حکمت محفوظ کرلیں اور مجھے باقی سو دینار عطا فرمادیں۔ یہ سو دینار ہزار درجے بہتر ہے حکمت کی بات سننے سے۔

خلیفہ نے خوش ہو کر اسے پانچ سو دینار دے دیے۔

(لطائف طوائف، ص ۲۲۱)

۵۔ ڈاکٹر کی غلطی

اسکندر مقدونی کے زمانے میں دیو جانس کلبی یونان کا ماہر طبیب تھا۔ وہ ایک نیک شخص تھا۔ وہ مال و دولت جمع نہیں کیا کرتا تھا۔ اس کا اپنا گھر نہ تھا۔

اس کے زمانے میں ایک مصور نے اپنا ڈرائنگ کا کام چھوڑ دیا اور ڈاکٹری کرنے لگا۔ دیو جانس کی جب اس کے ملاقات ہوئی تو کہنے لگا: شاباش ہے تم پر کہ تم نے جب دیکھا کہ تمہاری مصوری میں موجود خرابیاں سامنے نظر آجاتی ہیں لیکن تمہاری ڈاکٹری کی غلطیوں کو خاک چھپا دیتی ہے۔ تم نے مصوری چھوڑ کر ڈاکٹری شروع کردی ہے۔

(کشکول، ص ۲۳۹

باب نمبر 43

حیوانات

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۚ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

اور اللہ وہی ہے جس نے چوپاؤں میں سے کچھ ایسے پیدا کیے ہیں جن سے سواری اور بار برداری کا کام لیا جاتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو (کھانے اور) بچھانے کے کام آتے ہیں جو کچھ اللہ نے تمہیں روزی عطا کی ہے اس سے کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ (انعام/ ۱۴۲)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

من اشتری دابة کان له ظهرها و علی الله رزقها۔

جو کوئی جانور خریدتا ہے اس پر سواری کرنا تم پر ہے اور اس کا رزق اللہ تعالیٰ پر ہے۔

(مکارم اخلاق ۱/ ۵۰۴)

ا۔ زیبرا

ابن عربی کہتا ہے: جاہلیت کے زمانے میں جب میں جوان تھا۔ اپنے والد صاحب کے ہمراہ سفر پر جارہا تھا۔ اندلس کے دو شہر قومونہ اور بلمہ سے گذرے۔ اچانک ہم نے جنگلی زیبروں کے غول کو دیکھا جو چرنے میں معروف تھے۔ مجھے شکار کا بہت شوق تھا۔

میں نے دل میں سوچا کہ ان میں سے کسی کو اذیت نہ پہنچاؤں۔ میرا گھوڑا اچانک ان کو دیکھ کر ان کی طرف تیزی سے بھاگنے لگا۔ لیکن میں نے اسے کنٹرول کر لیا۔ میرے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ گھوڑے کو رکتے رکتے میں زیبروں کے غول کے قریب پہنچ گیا۔

میرا نیزہ اُن میں سے ایک کو لگا لیکن وہ بالکل بھی متوجہ نہ ہوا اور اسی طرح گھاس چرنے میں مشغول رہا۔ اس نے سر تک نہ

اٹھایا۔ میں بہت حیران ہوا۔ پھر جب میں نے سوچا تو معلوم ہوا کہ وہ جو میں اُن کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اُن کو اذیت نہ دوں، وہ بات باعث بنی تھی کہ وہ مجھے اپنے لیے خطرہ نہیں سمجھ رہے تھے۔

(فتوحات مکیہ ۴/ ۵۴۰)

۲۔ اسپ امام حسینؑ

جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو امامؑ کا اسپ جو ذوالجناح کے نام سے مشہور تھا۔ زور زور سے ہنہنانے لگا۔ عمر سعد نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ذوالجناح کو پکڑیں۔ لیکن ذوالجناح نے سپاہیوں پر حملہ کر دیا، اُن کو گراتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ سپاہیوں نے بہت کوشش کی کہ اُسے روکیں اور پکڑ سکیں۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔

ذوالجناح کی زین ڈھل گئی، اس نے جھک کر اپنے چہرے کو امامؑ کے خون سے رنگین کیا۔ پھر خیمہ گاہ کی طرف چلا گیا۔ امامؑ کی شہادت کی خبر کو خیمہ گاہ میں پہنچانے کے بعد اس کے بارے میں تین احتمال ہیں۔

۱۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے سر کو پتھر پر مارنا شروع کیا اور وہیں اپنی جان دے دی۔

۲۔ کچھ کہتے ہیں کہ وہ بیابان کی طرف نکل گیا اور پھر اس کی کوئی خبر نہ ہوئی۔

۳۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ تیزی سے بھاگتا ہوا فرات کی طرف گیا اور فرات میں ڈوب گیا۔

(رمز المصیبۃ ۲/ ۳۳۹)

۳۔ اونٹ

پیامبر خداؐ نے دیکھا کہ ایک اونٹ پر پلان اور سامان بندھا ہوا ہے، اور اس کے پاؤں بھی رسیوں سے باندھے ہوئے ہیں۔ پیامبر خدا نے تڑپ کر پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ اس میں بالکل مروت نہیں ہے۔ اسے چاہیے کہ قیامت کے دن اس عمل کی سزا کیلئے تیار ہو جائے۔

پیامبر خداؐ نے فرمایا: یہ چارپا کہہ رہا ہے کہ خداوندا اس سے بہتر مالک عنایت کر جو مجھے جی بھر کر پینے کو پانی دے اور چارہ کھانے کو دے۔ میری ہمت سے زیادہ مجھ پر وزن نہ ڈالے۔

(مکارم اخلاق ۱/ ۵۰۳و۵۰۶)

۴۔ شیر

قبیلہ بنی اسد سے ایک آدمی کربلا کے میدان میں کھیتی باڑی کر رہا تھا۔ اس نے وہاں بہت سی عجیب وغریب باتیں دیکھی تھیں۔ کہتا ہے کہ

جب یہاں امام حسین علیہ السلام شہید کردیے گئے اور کوفہ کی سپاہ کربلا سے چلی گئی۔ رات کو قبلہ کی طرف سے ایک شیر آیا۔ شہدا کی قتل گاہ کی طرف چلا گیا، رات بھر وہیں رہا اور صبح واپس چلا گیا۔ میں اگلی رات وہیں چھپ گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ شیر امام حسین علیہ السلام کے جسد کے قریب پہنچا اور گریہ کرنے لگا، اپنے چہرے کو جسد کے ساتھ مس کرنے لگا۔

(ناسخ التواریخ ۴/ ۲۳)

۵۔ کتا

پیامبر خداؐ کے زمانے میں ایک انصاری شخص کے گھر میں ایک کتا تھا۔ ایک دفعہ دو دن مسلسل اس نے دو افراد کو کاٹ لیا۔ وہ افراد نماز جماعت میں شرکت نہ کر سکے۔ لوگوں نے اس کی شکایت پیامبرؐ کی خدمت میں کی۔

پیامبر اکرمؐ چند ایک صحابہ کے ہمراہ اس انصاری مرد کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا: اس کتے کو لے کر آؤ اس نے دو دن مسلسل دو افراد کو کاٹا ہے۔ جب کتے کو رسیوں میں باندھ کر پیش کیا گیا۔ پیامبر خداؐ نے کتے سے دریافت فرمایا۔ کتا فصیح زبان میں بولنے لگا کہتا ہے کہ وہ دونوں منافق ہیں، ظاہر میں ایمان کا اظہار کرتے ہیں، باطن میں آپؐ کے وصی علی ابن ابی طالبؑ پر لعن ونفرین کرتے ہیں۔ اسی لیے میں نے اُن دونوں کے پاؤں کو کاٹا ہے۔

(مدینۃ المعاجز ص ۱۱۳)

باب نمبر 44

خضاب

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ

دشمن کے مقابلے میں اپنی قوت میں استطاعت کے مطابق تیار ہو جاؤ۔ (انفال/٦٠)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

الخضاب بالسواد اُنس للنساء و مهابة للعدو۔

بالوں پر رنگ کرنا عورتوں کو شوہروں کی طرف متوجہ کرتا ہے اور دشمنوں کے دلوں میں رعب پیدا کرتا ہے۔ (لحالی الاخبار ۳/۱۷۹)

ا۔ نور و اسلام و قرآن

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص پیامبر اکرمؐ کی خدمت میں آیا، حضورؐ نے جب اس کی داڑھی کی طرف دیکھا، جو کہ سفید تھی، فرمایا: نور ہے، جو کوئی اسلام میں اپنے بالوں کو سفید کرے، قیامت کے دن ان کیلئے ایک نور ہوگا۔

وہ مرد ایک دفعہ پھر پیامبر اکرمؐ کی خدمت میں آیا تو اس نے بالوں پر مہندی لگا رکھی تھی۔ جب پیامبرؐ نے دیکھا تو فرمایا: نور ہے اسلام ہے۔

پھر جب اگلی دفعہ وہ شخص ملا تو اس نے اپنے بالوں پر کالا رنگ کر رکھا تھا اور پیامبر خداؐ نے دیکھا تو فرمایا: نور و اسلام و ایمان ہے۔ عورتوں کی محبت کا سبب اور دشمنوں کے دل میں ڈر پیدا کرتا ہے۔ (لحالی الاخبار، ص ۱۸۰)

۲۔ غلبہ و طاقت

کچھ لوگ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ امامؑ اپنی داڑھی مبارک پر سیاہ رنگ سے خضاب لگا رکھا ہے۔ انہوں نے خضاب کرنے کی وجہ دریافت کی۔

امامؑ نے اپنا ہاتھ داڑھی پر رکھا اور فرمایا: پیامبر اکرمؐ نے ایک جنگ میں مسلمانوں سے فرمایا کہ کالا خضاب کریں تا کہ

کافروں غلبہ وطاقت کا باعث بنے۔

(حلیۃ المتقین، ص ۴۸)

۳۔ عفت

حسن بن جہم کہتا ہے: امام کاظم علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا، دیکھا کہ امامؑ نے کالا خضاب کر رکھا ہے۔ میں نے عرض کی: آپؑ نے اپنے بالوں کو کالا خضاب کر رکھا ہے؟

فرمایا: خضاب کرنے میں ایسی خوشی اور فائدہ ہے کہ خداوند عورتوں میں عفت کو زیادہ کر دیتا ہے اور جن عورتوں کے شوہر خضاب نہیں کرتے، اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو اُن کی عورتیں اپنی عفت کا خیال نہیں کرتیں۔

عرض کی: کہتے ہیں مہندی جوانی کو بڑھا دیتی ہے؟ فرمایا: کیا چیز جوانی کو لاتی ہے۔ جبکہ وہ ہر بڑھاپے کی طرف جا رہا ہے۔

(لئالی الاخبار ۳/ ۱۸۰)

۴۔ مردوں کا توجہ نہ کرنا

امام رضا علیہ السلام اپنے اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ یہودی عورتیں عفت کی وجہ سے باہر نہ جایا کرتی تھیں۔ اس لیے وہ فساد کی طرف نہ گئیں۔ صرف وہ اپنے مردوں کی طرف سے توجہ نہ ملنے کی وجہ سے اور مردوں کا اپنے آپ کو آرائش و نظافت نہ کرنے کی وجہ سے وہ عورتیں فساد کی طرف چلی گئیں۔

پھر فرمایا: عورت تم سے وہی چاہتی ہے جو تم اس سے چاہتے ہو۔

(مکارم اخلاق ۱/ ۱۵۴)

۵۔ امیر المومنینؑ خضاب نہیں کرتے تھے

حفص اعور کہتا ہے: میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کی: سر اور چہرے کے بالوں کو خضاب کرنے کے بارے میں آپؑ کی کیا رائے ہے؟

فرمایا: سنت میں سے ہے۔

عرض کی: تو پھر امیر المومنینؑ کیوں خضاب نہیں کیا کرتے تھے؟ فرمایا: کیونکہ پیامبرؐ نے آپؑ سے فرمایا تھا کہ آپؑ کی داڑھی آپؑ کے سرخ خون سے رنگین ہوگی۔ یہ بات اس چیز کا باعث تھی کہ انہیں خضاب کرنے سے منع کرتی تھی۔

(مکارم اخلاق ۱/ ۱۵۹)

باب نمبر 45

خمس

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

جان لو! جیسی بھی غنیمت ہاتھ لگے تو اس کا خمس خدا و پیامبرؐ وذی القربیٰ ویتیم ومسکین وابن سبیل کو ادا کرو۔ (انفال/۴۱)

عمران قرأتُ علی موسی بن جعفر علیه السلام آیة الخمس فقال علیه السلام: ما کان لله فهو لرسوله وما کان لرسوله فهو لنا ثم قال: والله لقد یسر الله علی المومنین ارزاقهم بخمسة دراهم جعلوا لربهم واحدا واکلوا اربعة احلاء۔

عمران نے کہا: میں نے امام کاظم علیہ السلام کے سامنے آیت خمس قرات کی۔ امامؑ نے فرمایا: وہ جو خدا کیلئے ہے پیامبرؐ کیلئے ہے۔ وہ جو پیامبرؐ کیلئے ہے، ہمارے لیے ہے۔ پھر فرمایا: خدا کی قسم مومنین کا رزق خداوند نے پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک اپنے لیے اور چار حصے دوسروں کیلئے حلال قرار دیے ہیں۔ (لئالی الاخبار ۳/۲۱۵)

۱۔ شامی بوڑھا شخص

دیلم بن عمرو کہتا ہے: ہم شام کے شہر میں کھڑے تھے کہ آل محمد علیہم السلام کے اسیروں کو لایا گیا۔ دربار کے سامنے ایک بوڑھا شامی شخص آیا اور بولا: خدا کا شکر ہے کہ تم لوگوں کو قتل کیا اور تمہارا فتنہ ختم کیا۔

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: اے شیخ! سنو تا کہ میں تمہارے لیے اس دشمن کا بتاؤں جو تمہارے اندر ہے، کیا تم نے قرآن پاک پڑھا ہے؟ بولا: ہاں۔

فرمایا: کیا غیر مسلمانوں کیلئے تم نے کوئی خاص حق تلاش کیا ہے؟ بولا: نہیں۔ فرمایا: سورہ انفال، آیت ۴۱ میں خداوند فرماتا

ہے: ہر غنیمت خدا ور سول و پیامبرؐ کے قریبیوں کیلئے ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون ہیں؟ بولا: نہیں۔ فرمایا: وہ ہم ہیں۔ بولا: آپ ہو؟ فرمایا: جی۔ پھر اس بوڑھے شخص نے اپنے ہاتھ بلند کیے اور کہا: خدایا میں قتل آل محمد علیہم السلام اور اُن سے دشمنی پر توبہ کرتا ہوں۔

(سفینۃ البحار ۱/۳۲۹)

۲۔ انصاف نہ کیا

امام صادق علیہ السلام نے ابی جعفر احول سے فرمایا: قریش خمس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہا: میرا خیال ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ خمس اُن کیلئے ہے۔

فرمایا: وہ انصاف نہیں کرتے، خدا کی قسم، مباہلہ ہوا تو ہم سے ہوا، جنگ ہوئی تو ہم سے ہوئی، اب وہ اور ہم ایک ہو گئے ہیں۔ بے شک پیامبرؐ نے غزوہ بدر میں اہل بیتؑ کے علاوہ افراد کو جنگ کیلئے انتخاب کیا، لیکن مباہلہ میں علیؑ و حسنؑ و حسینؑ و فاطمہ علیہم السلام کو میدان میں لائے۔ پس اہلبیتؑ کیلئے تلخی اور سختی ہے لیکن دوسروں کیلئے خوشی ہی خوشی ہے۔

(بحار الانوار ۵۰/۵۲)

۳۔ ماں باپ کی طرف سے

ہارون الرشید نے امام کاظم علیہ السلام کو گرفتار کر لیا۔ اور اپنے قید خانے میں لے گیا۔ خلیفہ نے وہ طومار (لمبی فہرست) دیکھایا جس میں امامؑ اور شیعوں پر بہت سے ناروا تہمتیں لگائی گئی تھیں۔

امامؑ نے جب خلیفہ کے ساتھ معانقہ کیا تو خلیفہ کا غصہ کم ہو گیا۔ وہ بولا: تم بھی سچے ہو اور تمہارے اجداد بھی سچے تھے۔ پھر امامؑ سے کچھ سوال کیے، جس میں سے ایک یہ تھا کہ آپ کہاں سے کہتے ہیں کہ اگر کوئی اہل کو خمس ادا نہ کرے، اُس کے ماں باپ کی طرف سے کوئی مسئلہ ہوتا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اس سوال کو آج تک کسی بادشاہ نے نہیں پوچھا۔ میرے اجداد سے بھی کسی نے یہ سوال نہیں پوچھا۔ اس لیے تم بھی اس سے پردہ نہ اٹھاؤ۔

(تحف العقول، ص ۴۰۳)

۴۔ منتقم

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کی کچھ زمینیں ہیں کہ جن کا نام انتقام لینے والا ہے۔ جب خدا اپنے بندے کو مال عطا کرتا ہے۔ اور وہ خدا کے حق کو اس میں سے نہ دے۔ خداوند اُن زمینوں میں سے کسی ایک کو اس پر مسلط کر دیتا ہے۔ بس پھر اس کا مال اسی میں ضائع ہو جاتا ہے۔ جب وہ مر جاتا ہے تو اس کا مال وہیں رہ جاتا ہے۔

(لئالی الاخبار ۳/۲۱۶)

۵۔اُحد پہاڑ کی مانند

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کے نزدیک اس مال سے بہتر کچھ نہیں ہے جو امام کو دیا جاتا ہے۔ خداوند اس کے ایک درہم کو اُحد کے پہاڑ کی طرح بنا دیتا ہے۔

اگر کوئی یہ خیال کرے کہ امام اس چیز کا محتاج ہے جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے، تو اس نے کفر کیا ہے۔ بلکہ بے شک لوگ اس چیز کے محتاج ہیں جو کچھ امام کی طرف سے ہے۔

(لئالی الاخبار ۳/۲۱۷)

باب نمبر 46

پیامبروں کی دعوت

خداوندتعالیٰ فرماتا ہے:

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ؕ

(موسیٰ نے کہا:) اے میری قوم! ایسا کیوں ہے کہ میں تم کو نجات کی طرف دعوت کرتا ہوں اور تم لوگ مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔ (غافر/۴۱)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: اصطفیٰ سبحانہ من ولدہ انبیاء.... علی تبلیغ الرسالۃ امانتھم رسل لا تقصر بھم قلۃ عددھم ولا کثرۃ المکذبین لھم۔

خداوند نے انبیاء سے وعدہ لیا تا کہ رسالت کی امانت کو انسانوں تک پہنچائیں۔۔۔۔اور انہوں نے مددگاروں کی کمی کی وجہ سے اور جھٹلانے والوں کی کثرت کی وجہ سے کوئی کوتاہی نہیں کی۔

(نہج البلاغہ، خ۱)

ا۔حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے یوں کہا: اے میری قوم میں واضح طور پر تمہیں خوف دلانے والا ہوں، صرف خدا کی عبادت کرو، کیونکہ میں تمہارے بارے میں قیامت کے دردناک عذاب سے ڈرتا ہوں۔

(ہود/۲۵)

وہ لوگ جواب میں کہا کرتے تھے:

ا۔ہم تمہیں اپنے جیسے انسان کے علاوہ کچھ نہیں سمجھتے۔

۲۔ہم کسی کو تمہارا تابع فرمان نہیں دیکھتے سوائے چند ایک پست و کم عقل قسم کے لوگ۔

۳۔تمہیں کسی بات میں اپنے سے برتر نہیں دیکھتے ہیں۔

۴۔تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ (ہود/۲۷)

۵۔ اے نوح! تم نے ہمارے ساتھ بہت مجادلہ کیا ہے لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔
٦۔ اگر وہ عذاب جو تم کہتے ہو سچ ہے، اسے لا سکتے ہو تو لے آؤ۔ (ہود/ ٣٢)
٧۔ انہوں نے نوح کو جھٹلایا۔
٨۔ اسے مجنون کہا۔
٩۔ اسے اذیت دی۔
١٠۔ پتھروں سے مارنے کی دھمکی دی۔ (قمر/ ٩)
١١۔ پس پھر نوح نے خداوند سے شکایت کی، اور خدا اُن کی دعا کو قبول کرلیا۔ اُن سب پر عذاب نازل کر دیا۔ (قمر/ ٩۔ ١٤)
(تاریخ انبیاء، رسول محلاتی)

٢۔ حضرت ہود علیہ السلام

حضرت ہودؑ نے قوم عاد کو ایک خدا کی عبادت کی دعوت دی۔ قوم عاد یمن، عمان اور حضرالموت کے درمیان رہتی تھی۔ ان کے پاس تین بت صدا، صمود و ہباء تھے، جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے۔ حضرت ہودؑ نے انہیں خدا کے عذاب سے ڈرایا۔ (ہود/ ٥٠۔ اعراف/ ٦٥)

لیکن وہ اس دعوت کے جواب میں کہتے:
١۔ ہم تمہیں پاگل پنے کی حالت میں دیکھتے ہیں۔
٢۔ تم جھوٹوں میں سے ہو۔ (اعراف/ ٦٧)
٣۔ تمہارے پاس اپنے دعوے پر کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔
٤۔ ہم اپنے خداؤں سے ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔
٥۔ تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔
٦۔ ہمارے کچھ خداؤں نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے۔ (ہود/ ٥٤)
٧۔ تمہارے پاس جو کوئی بھی عذاب ہے، لے آؤ۔
٨۔ ہمارے آباؤ واجداد جن کی عبادت کیا کرتے تھے ہم بھی انہیں خداؤں کی عبادت کریں گے۔ (اعراف/ ٧٠)

خداوند اپنا عذاب نازل کیا جو کہ تیز آندھی تھی، سات دن سات راتیں آندھی چلتی رہی اور سب کچھ اڑا کر لے گئی۔ (الحاقۃ/ ٦) حضرت ہودؑ اور اُن کے چند ایک پیروکار خدا کی رحمت کے ساتھ اس آندھی سے بچے رہے۔ (ہود/ ٥٨)

۳۔ حضرت صالح علیہ السلام

حضرت صالح قوم ثمود کو بتوں کی پوجا سے منع کرتے اور خدائے واحد کی طرف دعوت دیتے اور قیامت کے عذاب سے ڈراتے تھے۔ قوم ثمود وادی القرین میں رہتی تھی۔ تبوک کی طرف جاتے ہوئے پیامبر اکرم بھی وہاں سے گذرے تھے۔ قوم ثمود کے پاس بہت سے بت تھے جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے، ان بتوں میں ڈو جد، شمس و منات شامل تھے۔ (شعرا/۱۴۱۔ ۱۵۳)

۱۔ قوم ثمود نے حضرت صالح کو جھٹلایا۔ (شعرا/۱۴۱)

۲۔ کہا: تم ہمارے جیسے ایک انسان ہو۔ اگر تم سچ کہتے ہو تو کوئی معجزہ لاؤ۔

۳۔ تم جادوگر ہو۔

حضرت صالح نے اُن کی درخواست کے مطابق پہاڑ میں سے ایک اونٹنی معجزے سے نکالی۔ (قمر/۲۷) لیکن انہوں نے طے شدہ شرائط پر عمل نہ کیا بلکہ اونٹنی کو قتل کر دیا۔ اور خدا کے حکم کی نافرمانی کی۔ (اعراف/۷۷)

پس خداوند نے وعدہ کیا کہ تین بعد عذاب نازل ہوگا۔ (ہود/۶۵) پس شدید گرج چمک شروع ہوگئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے سب کچھ تباہ ہوگیا۔ (ذاریات/۴۴)

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیمؑ نے سرزمین بابل (عراق میں دجلہ و فرات کے درمیان کا علاقہ) کے لوگوں کو زمین و آسمان کے خدا کی عبادت کی دعوت دی، (انبیا/۵۶) رحمان کے عذاب سے ڈرایا۔ (مریم/۴۴) اس قوم کا ہر شہر میں ایک خاص بت تھا جس کی وہ پوجا کیا کرتے تھے۔

اہل بابل نے حضرت ابراہیمؑ کی مخالفت کی اور اُن سے کہا:

۱۔ ہم اور ہمارے آباء ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔

۲۔ ہم سے سنجیدہ بات کر رہے ہو یا مذاق کر رہے ہو؟ (انبیاء/۵۵)

۳۔ اگر تم ہمارا پیچھا نہ چھوڑو گے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے۔ (مریم/۴۶)

بہت سی بحث و گفتگو اور مناظروں کے بعد کافر بادشاہ نمرود کے ذریعے ابراہیمؑ کو آگ میں جلانے کا حکم جاری کیا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال دیا گیا۔ لیکن خداوند نے آگ کو اُن پر ٹھنڈا کر دیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو کوئی نقصان نہ ہوا۔ (انبیا/۶۹)

۵۔ حضرت لوط علیہ السلام

حضرت لوطؑ نے اپنی قوم کو خدا کی اطاعت، تقویٰ، پرہیزگاری کی دعوت دی۔ لوٹ مار اور برائی و بے حیائی کے کاموں سے

منع کیا۔(شعرا/۱۶۰۔۱۶۹) یہ قوم اردن میں سدوم کے علاقے میں بحرالمیت کے دریا پہ لوط پر رہتی تھی۔

وہ قوم اُن سے کہتی تھی:

۱۔ہم تمہیں شہر سے نکال دیں گے۔(شعرا/۱۶۹)

۲۔اگر تم سچ کہتے ہو تو اپنے خدا کا عذاب ہم پر نازل کرو۔(عنکبوت/۲۹)

۳۔حضرت لوطؑ کی بیوی بھی اُن کی مخالف تھی۔(عنکبوت/۳۱)

۴۔قوم لوط نے حضرت لوطؑ کے گھر میں آئے ہوئے مہمانوں (فرشتے) پر حملہ کیا۔لوگوں نے جب بھیڑ کردی تو حضرت لوطؑ نے کہا: کیا مشکل دن ہے۔(ہود/۸۸)

پس خداوند نے صبح کے وقت پتھروں کی بارش برسائی، ہر پتھر پر علامت بنی ہوئی تھی۔(ہود/۸۳)

(تاریخ انبیاء، رسولی محلاتی)

باب نمبر 47

دھر (زمانہ)

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ

زمانے کے علاوہ ہمیں کوئی نہیں مارتا۔ (جاثیہ/۲۴)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

الدھر یخلق الابدان ویجدد الامال ویدنی المنیة ویباعد الامنیة۔

زمانہ تمہارے بدن کو پرانا کردیتا ہے۔ آرزوں کو تازہ کردیتا ہے۔ موت کو قریب کردیتا ہے۔ اور پھر آرزوں کو دور کردیتا ہے۔ (غرر الحکم ۱/۲۱۲)

ا۔ خراب شدہ زمانہ

بدیع ہمدانی نے اپنے بھائیوں میں سے ایک کو خط لکھا جس میں اس نے اپنے بھائی کی زمانے سے شکایت کا جواب دیا۔ اس نے کہا تھا کہ زمانہ خراب ہو چکا ہے۔ جواب میں بدیع ہمدانی نے لکھا کہ کونسا وقت ایسا تھا جو خراب نہ تھا؟ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہر زمانے کے لوگ یہی شکایت کرتے رہے ہیں۔ اپنے زمانے کو برا کہتے رہے ہیں اور اپنے سے پہلے والے زمانے کو اچھا خیال کرتے رہے ہیں۔

پھر اس نے حضرت آدم علیہ السلام تک کے گذشتہ زمانوں کو تفصیل سے ذکر کیا۔ ان زمانوں میں شکایت کرنے والے لوگوں کی تفصیل ذکر کی۔

(نوادر، راغب اصفہانی، ص ۳۰۸ و ۳۰۹)

۲۔ ذوکلاع

ایک آدمی نے کہا: زمانہ جاہلیت میں یمن کے بادشاہ ذوکلاع کے لیے تحفے لے کر گیا۔ میں ایک مہینہ وہاں رہا لیکن مجھے داخل ہونے کی اجازت نہ دی گئی۔ ایک دن میں نے کھڑکی سے دیکھا کہ لوگ اُسے سجدہ کر رہے تھے۔

لیکن زمانہ بدل گیا اور ایسا وقت آیا کہ میں نے اُسی بادشاہ کو دیکھا کہ بازار سے ایک [illegible] خرید کر اپنے گھوڑے

کے پیچھے باندھ رہا تھا۔(نوادر، راغب اصفہانی، ص ۳۰۸)

۳۔ایک ہزار ایک

عباسی خلیفہ ہارون رشید کی ایک ڈائری میں کسی نے دیکھا تو ایک ورق پر لکھا تھا۔خلیفہ نے ایک رات کو جو انعام جعفر بن یحیی کو دیا تھا، نقد رقم اور چیزیں جو ہزار ہزار سے زیادہ تھیں۔

دوسرے ورق پر لکھا تھا کہ جعفر بن یحیی کے جسد کو جلانے کے لیے جو تیل اور لکڑیاں استعمال ہوئیں ایک درہم سے زیادہ کی نہ تھیں۔(بعد میں بادشاہ جعفر بن یحییٰ سے ناراض ہو گیا تھا اور وہ بادشاہ کے غیض و غضب کا شکار ہوا تھا۔)

(نوادر، راغب اصفہانی، ص ۳۰۹)

۴۔نوے سال

ابو اسحاق صابی (م ۳۸۴) نوے سال کی عمر میں فوت ہوا۔عباسی اور دیلمی خلفا کے پاس رہا۔بہت سے اہم عہدوں پر فائز رہا۔کئی ایک تلخ و شیریں واقعات پیش آئے۔جتنی بھی کوشش کی گئی وہ مسلمان نہ ہوا۔لیکن وہ مسلمانوں کی حمایت کیا کرتا تھا اور اس کا نام شہرہ آفاق تھا۔جوانی میں اس کے دن اس کے ساتھ تھے لیکن بوڑھاپے میں دن پلٹ گئے اور اسے زندان کی ہوا کھانی پڑی۔ بہت سے واقعات کی تلخی اسے چکھنی پڑی۔اس نے دنیا سے شکایت کرتے ہوئے اور نصیحت حاصل کرتے ہوئے دو بیت شعر لکھے ہیں:

دنیا بے وفا عورتوں کی طرح ہے۔جب تک ان کے دوست جوان اور طاقت ور ہیں، ان کے ساتھ خوش و خرم ہیں۔جب ان کی عیش و عشرت بوڑھاپے کی منزل تک پہنچتی ہے تو ان کی وفاداریاں بدل جاتی ہیں، اپنے دوستوں کے قریب جانے سے پرہیز کرنے لگتی ہے۔

(نوادر، راغب اصفہانی، ص ۳۱۰)

۵۔برادن

حسن بن مسعود نے کہا: میں امام ہادی علیہ السلام کی خدمت میں گیا۔میں نے عرض کی: اس سے پہلے کہ میں یہاں پہنچوں آج کے دن میری انگلی پر چوٹ لگی تھی۔اس کے علاوہ ایک سواری کے ساتھ ٹکر ہوئی تھی جس کی وجہ سے میرے کندھے پر چوٹ لگی تھی۔ایک جگہ لڑائی ہو رہی تھی، آتے ہوئے جب میں وہاں سے گذر رہا تھا تو مجھے بھی گھسیٹ لیا گیا اور میرے کپڑے پھاڑ دیے گئے۔ میں نے کہا: خدایا اس شر کو مجھ سے دور فرما دے، کتنا برا دن ہے؟ امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا: اس میں دن کا کیا قصور ہے؟ تم اپنے مکافات عمل کا نتیجہ دیکھ رہے ہو اور دن و وقت کو برا بھلا کہہ رہے ہو۔یہ برائی کرنے سے تمہیں کوئی فائدہ بھی حاصل نہ ہوگا۔بلکہ خداوند وقت کی بے گناہی پر تمہیں سزا دے گا۔آئندہ ایسے الفاظ استعمال مت کرو، اور خدا کے حکم میں دن اور وقت کے کردار کو شامل کرنے کے قائل نہ ہو جاؤ۔میں نے کہا: اطاعت میرے آقا۔(داستانہائے چند حا، ص ۳۸۶)

باب نمبر 48

قرض

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ جب تم نے ایک دوسرے کو ایک خاص مدت کیلئے قرض دینا ہو تو اسے لکھ لیا کرو۔ (بقرہ/ ۲۸۲)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

الدین رق القضاء عتق.

قرض لینا، بندگی ہے اور اس کا ادا کرنا، بندگی سے آزادی ہے۔ (غرر الحکم ۱/ ۴۱۴)

ا۔ مفلس

ایک آدمی کسی کام کیلئے بصرہ گیا۔ دو سال تک وہاں رہا اور پھر اس پر بہت زیادہ قرض ہو گیا، وہ اسے ادا کرنے کی ہمت نہ رکھتا تھا۔

قرض خواہوں نے قاضی کے پاس شکایت کی۔ قاضی کیونکہ اس کا آشنا تھا اس لیے اس نے کیس کو پس پشت ڈال دیا۔ وہ لوگ اپنی شکایت حاکم کے پاس لے گئے۔ حاکم نے قاضی کو حکم دیا کہ وہ اس کیس کی مکمل تحقیقات کرے اور جلد فیصلہ کرے۔

قاضی نے قرض دہندہ کو ساری بات سمجھادی کہ جب تم عدالت میں آؤ تو کیا بات کرو۔ ایک دن سب لوگ عدالت میں جمع ہو گئے۔ قاضی نے اس سے کہا: ان لوگوں کا قرض ادا کرو۔ وہ کہنے لگا: مجھے مہلت دیں تا کہ میں اپنا گھر فروخت کر کے ان کا قرض ادا کرسکوں۔ قرض خواہ بولے: یہ جھوٹ بولتا ہے اس کا کوئی گھر نہیں ہے۔ اس نے کہا: اچھا تو مجھے اجازت دیں کہ میں اپنا باغ بیچ دوں۔ وہ بولے: یہ جھوٹ بولتا ہے اس کا کوئی باغ نہیں ہے۔ اس نے کہا: اچھا تو پھر مجھے اتنی مہلت دیں کہ میں اپنی دکان کو فروخت کردوں۔

انہوں نے کہا: یہ سب جھوٹ بول رہا ہے اس کی کوئی دکان نہیں ہے۔ قاضی نے اُن لوگوں کی طرف منہ کیا اور کہا: تم لوگ خود ہی کہہ رہے ہو کہ اس کا گھر نہیں ہے، اس کا باغ نہیں ہے، اس کی دکان نہیں ہے۔ تو پھر یہ آدمی آپ لوگوں کا قرض کہاں سے ادا

کرے۔ یہ تو مفلس شخص ہے۔ تمام قرض خواہ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اپنی درخواست واپس لے لی۔

(نمونہ معارف ۵/۲۵۶)

۲۔ کم نہ سمجھو

معاویہ بن وہب نے بتایا: میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کی: میرے لیے کسی نے یہ بات نقل کی ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی مر گیا۔ اس کے ذمے دو دینار قرض تھا۔ پیامبر خداؐ نے اس کے جنازے پر نماز نہیں پڑھی۔ اور فرمایا: آپ لوگ اس کے جنازے پر نماز پڑھیں لیکن اس وقت جب اس کے گھر والے قرض کی ادائیگی کی ضمانت دیں۔

امام نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ بے شک پیامبرؐ نے ایسا ہی کیا تھا۔ تاکہ دوسرے لوگ متوجہ ہو جائیں۔ قرض دہندگان اپنے قرض جلد ادا کر دیں۔ اور قرض کی ادائیگی کو کم نہ سمجھیں۔

(معانی الاخبار ۳/۲۰۳)

۳۔ ایندھن کی گٹھری

پیامبر اکرمؐ شب معراج ایک شخص کے پاس سے گذرے جو ایندھن کی گٹھری کو جمع کرنے کے بعد اسے اٹھا نہیں پا رہا تھا۔ لیکن مسلسل اس گٹھری میں ایندھن کا اضافہ کر رہا تھا۔ پیامبرؐ نے جبرائیلؑ سے پوچھا: یہ کون ہے؟ جبرائیلؑ نے عرض کی: یہ وہ شخص ہے جو مقروض ہے۔ وہ اپنا قرض ادا کرنا چاہتا ہے لیکن ادا نہیں کر سکتا۔ مزید قرض لیتا رہتا ہے اور اس میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔

(معانی الاخبار ۳/۲۰۳)

۴۔ انصاف پسند

محمد بن ابی عمیر (م ۲۱۷) ساتویں، آٹھویں اور نویں امام علیہم السلام کے جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ اُن کا ذریعہ معاش پرچون فروشی تھا۔ کچھ عرصہ وہ مالی تنگدستی اور فقر و فاقہ کا شکار ہو گئے۔

اُنہوں نے کسی سے دس ہزار درہم ادھار واپس لینا تھا۔ لیکن وہ شخص ادا نہیں کر سکتا تھا۔ جب اُسے ان حالات کی خبر ہوئی۔ تو اُس نے اپنا گھر فروخت کر دیا۔ رقم لے کر محمد بن ابی عمیر کے پاس آیا۔

محمد بن ابی عمیر نے پوچھا: کیا کوئی وراثت ملی ہے یا کسی نے بخشش کی ہے؟ یہ رقم کہاں سے لائے ہو؟ اس نے کہا: کچھ نہیں۔ میں نے اپنا گھر فروخت کر دیا ہے تاکہ آپ کا ادھار واپس کر سکوں۔

محمد بن ابی عمیر نے کہا: امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آدمی ادھار کی واپسی کیلئے اپنے گھر کو نہیں بیچتا۔ تم اپنی رقم واپس لے جاؤ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کی قسم میں اس وقت ایک درہم کا بھی محتاج ہوں۔ لیکن ان پیسوں میں سے ایک درہم بھی

نہیں اٹھاؤں گا۔

(سفینۃ البحار ۱/ ۳۱۴)

۵۔ درویش کو قرض دو

سعدی کہتا ہے: ایک پیر و مرشد نے اپنے ایک مرید سے درد دل کیا کہ میں کیا کروں؟ خلائق کی وجہ سے میں کچھ پریشان ہوں: میری زیارت کیلئے آنے والے لوگوں کی بھیڑ سے میرے قیمتی اوقات ضائع ہو جاتے ہیں۔

اس نے جواب دیا کہ جتنے بھی درویش ہیں اُن کو قرض دو اور جتنے بھی مالدار لوگ ہیں اُن سے قرض مانگو۔ سب لوگ تمہارے آس پاس سے چھٹ جائیں گے۔

(کلیات سعدی، ص ۶۵)

باب نمبر 49

ذکر علی ابن ابی طالبؑ

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ۝

خداوند اُس کا مولا ہے، جبرائیل، صالح مومن وملائکہ اس کے بعد اس کے پشت پناہ ہیں۔ (تحریم/ ۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولا علیؑ کی تعریف میں فرماتے ہیں:

من اشترشدہ ارشدہ و من استمسک بہ نجاہ۔

جو کوئی علیؑ سے ہدایت چاہے گا۔علیؑ اسے ہدایت دیں گے، جو کوئی اس سے مدد چاہے گا، علیؑ اس کی مدد کو پہنچیں گے۔ (بحر المعارف ۳/ ۴۱۳)

۱۔صالح مومن

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسولخداؐ نے علی ابن ابی طالبؑ کو صحابہ میں یوں تعارف کروایا کہ فرمایا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کا علی مولا ہیں۔

جب سورہ تحریم کی آیت ۴ نازل ہوئی "فان اللہ ہو مولاہ و جبرئیل و صالح المومنین" بے شک خدا پیامبر کے یاور و مددگار ہیں۔اُن کے بعد جبرائیل اور صالح المومنین ہیں۔

پیامبر خداؐ نے علی ابن ابی طالبؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: یہ امیر المومنین اور صالح المومنین ہیں۔ (تاویل الآیات)

۲۔تمہارا کفیل علیؑ ہیں

نجف کے مضافات کے گاؤں دیہاتوں کے لوگ جب ایک دوسرے کو سند یا کوئی یقینی بات کرتے تو کہتے کفیلک ابوالحسن علیؑ۔یعنی ابوالحسن علی ابن ابی طالب تمہارے وکیل وکفیل ہیں۔ کسی کا لوگوں کے سامنے یہ جملہ کہنا، قابل اعتبار ہونے کیلئے کافی تھا۔

ایک آدمی نے کسی سے ادھار واپس لینا تھا۔اس نے ادھار لینے والے سے اپنا قرض واپس مانگا۔لیکن وہ مسلسل انکار کر رہا تھا۔پھر کہتا ہے کہ نجف چلتے ہیں وہاں علی ابن ابی طالبؑ کے روضے کے سامنے قسم کھاتے ہیں۔

دونوں نجف پہنچے ایوان طلائی میں امیر المومنینؑ کی ضریح کے سامنے کھڑے ہو کر قسم کھائی۔ قرض دہندہ نے بھی قسم کھائی، جو کہ قرض سے مسلسل انکار کر رہا تھا۔ اس کے قسم کھاتے ہی اس کا چہرہ بالکل سیاہ ہو گیا۔ (ہزار و یک تحفہ، ص ۲۶۷)

۳۔ کلام خدا

عبداللہ بن عمر کہتا ہے: رسولخداؐ سے کسی نے سوال کیا کہ شب معراج پروردگار نے آپؐ کے ساتھ کس کی زبان اور آواز میں بات کی؟ پیامبرؐ نے فرمایا: علی ابن ابی طالبؑ کی زبان اور آواز میں۔ عرض کی: خدایا! آپ نے میرے ساتھ بات کی یا علی ابن ابی طالبؑ نے؟ فرمایا: اے احمد! میں ایسا موجود ہوں جو دوسرے موجودات کی طرح نہیں ہے۔ میں لوگوں کے وہم و گمان میں نہیں آسکتا۔ میری تعریف نہیں ہو سکتی۔ تمہیں اپنے نور سے خلق کیا ہے اور علی کو تمہارے نور سے خلق کیا ہے۔ میں تمہارے دل کے رازوں کو جانتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ علی ابن ابی طالبؑ سے زیادہ تم اپنے دل میں کسی سے محبت نہیں کرتے۔ لہذا اسی کی زبان اور آواز میں تمہارے ساتھ بات کی تاکہ تمہارے دل کو سکون ملے۔ (مناقب خوارزمی، ص ۷۴)

۴۔ جبرائیلؑ

جناب جبرائیلؑ نے پیامبر اکرمؐ سے کہا: اے محمدؐ! اس کی قسم جس نے آپ کو نبوت پر مبعوث کیا۔ آسمان والوں کی علیؑ سے معرفت زمین والوں کی معرفت سے زیادہ ہے۔ کسی جنگ میں علیؑ نے ایسی کوئی تکبیر نہ کہی جس کے ہمراہ ہم ملائکہ نے بھی تکبیر کہی ہے۔ کسی بھی غزوہ میں جب علیؑ نے دشمنوں پر حملہ کیا تو ہم نے بھی ساتھ ہی حملہ کیا۔ جس بھی کافر کو تلوار لگی، ہم نے بھی اس پر تلوار سے وار کیا۔ اے محمدؐ! جب بھی عیسیٰؑ کے چہرے اور اس کی عبادت کو دیکھنا ہو، یحییٰؑ کے زہد اور اس کی اطاعت کو دیکھنا ہو، سلیمانؑ کی حکومت اور اس کی سخاوت کو دیکھنا ہو تو علی ابن ابی طالبؑ کے چہرے پر نظر کر لو۔ (کفایۃ الخصام، ص ۶۳۶)

۵۔ علیؑ کے حق کا واسطہ

بی بی عائشہ کہتی ہیں: ایک رات پیامبر خداؐ میرے کمرے میں تشریف فرما تھے۔ آدھی رات کو جب میں جاگی تو پیامبر کو اپنی جگہ پر موجود نہ پایا۔ دوسری جگہوں پر جا کر دیکھا تو نہ ملے۔ پھر اچانک معلوم ہوا کہ وہیں اسے کمرے کی چھت پر کھڑے ہیں اور آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیے ہوئے ہیں۔ فرما رہے ہیں: الٰہی بحق علی، الٰہی بحق علی۔

میں نے عرض کی: کیا کوئی علیؑ سے بہتر نہیں ہے جو آپؐ خدا کو علیؑ کا واسطہ دے رہے ہیں؟ فرمایا: اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو علیؑ سے بہتر کوئی نہ تھا۔ میں نے زمین کی طرف دیکھا تو علیؑ سے بہتر کوئی نہ تھا۔ میں نے مشرق و مغرب کی طرف دیکھا تو علیؑ سے بہتر کوئی نہ تھا۔ اس لیے خدا کو علیؑ کا واسطہ دے دعا کی ہے۔

(ہزار و یک تحفہ، ص ۳۵۰)

باب نمبر 50

رحمت الٰہی

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

حمد اللہ کیلئے مخصوص ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے۔ وہ نہایت رحمن و رحیم ہے۔ (فاتحہ/ ۲ و ۳)

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

لا یملك المومن بین ثلاث خصال شهادة ان لا الا الله و شفاعة رسول الله و آله وسعة رحمت الله عز و جل.

مومن تین وجہ سے کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔ خدا کی واحدانیت پر گواہی، رسولخدا اور آپ کی آل کی شفاعت کی وجہ سے اور خدا کی وسیع رحمت کی وجہ سے۔ (تفسیر معین، ص ا۔ بحارالانوار ۷۸/ ۱۵۹)

ا۔ فاصلہ نہ کرو

پیامبرؐ نے فرمایا: جب خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو ملکوت آسمان و زمین دیکھائے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک مرد اور عورت ناجائز عمل انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے نفرین کی تو وہ ہلاک ہو گئے۔ دوسری و تیسری مرتبہ پھر کچھ لوگوں کو گناہ کرتے ہوئے دیکھا تو نفرین کی اور وہ بھی ہلاک ہو گئے۔

چوتھی مرتبہ خداوند نے فرمایا: اے ابراہیمؑ میں غفور، رحیم، جبار و حلیم خدا ہوں۔ اپنی زبان سے نفرین مت کہو۔ تم خوف دلانے اور آگاہی کے لیے مبعوث ہوئے ہو۔

میرے بندے میرے سامنے، گناہ کرتے ہیں۔ میں انہیں سزا دینے میں جلد بازی نہیں کرتا۔ اگر وہ توبہ کر لیں تو معاف کر دیتا ہوں۔ کچھ گناہ گاروں کو مہلت دیتا ہوں تا کہ ان کی نسل سے نیک و مومن اولاد پیدا ہو۔ کافر ماں باپ کے ساتھ معاملات بڑھتے رہتے ہیں۔ میرا عذاب میری کبریائی کے ساتھ ہے۔ میں ان پر تم سے زیادہ مہربان ہوں۔ میرے اور ان کے درمیان فاصلہ نہ کرو۔ (احتجاج طبری)

۲۔ اُمت

ابن عباس کہتے ہیں: ایک دن پیامبر خداؐ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھے اُمتوں کو دکھایا گیا ہے۔ ایک پیامبر کو دیکھا ان کے ہمراہ ایک شخص تھا، پھر ایک پیامبر کو دیکھا اُن کے ہمراہ دو شخص تھے۔ پھر پیامبر کو دیکھا اُن کے ہمراہ کوئی نہ تھا۔ پھر ایک پیامبر کو دیکھا کہ اُن کے ہمراہ کچھ لوگ تھے۔ پھر میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا۔ مجھے اُمید تھی کہ وہ میری اُمت ہے۔

مجھے بتایا گیا کہ یہ موسیٰؑ اور اُن کی قوم ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ اب دیکھیں۔ جب میں نے دیکھا تو بہت زیادہ لوگ تھے۔ اتنے زیادہ تھے کہ یوں لگ رہا تھا کہ دوسرے افق تک جا گئے ہیں۔ مجھ سے کہا گیا پھر دیکھیں، پھر دیکھیں۔

میں نے جب دیکھا بہت ہی زیادہ لوگ تھے۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ کی اُمت ہے۔ ان میں ستر ہزار لوگ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں جائیں گے۔

پھر کچھ افراد پیامبر کی خدمت سے چلے گئے۔ جو باقی رہ گئے وہ کہنے لگے: ہم شرک کی حالت میں پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن ہم خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائیں ہیں۔ اور وہ لوگ (اُمت) ہماری ہی اولاد ہوگی۔ (محجۃ البیضاء)

۳۔ قارون

روایت ہے کہ خداوند نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا: قارون نے جب عذاب دیکھا تو تمہیں پکارا اور تم سے مدد مانگی لیکن تم نے اُس کی مدد نہ کی۔ مجھے میری عزت و جلال کی قسم اگر قارون اس وقت مجھے پکارتا اور مجھ سے مدد مانگتا تو ضرور میں اس کی مدد کرتا اور اس کو معاف کر دیتا۔ (محجۃ البیضاء ۸/۳۸۵)

۴۔ قیدی ماں بیٹا

کسی جنگ کے بعد قیدیوں میں سے ایک بچے کو فروخت کرنے کیلئے لایا گیا۔ بطحاء کی سرزمین پر وہ بہت گرم دن تھا۔ بچے کی ماں نے خیمہ کے اندر سے اپنے بچے کو دیکھا اور بھاگ کر گئی، اُس کو اپنی گود میں لیا اور زمین پر لیٹ گئی، اپنے بچے کو اپنے سینے پر لیٹا لیا تا کہ وہ گرمی سے محفوظ رہے اور بار بار کہتی تھی: میرا بچہ، میرا بچہ!

یہ دیکھ کر لوگ بہت روئے اور بچے کو بیچنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ جب پیامبرؐ آئے اور ماں اور بچے کی محبت کا واقعہ اُن کو سنایا۔ تو آپؐ اُن کی رحمدلی سے خوش ہو گئے اور اُن کو بشارت دی اور فرمایا: اس ماں کی اپنے بچے کے لیے اس مہربانی پر حیران ہو رہے ہیں؟

کہا: جی! فرمایا: خداوند آپ لوگوں کے ساتھ اس ماں سے زیادہ مہربان ہے۔

تو مسلمان یہ بات سن کر بہت خوش ہو گئے۔ (صحیح بخاری ۸/۹)

۵۔ مؤمن کے لیے

سلیمان بن خالد نے کہا: یہ آیت "الا من تاب وآمن عمل صالحا فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات، جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک اعمال بجالائے خداوند اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔" (فرقان/۷۰) میں نے امام صادق کے سامنے تلاوت کی۔ امامؑ نے فرمایا: یہ آیت تمہارے بارے میں ہے۔ قیامت کے دن گناہ گار بندہ مومن کو لایا جائے گا۔ اس کا حساب کتاب کیا جائے گا۔ وہ اپنے سارے گناہوں کا اعتراف کرے گا۔ خداوند فرمائے گا: دنیا میں تمہارے ان گناہوں کو میں نے چھپایا۔ آج بھی معاف کردوں گا۔ پھر حکم آئے گا کہ اس کے سارے گناہوں کو نیک اعمال کے ثواب میں لکھ دو۔ اس کے نامہ اعمال کو محشر میں دیکھیں گے اور تعجب کریں گے کہ حتی ایک گناہ بھی اس میں نہیں ہے۔ کہیں گے: کیا اس بندے نے ایک بھی گناہ انجام نہیں دیا؟ یہ ہے اس آیت کا معنی۔ (بحارالانوار ۷/ ۲۸۸)

باب نمبر51

بچے کا دودھ پینا (رضاعت)

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ

مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلاتی ہیں۔ (بقرہ/ ۲۳۳)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اپنے بچے کو دودھ پلانے کے لیے، اچھی اور نیک عورتوں کا انتخاب کریں کہ ماں کے دودھ کا بچے پر بہت اثر پڑتا ہے۔ (وسائل الشیعہ، ۱۵/ ۱۸۹۔ تفسیر معین، ص ۳۷)

ا۔ پیامبرؐ کی شیر خوارگی

جب پیامبرؐ کی ولادت ہوئی، کچھ دن کے بعد جناب آمنہ کا دودھ ختم ہوگیا تھا۔ ابن شہر آشوب کہتا ہے: "جناب آمنہ کے بعد ثویبہ نے آنحضرتؐ کو دودھ پلایا اور اُس کے بعد حلیمہ سعدیہ نے آنحضرتؐ کو دودھ پلایا۔ پیامبرؐ کے چچا جناب حمزہ سید الشہداء اور پیامبرؐ نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے۔ اس لیے وہ اپنے چچا کے رضاعی بھائی ہیں۔"

پیامبرؐ کی ولادت کے سال مُضر علاقہ میں خشک سالی ہوگئی۔ وہاں کی عورتیں مکہ کی طرف آنے لگیں تا کہ بچوں کو گود لے کر اُن کی نگہداری کے بدلے میں کچھ اُجرت کے ساتھ گھر کا نظام چلاسکیں۔ اُن میں سے کسی بھی عورت نے حضورؐ کو نہ لیا۔ عبدالمطلب کسی دائی کی تلاش میں تھے۔ اُنہوں نے حلیمہ سعدیہ سے سوال کیا۔ تمہارا نام کیا ہے؟ کہا: میں بنی سعد سے ہوں میرا نام حلیمہ ہے۔

جناب عبدالمطلب نے فرمایا: تمہاری دو خوبیاں ہیں۔ سعادت مندی اور حلم و بُرباری جو تا ابد تمہاری عزت کا باعث ہے۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ اس بچے کی وجہ سے ہماری زندگی میں ایسی برکت آئی کہ سب گاؤں والے حیران تھے۔ اس بچے کی وجہ میرا دودھ زیادہ ہوگیا۔ لیکن وہ صرف ایک ہی طرف سے دودھ پیتے تھے اور دوسرا حصہ میرے دوسرے بیٹے کیلئے چھوڑ دیتے تھے۔

(منتہی الآمال ۱/ ۱۶)

۲۔ ابوالمعالی

آلپ ارسلان سلجوقی کی حکومت کے زمانہ میں ابوالمعالی رہا کرتے تھے۔ بادشاہ کے وزیر خواجہ نظام الملک نے اُن کیلئے ایک مدرسہ درس نظامی کے واسطے تعمیر کروایا۔

اُن کے والد شیخ ابومحمد عالم فاضل آدمی تھے۔ بہت نیک انسان تھے۔ وہ تصنیف و تالیف کے ذریعے گھر کا معاش چلاتے تھے۔ جب اُن کی بیوی حاملہ ہوئی۔ وہ اپنی بیوی کے کھانے اور اس کے حلال ہونے میں بہت احتیاط برتا کرتے تھے۔ اور اس بارے میں بہت تاکید کیا کرتے تھے۔ بچے کی ولادت کے بعد اس کی شیر خوارگی میں ان معاملات کا بہت خیال رکھتے تھے۔

ایک شیخ گھر آئے تو دیکھا کہ ہمسائے کی ایک عورت اُن کے بچے کو اپنا دودھ پلا رہی ہے۔ بہت غصہ ہوئے، ابوالمعالی کو اپنی گود میں لیا، بچے کے منہ میں انگلی ڈالی تاکہ جو کچھ پیا ہے وہ نکال دے۔

ابوالمعالی کہتے ہیں: علمی بحث و مباحثہ میں کبھی کبھار مجھ پر ایک سستی سی طاری ہو جاتی ہے اور کبھی کچھ فتور سا آجاتا ہے۔ یہ سبب شاید اس عورت کے دودھ کا اثر ہے جو میرے وجود میں باقی رہ گیا تھا۔ (روضات الجنات)

۳۔ نمرود

جناب عزرائیل حکم خداوند کے ساتھ اس بات پر مامور ہوئے کہ ایک کشتی جو ڈوب رہی تھی، اس میں سوار سب افراد کی جان قبض کرلیں۔ سوائے ایک عورت کے جس کا تازہ بچہ پیدا ہوا تھا۔ وہ عورت ٹوٹی کشتی کے ایک تختے کے ساتھ چپکی ہوئی تھی اور بچے کو اپنے سینے سے لگا رکھا تھا۔

وہ دونوں اس جگہ سے بچ گئے لیکن بعد میں حکم ہوا کہ ماں کی جان قبض کرلی جائے۔ اور بچے کو اس کے حال پر چھوڑ دیا گیا۔

امواج نے بچے کو ایک ساحل پر جا پھینکا۔ اس ساحل کی آب و ہوا بہت اچھی تھی۔ شیر خوار بچہ وہاں پڑا تھا کہ خداوند نے ایک شیرنی کو حکم دیا کہ وہ اُسے اپنا دودھ پلائے۔ بچہ شیرنی کا دودھ پی کر بڑا ہو گیا۔

لوگوں نے بچے کو دیکھا تو اپنے ساتھ لے گئے۔ وہ بچہ اُن کے ساتھ رہ کر پلا، بڑا ہوا۔ اور اُسی ملک کا بادشاہ بن گیا۔ خداوند نے اُسے بادشاہ بنایا لیکن اُس نے اس قدر مہربانی اور الطاف الٰہی کے بعد خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ وہ شخص نمرود تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا۔ (جامع النورین، ص ۱۰۴)

۴۔ امام حسین علیہ السلام

جب امام حسینؑ دنیا میں تشریف لائے تو بی بی فاطمہ سلام اللہ علیھا بیمار ہو گئیں۔ بی بی فاطمہؑ کا دودھ خشک ہو گیا۔ پیامبر خداؐ نے دودھ پلانے کیلئے کسی دایہ کی تلاش کیلئے فرمایا۔ لیکن کوئی خاتون ایسی نہ ملی۔ پیامبر اکرمؐ چند روز تک اپنی انگشت مبارک امام حسینؑ

کے دہان مبارک میں رکھتے تھے۔ جسے امام چوستے رہتے تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے چالیس دن تک اپنی زبان امام حسینؑ کے دہان مبارک میں دی جسے امام چوس کر بڑے ہوئے۔ (منتہی الآمال ۱/ ۲۸۲)

۵۔ بخت النصر

جب بخت النصر پیدا ہوا۔ اس کی ماں نے اسے ایک بت کے سامنے رکھ دیا جس کا نام نصر تھا۔ دوسرے بت بہت خوبصورت اور طلائی تھے لیکن یہ بت قابل توجہ نہ تھا۔ دوسرے دن آئی تاکہ دیکھے اس کا بیٹا کس حال میں ہے۔ دیکھا کہ ایک کتیا اُسے اپنا دودھ پلا رہی ہے۔ ساتھ ساتھ اُسے چاٹ بھی رہی ہے۔ اُس کی ماں نے اس بچے کا نام بخت النصر (نصر کا بیٹا) رکھ دیا۔

بخت النصر جب بادشاہت تک پہنچ گیا۔ ایک دن لشکر کشی کا ارادہ رکھتا تھا۔ اپنی ماں سے کہا آج میرے پاس مت آنا لیکن اُس کی ماں وہاں چلی گئی۔ اُس نے تلوار کے وار کے ساتھ اپنی ماں کو قتل کر دیا۔ پھر بیت المقدس پر حملہ کیا اور وہاں ستر ہزار لوگوں کا قتل عام کیا۔ ایسا دودھ ایسے انسان کے خمیر میں کیا کیا اثر دکھاتا ہے۔ (جامع النورین، ص ۱۰۵)

باب نمبر 52

رہبانیت (ترک دنیا)

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا

جنہوں نے رہبانیت کو شروع کیا تھا ہم نے اُن (عیسیٰ کے پیروکاروں) کو ایسا حکم نہ دیا تھا۔ اگرچہ اُن کا مقصد خدا کی خشنودی حاصل کرنا تھا لیکن اُنہوں نے خدا کے حق کا خیال نہ رکھا۔ (حدید/۲۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انما رهبانية أمتي الجهاد في سبيل الله.

بے شک میری اُمت کیلئے رہبانیت جہاد در راہ خدا ہے۔ (سفینۃ البحار ۱/۸۴۰)

۱۔ ہمبستری نہ کرنا

عثمان بن مظعون نے قسم کھائی کہ آئندہ ہرگز ہمبستری نہ کرے گا۔ اس کی بیوی جو کہ بہت خوبصورت تھی، بی بی عائشہ کے پاس آئی۔ بی بی نے پوچھا: تم نے بناؤ سنگار کیوں نہیں کیا؟ اس نے کہا: کس کے لیے کروں؟ کتنے ہی عرصے سے میرا شوہر میرے قریب نہیں آیا۔ موٹے کھدر کے کپڑے پہنتا ہے۔ اس نے دنیا کو ترک کر دیا ہے۔

پیامبرؐ جب گھر تشریف لائے تو بی بی عائشہ نے عثمان کے بارے حضورؐ کی خدمت میں عرض کی۔ پیامبر خداؐ یہ بات سنتے ہی فوراً اُٹھے اور مسجد میں چلے گئے۔ لوگوں سے کہا کہ مسجد میں جمع ہو جائیں۔ لوگ آ گئے تو حضورؐ منبر پر گئے، خدا کی حمد کے بعد فرمایا: میری اُمت میں سے کچھ لوگ نے کیوں پاکیزہ اور حلال چیزوں کو اپنے لیے حرام کر رکھا ہے؟ میں راتوں میں نیند کرتا ہوں، ہمبستری کرتا ہوں، افطار کرتا ہوں، ہمیشہ روزہ نہیں رکھتا ہوں۔ آج کے بعد سے اگر کوئی میری سنت پر عمل نہ کرے اور میرے طریقہ سے بیزاری کرے وہ مجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

کچھ لوگ اٹھے اور اُنہوں نے کہا: یارسول اللہ ہم نے قسم کھائی ہے۔ پیامبرؐ نے فرمایا: ایسی قسمیں باطل ہیں، ان کا کفارہ

بھی نہیں ہے۔ (عین الحیات، ص ۳۷۴۔ بحار الانوار ۷۰/۱۱۶)

۲۔ گھر میں مسجد

عثمان بن مظعون کا بیٹا فوت ہو گیا۔ وہ بہت محزون اور غم زدہ ہو گیا۔ کہیں آنا جانا چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ گھر کے ایک حصے کو مسجد بنالیا تا کہ عبادت بھی ادھر ہی کر لے۔ بات پیامبر اکرم تک پہنچی۔ پیامبرؐ نے اُسے بلوایا۔ جب وہ پیامبرؐ کی خدمت میں پہنچا تو حضورؐ نے فرمایا: اے عثمان! خداوند نے ہمارے لیے رہبانیت نہیں لکھی، ہمارے لیے رہبانیت خدا کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

(عین الحیات، ص ۳۷۴۔ بحار الانوار ۷۰/۱۱۶)

۳۔ عورت اور خوشبو سے دوری

سکین ابن اسحاق نخعی نے عورت، خوشبو اور لذیذ کھانے چھوڑ رکھے تھے۔ اس نے امام صادق علیہ السلام کو ایک خط لکھا تا کہ یہ جان سکے کہ کیا اُس کے کام ٹھیک ہیں یا نہیں۔ امامؑ نے جواب میں لکھا: عورتوں سے دوری کے بارے میں یہ ہے کہ تم جانتے ہو کہ نبی اکرمؐ کی کتنی بیویاں تھیں۔ جن کے ساتھ وہ زندگی گذارتے تھے۔ لذیذ کھانے چھوڑنے کے بارے میں یہ ہے کہ نبی اکرم بھی گوشت اور شہد تناول کیا کرتے تھے۔ (عین الحیات، ص ۳۷۳۔ فروع کافی ۵/۳۲۰)

۴۔ رہبانیت کا جذبہ

ابن مسعود کہتا ہے: پیامبر خداؐ کے ہمراہ ہم کہیں جا رہے تھے۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بنی اسرائیل نے رہبانیت کو کیوں اپنا پیشہ بنالیا تھا؟ میں نے عرض کی: خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: جناب عیسیٰؑ کے بعد طاغوت لوگ برسر کار آگئے۔ ہر جگہ ظلم کے بادل چھا گئے۔ جناب عیسیٰؑ کے پیروکاروں کو اُن طاغوتوں کے ہاتھوں تین مرتبہ شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اُن میں سے بہت سے مارے گئے، بہت کم لوگ باقی بچے۔

بس پھر اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ لوگوں سے دور غاروں میں بیابانوں میں چلے جائیں تا کہ اُن کی نسل باقی رہے اور وہ عبادت کریں۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''اُنہوں نے رہبانیت کو شروع کر دیا۔ ہم نے اُنہیں اس کا حکم نہ دیا تھا۔ اگرچہ اس میں وہ خشنودی خدا کا ارادہ رکھتے تھے لیکن اُنہوں نے خدا کے حق کا خیال نہیں رکھا۔ (حدید/۲۷)

(شروع میں اُن کا کام اچھا تھا لیکن بعد میں زیادہ روی کی وجہ سے اپنی حدود سے نکل گیا۔)

پھر حضورؐ نے فرمایا: میری اُمت کیلئے رہبانیت، ہجرت، جہاد، نماز، روزہ، حج وغیرہ ہے۔

(مجمع البیان، تفسیر آیت ۲۷ سورہ حدید)

۵۔ مجھ سے کوئی واسطہ نہیں

پیامبر خدا کی خدمت میں تین عورتیں آئیں اور ایک نے عرض کی: میرا شوہر گوشت نہیں کھاتا۔ دوسری نے کہا: میرا شوہر خوشبو نہیں لگاتا۔ تیسری نے کہا: میرا شوہر میرے قریب نہیں آتا۔

پیامبر خدا اٹھے اور گھر سے باہر چلے گئے۔ غصے کی حالت میں آپ کی عبا زمین پر لگ رہی تھی۔ آپ منبر پر گئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: کیا چیز باعث بنی ہے کہ میرے صحابہ میں سے کچھ گوشت نہیں کھاتے، خوشبو کا استعمال نہیں کرتے، اپنی عورتوں کے قریب نہیں جاتے؟ جبکہ میں گوشت بھی کھاتا ہوں، خوشبو بھی استعمال کرتا ہوں اور اپنی عورتوں کے قریب بھی جاتا ہوں۔ جو کوئی میری سنت کو ناپسند کرے اور اسے ترک کرے، اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔ (عین الحیات، ص ۲۷۲۔ فروع کافی ۵/۴۹۶)

باب نمبر 53

محدثات

خداوندتعالیٰ فرماتا ہے:

نیک عورتیں کفایت شعار ہیں۔ اللہ کی طرف سے حق دیے جانے کے باوجوداپنے شوہروں کی غیر موجودگی میں اُن کے حق اوراُن کے رازوں کی حفاظت کرتی ہیں۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

إعرفوا منازل الناس على قدر روايتهم عنا.

افراد کے مقام کواُن روایات سے پہچانوجووہ ہم سے نقل کرتے ہیں۔

ا۔خولہ بنت یسار

وہ اُن عورتوں میں شامل ہے جس نے پیامبر خداؐ سے دینی مسائل کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دوسروں کواس کی تعلیم دی ہے۔وہ پیامبر خداؐ کی خدمت میں آئی اورسوال کیا کہ یارسول اللہؐ عادت ماہیانہ میں میرے پاس صرف ایک ہی لباس ہے،اس دوران میرے لیے کیاحکم ہے؟

پیامبرؐ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ بعد میں اُسی لباس کودھوکر استعمال کرواوراُسی سے نمازاداکرو۔

پوچھا: کبھی اُس لباس کودھونے کے بعدبھی اُس میں خون نظرآتا ہے،اوراس کارنگ باقی رہ جاتا ہے۔

پیامبرؐ نے ارشادفرمایا: اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔اُسی لباس کے ساتھ نمازاداکرو۔(اسدالغابہ ۵/۴۴۷)

۲۔ربیع بنت مُعَوِّذانصاری

پیامبر خداؐ سے احادیث نقل کرنے والی عورتوں میں سے ایک ہیں۔وہ پیامبر خداؐ سے نقل کرتی ہیں: غزوہ بدر کے بعدصبح کے وقت پیامبر اکرمؐ میرے گھر میں تشریف لائے۔اورایک دری پر بیٹھ گئے۔عورتیں اورلڑکیاں اُن کے گردبیٹھ گئیں۔بدر میں اپنے مارے جانے والوں کے غم میں رونے لگیں۔اُن میں سے ایک عورت نے کہا: ہمارے درمیان پیامبر خداؐ موجودہیں،جویہ جانتے ہیں کہ آئندہ کیاہونے والا ہے۔پیامبرؐ نے فرمایا: بس کرو،اس قسم کی باتوں اورعمل سے بازرہو،جوباتیں پہلے کررہی تھی وہی کرو۔

(الاصابہ ۴/۳۰۱)

۳۔ ابن مسعود ثقفی کی بیوی زینب

زینب کہتی ہے کہ میں ایک سوال پوچھنے کیلئے پیامبر اکرمؐ کے گھر چلی گئی۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک اور عورت اس کا نام بھی زینب تھا وہ پیامبر خداؐ سے وہی سوال پوچھ رہی تھی جو میں پوچھنا چاہتی تھی۔ اس نے پوچھا: ہمارے گھر میں یتیم بچے ہیں۔ ہمارے وسائل اتنے نہیں ہیں کہ ہم اُن کے اخراجات پورے کرسکیں تو کیا ہم اپنا صدقہ اپنے شوہروں کو دے سکتی ہیں؟

پیامبر خداؐ نے فرمایا: جی ہاں بالکل ٹھیک ہے۔ اس کام میں ثواب ہے۔ صدقہ نکالنے کا اور اپنے رشتہ داروں کی مدد کرنے کا ثواب ہے۔ (اسد الغابہ ۵/ ۴۶۳)

۴۔ ام سنان اسلمی

وہ بہادر عورت تھی۔ محمد وآل محمد علیہم السلام سے محبت رکھنے والے میں سے تھی۔ فتح خیبر کے موقعہ پر مسلمانوں کے لشکر کے ہمراہ مدد کے لیے گئی تھی۔ پانی پہنچانے، زخمیوں کی دیکھ بھال کیلئے، لشکر کے وسائل کی حفاظت کیلئے وہاں گئی تھی۔

وہ کہتی ہے: پیامبر خداؐ کی خدمت میں گئی دین اسلام کو قبول کرنے کیلئے آپ کی بیعت کی۔ پیامبر خداؐ نے میرے ہاتھوں کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: تم عورتیں ایسا کیوں نہیں کرتیں کہ اپنے ناخنوں کو چھوٹا رکھو۔ (الاصابہ ۴/ ۴۶۲)

۵۔ ام سعد انصاری

وہ زید بن ثابت انصاری کی بیٹی تھی۔ وہ کہتی ہے: رسول خداؐ نے فرمایا: وضو کرنے کیلئے دس چھٹانک پانی اور غسل کیلئے تین کلو پانی کافی ہوگا۔ لیکن میرے بعد لوگ آئیں گے جو وضو اور غسل کیلئے اس مقدار پانی کو کافی نہ سمجھیں گے۔ وہ لوگ میری سنت کے خلاف عمل کریں گے۔ جبکہ دوسرے لوگ میری سنت کے مطابق عمل کریں گے۔ وہ میرے ہمراہ حظیرۃ القدس (بلند مقام و بہشت میں مقدس جگہ پر) ہوں گے۔ کیونکہ اہل بہشت کی سیرت یہی ہے۔ (اسد الغابہ ۵/ ۸۶)

باب نمبر 54

قبور ائمہؑ کی زیارت

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝

یہاں تک کہ وہ قبروں کو جادیکھیں گے۔(تکاثر/۲)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

من زارنا فی مماتنا فکانما زارنا فی حیاتنا۔

جس کسی نے ہماری شہادت کے بعد ہماری زیارت کی اس نے گویا ہماری حیات میں ہماری زیارت کی۔(بحار الانوار ۹۷/ ۱۲۴)

ا۔زیارت امیر المؤمنین علیہ السلام

امام صادق فرماتے ہیں: جو کوئی امیر المؤمنینؑ کی زیارت کرنا چاہے اور جناب کے حق کی معرفت رکھتا ہو۔لیکن کسی مجبوری کی وجہ سے زیارت کیلئے نہ آسکے۔خداوند تعالیٰ اُس کیلئے ایک لاکھ شہیدوں کا اجر لکھے گا،اس کے گذشتہ اور آئندہ کے گناہوں کو معاف کروے گا۔روز قیامت اُن لوگوں میں سے ہوگا جو اس وقت کی دہشت وخوف سے امان میں ہونگے۔اس کا حساب کتاب آسان ہوگا۔ملائکہ اس کا استقبال کریں گے۔

اور اگر زیارت کرنے کے بعد جب وہ زیارت سے واپس آئے گا تو اس کے گھر تک فرشتے اس کی ہمراہی کریں گے۔اگر بیمار ہو جائے تو فرشتے اس کی عیادت کو آئیں گے۔اگر مر جائے تو فرشتے اس کے تشیع جنازہ کیلئے آئیں گے۔اور اس کی قبر تک اس کے لیے طلب مغفرت کریں گے۔(مفاتیح الجنان،ص ۵۳۳)

جو کوئی میرے جد امیر المؤمنینؑ کی زیارت کرے۔اُن کے حق کی معرفت رکھتا ہو۔خداوند اس کے ہر قدم پر حج مقبول اور عمرہ مقبول لکھے گا۔(مفاتیح الجنان،ص ۵۳۴)

۲۔زیارت امام حسین علیہ السلام

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اے علی بن میمون! حسین علیہ السلام کی زیارت کرواور اسے ترک نہ کرو۔عرض کی: جو کوئی زیارت کرے اس کا اجر کیا ہے؟

فرمایا: اگر کوئی پیدل زیارت کرے خداوند اس کے ہر اس قدم پر جو وہ اس طرف کو بڑھائے گا، ایک نیکی لکھے گا اور ایک اس کا گناہ معاف کردے گا اور ایک درجہ عطا فرمائے گا۔ جب قبر تک پہنچے گا۔ خداوند دو فرشتوں اس کیلئے موکل بنائے گا۔ تا کہ اس کے منہ سے نکلنے والی ہر اچھی بات کو لکھ لیں۔ اور اگر وہ کوئی برائی انجام دے تو اسے نہ لکھیں۔ جب وہ زیارت کے سفر سے واپس جائے گا تو وہ فرشتے اس کو وداع کریں گے اور اس کے لیے کہیں گے:

اے خدا کے دوست! تم بخش دیے گئے ہو۔تم خدا اس کے رسولؐ اور اہلبیت رسولؐ کی حزب سے قرار دیے گئے ہو۔ خدا کی قسم تم ہرگز آتش (جہنم) کو نہ دیکھو گے، وہ تمہیں نہ دیکھے گی، اور تم اس کا نوالہ نہ بنو گے۔

(رحز المصیبہ ۱/۸۷۔کامل الزیارات، ص ۱۳۲)

۳۔امام حسن علیہ السلام

پیامبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی بقیع میں میرے بیٹے حسنؑ کی زیارت کرے۔ جس دن صراط پر قدم لرزان ہونگے، اس دن اس کے قدم وہاں ثابت رہیں گے۔

۴۔امام موسی بن جعفر علیہ السلام وامام جواد علیہ السلام

ابراہیم بن عقبہ کہتا ہے: امام ہادی علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا اور سوال کیا کہ کیا امام حسین علیہ السلام کی زیارت امام موسی بن جعفرؑ و امام محمد تقیؑ کی زیارت سے بہتر ہے؟

جواب میں امامؑ نے مرقوم فرمایا: حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی زیارت مقدم ہے جبکہ ان معصومینؑ کی زیارت جامع تر اور اس کا ثواب کثیر ہے۔ (مفاتیح الجنان، ص ۸۳۳)

۵۔امام رضا علیہ السلام 150

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: خراسان میں ایک بقعہ (قبر) ہے۔ جس پر کئی زمانے آئیں گے۔ وہ جگہ ملائکہ کی رفت و آمد کی جگہ بن جائے گی۔ پس مسلسل ملائکہ کے لشکر آسمان سے نازل ہونگے اور اسی طرح زمین سے ملائکہ کے لشکر واپس آسمان پر جائیں گے، یہاں تک کے صور پھونکا جائے۔

پوچھا گیا: یا فرزند رسول اللہ وہ قبر کونسی ہے؟ فرمایا: زمین طوس میں ہے۔ وہ ایک باغ ہے، جنت کے باغوں میں سے ایک۔ جو کوئی اس بقعہ میں میری زیارت کرے گا، ایسا ہے کہ جیسے اس نے رسول اللہؐ کی زیارت کی ہے۔ حق تعالیٰ اس زیارت کے سبب اس کے لیے ہزار حج مقبول کا ثواب لکھے گا۔ ہزار عمرہ مقبولہ کا ثواب لکھے گا۔ قیامت کے دن میں اور میرے اجداد اس کے شفیع ہونگے۔ (مفاتیح الجنان، ص ۸۶۵)

باب نمبر55

سجدہ

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ

سجدہ کی وجہ سے اُن کے چہروں پر نشان واضح ہیں۔(فتح/۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ما تقرب العبد الی اللہ سبحانہ بشیء افضل من سجود حقی۔

اگر کوئی بندہ سجدے سے زیادہ کسی چیز میں گریہ وزاری کرے وہ خدا کا تقرب حاصل نہ کر سکے گا۔

(محجۃ البیضاء ۱/۳۴۵)

ا۔جنت میں جانا

پیامبر خدا کسی کام میں معروف تھے کہ ایک آدمی قریب سے گذرا۔اس نے کہا: یارسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو اس کام میں میں مدد کروں؟ فرمایا: ٹھیک ہے یہ کام انجام دو۔جب اس کام سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا: تمہاری حاجت کیا ہے؟ عرض کی: جنت۔پیامبر خدا نے سر نیچے کر لیا اور کچھ دیر بعد سر اٹھا کر فرمایا: اے بندہ خدا جنت میں جانے کیلئے لمبے سجدے کرنے میں میری مدد کرو۔(الکافی ۳/۲۶۶)

۲۔تین عارف

عارف باللہ مرحوم آیت اللہ کشمیری عالمان ربانی کے سجدوں کے بارے میں کہتے ہیں: جب عارف کامل آخوند ملا حسین قلی ھمدانی (م ۱۳۱۱) وفات پا گئے تو ان کے گھر والوں سے پوچھا گیا کہ آپ نے آخوند سے کیا دیکھا؟ کہا: ہمیشہ سجدے میں ہوتے تھے۔

عارف باللہ جناب سید احمد کربلائی کا بیٹا حال احتضار میں تھا قریب الرگ تھا، چند ایک علما اس کے پاس بیٹھے تھے۔لیکن خود جناب احمد کربلائی اپنے گھر کے ملے خانے میں سجدے میں سر رکھے ہوئے تھے۔ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی خاص بات نہیں ہے۔

عارف ربانی جناب سید علی آقا قاضی بھی بہت سجدہ کیا کرتے تھے۔ایک دن میں اُن کے گھر ملاقات کیلئے گیا۔وہ سجدے

میں تھے۔ اُن کا سجدہ اتنا طویل ہو گیا کہ میں انتظار کر کے واپس آ گیا اور اُن سے نہ کہا۔ میں اُن کے سجدے میں مزاحم نہیں ہونا چاہتا تھا۔(روح وریحان، ص ۱۰۵)

۳۔ رب کا شکر

ہشام بن احمر کہتا ہے: امام کاظم علیہ السلام کے ہمراہ مدینہ سے باہر جا رہے تھا کہ امامؑ اپنی سواری سے اُترے اور سجدے میں چلے گئے۔ سجدہ بہت طویل ہو گیا۔ بہت دیر بعد جب امامؑ نے سر سجدے سے اٹھایا اور اپنی سواری پر سوار ہو گئے تو میں نے عرض کی: میں آپؑ کے قربان جاؤں، کتنا زیادہ طویل سجدہ کیا ہے۔ فرمایا: خداوند نے جو مجھے ایک نعمت دی تھی وہ یاد آ گئی تھی پس میں نے چاہا کہ سجدہ کے ذریعے رب کا شکر ادا کروں۔(الکافی ۲/ ۲۴۔ محجۃ البیضاء ا/ ۳۴۶)

۴۔ ہزار مرتبہ

محمد بن سلیمان کہتا ہے: مدینہ سے باہر امام کاظم علیہ السلام کی زمین پر امامؑ سے ملاقات کیلئے گیا۔ امام ظہر کی نماز ادا کرنے کیلئے اٹھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو سر سجدے میں رکھا تھوڑی دیر بعد میں نے دردناک آواز سنی، گریہ کی وجہ سے امامؑ گلوگیر آواز میں کہہ رہے تھے: ''رب عصیتک بلسانی۔۔۔''

پھر سجدے میں ہزار مرتبہ ''العفو'' کہا۔ اس کے بعد دائیں رخسار کو زمین پر رکھا اور محزون آواز میں کہا: ''گناہ کے ساتھ تمہاری طرف آیا ہوں، میں نے بہت برا کیا، مجھے معاف کر دے کہ صرف تم معاف کرنے والے ہو، اے میرے مولا!'' تین مرتبہ اس بات کو تکرار کیا۔ پھر بائیں طرف کے رخسار کو زمین پر رکھا اور تین بار کہا: ''بخش دے اُس کو جس نے برائی کی، گناہ کیا، گریہ و زاری کی اور اعتراف کیا۔ اس کے بعد سجدے سے سر اٹھالیا۔''(روشن راہ ا/ ۵۴۴۔ الکافی ۳/ ۳۲۶)

۵۔ تین ساجد

فضل بن شاذان، جو امام ہادیؑ اور امام عسکریؑ کا صحابی تھا(م۔ ۲۶۰) کہتا ہے: ''ایک دن ابن ابی عمیر کے پاس گیا اور دیکھا وہ سجدے میں تھا، اُس نے سجدے کو بہت طول دیا، جیسے ہی اس نے سجدے سے سر اٹھایا میں نے کہا: آپ نے سجدے کو کتنا طول دیا؟ کہا: اگر جمیل بن دراج'' جو امام صادق اور امام کاظمؑ کے صحابی تھے، امام رضاؑ کے دور میں فوت ہوا'' کا طولانی سجدہ دیکھتے تو کیا کہتے؟ میں ایک دن جمیل کے پاس چلا گیا وہ سجدے میں تھا، اتنا زیادہ اُس نے سجدے کو طول دیا کہ جب اُس نے سجدے سے سر اٹھایا تو میں نے اس کے طولانی سجدہ کرنے پر اعتراض کیا۔ اُس نے کہا: ''کیا حال ہوتا تمہارا اگر معروف بن خربوز'' جو امام باقرؑ اور امام صادقؑ کے صحابی تھے'' کا طولانی سجدہ دیکھتے؟''(پند تاریخ ۵/ ۲۱۹۔ وسائل الشیعہ ۴/ ۹۸۰)

باب نمبر 56

کم عقل

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرٰهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ

کم عقل اور بے وقوف لوگوں کے علاوہ کون ابراہیم کے آئین سے روگردانی کرے گا؟ (بقرہ/۱۳۰)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

مقارنة السفهاء تفسد الخلق

بے وقوف لوگوں کے قریب ہونے سے اخلاق خراب ہوجاتا ہے۔ (غرر الحکم ۱/۵۲۸)

۱۔ طالع (ستارہ)

ایک بے وقوف شخص کسی نجومی کے پاس گیا اور کہا: میرا ستارہ دیکھو۔ پوچھا: تمہارا ستارہ کیا ہے؟ تاکہ میں اس کے مطابق تمہارے حالات بتاؤں۔ کہا: تیس، یعنی بکرا۔

نجومی نے پوچھا: جو تم کہہ رہے ہو افلاک میں ایسا کوئی ستارہ یا برج نہیں ہے۔ کہا: میں نے دس سال پہلے ایک نجومی سے پوچھا تھا کہ میرا برج کیا ہے تو اس نے بتایا تھا کہ بکری کا بچہ ہے۔ اب دس سال بعد تو وہ بکرا بن گیا ہوگا۔ (لطائف طوائف، ص ۳۰۹)

۲۔ حرام مال سے صدقہ

عبدالملک بن مروان کے بیٹے بکار کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ نیم پاگل ہے واحمق ہے۔ کوفہ کے ایک اہم آدمی نے بتایا کہ میں اس کے ساتھ صحرا میں گیا۔ ہم ایک کسان کے پاس پہنچے، اس کے پاس بہت سارے انار تھے۔ زبردستی اس سے دس عدد انار کے دانے لیے۔ جب وہاں سے آگے گئے تو ایک فقیر ملا، وہ انار اس کو صدقہ کے طور پر دے دیے۔ میں بہت حیران ہوا اور پوچھا: وہ ظلم اور اب یہ صدقہ؟ بولا: گناہ ایک لکھا جاتا ہے اور صدقہ کی نیکی دس عدد لکھی جاتی ہے۔ دس میں سے اگر ایک کم کر دیا جائے تو باقی ثواب نو عدد رہ جائے گا۔ میں نے کہا: تم اس بات سے غافل ہو کہ حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ (لطائف طوائف، ص ۳۰۵)

۳۔ زقوم

زقوم کا لفظ، قرآن میں تین مرتبہ آیا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ صافات کی آیت نمبر ۶۲ میں قریش کے مشرکین تمسخراڑانے کے انداز میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں: ''زقوم کیا ہے؟ کسی کو کیا معلوم؟''

ایک افریقی وہاں تھا اُس نے کہا: ''ہماری زبان میں زقوم، مکھن اور کھجور کو کہتے ہیں۔''

ابوجہل جو نہایت بیوقوف اور احمق تھا، نے مذاق اڑاتے ہوئے اپنی کنیز کو آواز دی اور کہا: ''کچھ مکھن اور کھجور ہمارے لیے لاؤ تا کہ ہم زقوم کریں۔ یہ وہی چیز ہے جس سے محمدؐ ہمیں ڈراتا ہے۔''

زقوم لغت میں دھات اور پگھلا ہوا اور گرم سلور کے معنی میں ہے، جو جہنم میں گناہگاروں کے پیٹ میں ڈالا جاتا ہے۔

(داستانہا و پندہا ۵/۳۶۔ تفسیر قرطبی ۸/۵۹۷)

۴۔ ایک بیوقوف

جعفر بن سلیمان، عباسیوں کے پہلے خلیفہ سفاح کا چچازاد تھا۔ کوئی اُس کے پاس گیا اور کسی کے کفر پر گواہی دی کہ وہ خارجی، رافضی، ناصبی اور معتزلی ہے۔ علی بن خطاب، عثمان بن ابیطالب، ابا بکر بن عفان اور حجاج (جس نے کوفہ کو ابوسفیان کے سر پر تباہ کر دیا تھا) کو گالیاں دیتا ہے۔ جعفر نے کہا: میں نہیں جانتا تمہارے کونسے کمال کی حماقت پر حسد کروں؟ تمہارے انساب کے علم پر، ادیان یا مقالات کے متعلق علم پر؟ کہا: خداوند امیر کی اصلاح کرے، کتب خانے سے باہر نہیں آیا جب تک یہ سب علوم پڑھ نہیں لیے۔ (نوادر راغب، ص ۳۲۷)

۵۔ جاہلوں کا اجتماع

سنائی حدیقہ کی کتاب میں کہتا ہے: مصنف نے کہا: ایک دن میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک شخص کو گھیرے ہوئے ہیں اور اُس کو مار رہے ہیں اور سب کہہ رہے تھے: اس کو مار دینا چاہئے۔

اُن میں سے چند لوگ جو جہالت اور بیوقوفی میں مشہور تھے ان سے میں نے پوچھا: ''اس شخص نے کیا، کیا ہے؟''

سب نے کہا: ''ہم نہیں جانتے، لیکن اس کو مار دینا چاہئے۔'' سنائی نے یہ حکایت حدیقہ میں ص ۳۱۷ میں بیان کی ہے:

جرم او چیست ؟ گفت : بشنو نیک

من زجرمش خبر ندارم ، لیک

اس کا جرم کیا ہے؟ کہا: سنو بھئی میں اس کے جرم کے بارے میں نہیں جانتا لیکن ۔۔۔ (اسے مار دینا چاہیے)

(نوادر راغب، ص ۳۲۷)

باب نمبر 57

ممالک

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۙ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۙ

قسم اس مقدس شہر (مکہ) کی، جس میں تم ساکن ہو۔ (بلد/ ۲۔۱)

امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

سب سے برے شہر وہ ہیں جن کے لوگ اُس میں محفوظ نہ ہوں۔ (غرر الحکم ۲/ ۵۴۴)

ا۔ مدینہ

حسین مکاری کہتا ہے: بغداد کے شہر میں داخل ہوا۔ وہ زمانہ تھا جب امام جوادؑ بغداد میں تھے اور خلیفہ اُن کی بہت عزت کرتا تھا۔ میں نے خود سے کہا: حضرت جوادؑ کا جو مقام یہاں ہے، یہ لذیذ کھانے اور اتنی زیادہ عزت واحترام کے ہوتے ہوئے وہ کبھی مدینہ واپس نہیں جائیں گے۔ جیسے ہی یہ خیال میرے ذہن میں آیا، میں نے دیکھا جنابؑ نے اپنا سر جھکا لیا اور جب اوپر کیا تو اُن کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا، انہوں نے فرمایا: اے حسین! جو کی روٹی اور آدھا کوٹا ہوا نمک جو رسول خداؐ کے حرم میں ہے، میری نظر میں ان سب سے بہت بہتر ہے جو تم یہاں دیکھ رہے ہو۔ (منتہی الآمال ۲/ ۳۳۳)

۲۔ فارس (شیراز)

شاپور ذوالاکتاف (م ۳۷۹) رومیوں کا قیدی ہو گیا اور پھر بیمار ہو گیا۔ بادشاہ کی بیٹی اس کی عاشق ہو گئی تھی۔ اس نے پوچھا: اپنی بیماری سے شفا کیلئے کیا چاہتے ہو؟ بولا: دجلہ کے پانی کا شربت اور فارس سے ایک مٹھی مٹی جسے میں سونگھوں۔

لڑکی نے کسی کو بھیجا تاکہ وہ چیزیں لے کر آئے۔ کچھ دنوں بعد وہ لے آیا۔ وہ چیزیں شاپور کو دی گئیں۔ اس نے پانی سے ایک گھونٹ پیا اور مٹی کو سونگھا۔ اور یوں وہ صحت یاب ہو گیا۔ (نوادر راغب، ص ۳۹۵)

۳۔بصرہ

بصرہ شہر ۱۴ ہجری میں بنایا گیا۔ کچھ عرصہ امویوں کا دارالخلافہ رہا۔ امیر المومنینؑ نے والی بصرہ ابن عباس کو لکھا: جان لو کہ بصرہ شیطان کے نزول کی جگہ اور فتنوں کی کھیتی ہے۔

نہج البلاغہ میں بھی اہل بصرہ کی مذمت میں یوں آیا ہے کہ تم پر لعنت ہو کہ تم جلد خراب ہو جائے گے۔ تمہارے اندر عذاب اور دردی درد ہے۔ تمہارے لوگوں میں ہم اہلبیت کا بغض کا ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے بصرہ کی چھ اہم شخصیتوں کے نام خط لکھا، اُن میں سے ہر ایک قبیلہ کا سردار تھا، اُن میں سے ہر دنیا پرستی کی وجہ سے اور علاقائی تعصب کی وجہ سے امام کی مدد کو نہ پہنچے۔ صرف یزید بن مسعود کربلا کی طرف گیا۔ لیکن اس وقت تک امام حسین علیہ السلام شہید ہو چکے تھے۔ چند ایک لوگ جن میں یزید بن ضبیط بصری اپنے دو بیٹوں کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔

(فرہنگ عاشورا، ص ۷۸)

۴۔کربلا

کربلا وہ سرزمین ہے جہاں سے حضرت آدم علیہ السلام گذرے تو اُن کا پاؤں زمین پر زور سے لگا اور اُن کے پاؤں سے خون نکلنے لگا۔ حضرت آدمؑ کو بتایا گیا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ کی اولاد میں سے حسینؑ نام کا فرزند قتل کیا جائے گا۔

حضرت ابراہیمؑ اپنے گھوڑے کے ساتھ یہاں سے گذرے۔ زمین سے ٹکرائے اور سر پر چوٹ لگی۔ جناب ابراہیمؑ کو بتایا گیا کہ یہاں آپ کے فرزندان میں سے ایک کا خون بہایا جائے گا، وہ یہاں شہید کیے جائیں گے۔

حضرت نوحؑ کی کشتی جب اس سرزمین پر پہنچی تو کشتی لڑکھڑانے لگی۔ وجہ دریافت کی گئی تو بتایا گیا کہ یہاں حسین ابن علیؑ کے قتل ہونے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

حضرت اسماعیلؑ جب کربلا سے گذر رہے تھے تو اُن کی بھیڑ بکریوں نے پانی نہ پیا۔ وجہ دریافت کی گئی تو امام حسینؑ کی پیاس کا واقعہ بیان کیا گیا۔

پیامبر خداؐ نے اس سرزمین کو قریب سے دیکھا۔ جنگ صفین جاتے ہوئے امام علیؑ کربلا پہنچے تو فرمایا: یہ عاشقوں کے قتل کی جگہ ہے۔ (رمز المصیبۃ ۱/ ۵۳۔۶۷)

۵۔کوفہ

کوفہ سے مراد سرخ ریت والی جگہ ہے۔ یہ شہر گول شکل میں بنایا گیا تھا۔ بعض کے نزدیک قرآن پاک میں جو طور سینین کا ذکر آیا ہے وہ یہی جگہ ہے۔ کوفہ اُن چار شہروں میں سے ایک ہے جن کو شرف بخشا گیا۔

وہاں ایک درہم کا صدقہ کرنا سو درہم صدقہ کرنے کے برابر ہے۔ دو رکعت نماز سو رکعت کے برابر ہے۔ مسافر مسجد کوفہ میں پوری نماز پڑھ سکتا ہے۔ وہ جگہ پیامبروں کی نماز پڑھنے کی جگہ ہے، امام مہدیؑ کی نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔ ہزار پیامبر اور ہزار پیامبر۔ کے اوصیا نے یہاں نماز پڑھی ہے۔ مسجد الاقصیٰ سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ حضرت ابراہیم کا ستون بھی یہاں ہے۔ حضرت آدمؑ جن کی توبہ قبول ہوئی، اُن کا ستون ہفتم بھی یہاں ہے۔ پیامبر خداؐ نے معراج جاتے ہوئے یہاں نماز پڑھی۔ (مفاتیح الجنان، ص ۷۱۵)

باب نمبر 58

صفات خدا

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝

وہ وہ خدا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ حاکم واصلی مالک وہ ہے۔ ہر عیب سے منزہ ہے۔ وہ کسی سے ظلم نہیں کرتا۔ امن دینے والا اور ہر چیز کا محافظ ہے۔ ایسا قدرت مند ہے کہ جس کو شکست نہیں۔ اپنے نافذ ہونے والے ارادے کے ساتھ ہر چیز کی اصلاح کرتا ہے۔ ساری عظمتیں اسی کیلئے ہے۔ (حشر/۲۳)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

الحمد للہ . . . الذی لیس لصفتہ حد محدود و لا نعت موجود.

تمام تعریف اس خدا کیلئے ہے جس کی صفات کیلئے کوئی حد نہیں ہے۔ اس کی کامل تعریف وستائش نہیں کی جاسکتی ہے۔ (نہج البلاغہ، خ ا)

ا۔ رؤیت و تکلم

کچھ یہودی پیامبرؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کی: آپ خداوند سے بات (تکلم) کیوں نہیں کرتے؟ اور اس کی طرف دیکھتے نہیں؟ جب تک آپ موسیٰؑ کی طرح خدا سے بات نہ کریں گے اور اس کی طرف نہ دیکھیں گے ہم آپ پر ایمان نہ لائیں گے۔

پیامبرؐ نے فرمایا: موسیٰؑ نے ہرگز بھی خدا کو نہیں دیکھا۔ پھر سورہ شوریٰ کی آیت ۵۰ نازل ہوئی کہ یہ لوگ خدا کے ساتھ پیامبروں کے کس طرح کے رابطے کو بیان کرتے ہیں۔ "کسی انسان کے لیے شائستہ نہیں ہے کہ خدا اس کے ساتھ تکلم کرے۔ مگر یہ کہ وحی کے ذریعے، یا حجاب کے پردے سے، یا رسول کو بھیجتا ہے۔ وہ اپنے حکم سے جو کچھ چاہتا ہے وحی کرتا ہے۔ کیونکہ وہ بلند مرتبہ اور حکیم ہے۔ (تفسیر نمونہ ۲۰/ ۴۸۵)

۲۔ وہ سنتا ہے

قریش اور بنی ثقیف کے ایک طائفہ میں سے تین آدمی جن کے سر چھوٹے اور پیٹ بڑے تھے۔ ایک دن خانہ کعبہ کے پاس کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسروں سے کہا: کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ خدا ہماری باتیں سن رہا ہے؟

دوسرے نے کہا: آہستہ بولو، اگر اونچی آواز میں بولو گے تو سن لے گا۔ اگر ہم آہستہ آہستہ بات کریں گے تو نہیں سن سکتا۔

تیسرے نے کہا: میرا خیال ہے کہ اگر اونچی آواز کو وہ سن سکتا ہے تو آہستہ بولنے سے بھی وہ سن لے گا۔

(تفسیر نمونہ، ص ۲۵۲)

۳۔ عالم مطلق

بنی مازن کے ایک طائفہ سے ایک آدمی وارث پیامبر اکرمؐ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے محمدؐ! قیامت کس وقت آئے گی؟ نعمت کب زیادہ اور وافر ہوگی، تاکہ ہمارے شہر خشک سالی سے نجات حاصل کریں۔ میری بیوی جو کہ حاملہ ہے، کب بچہ پیدا کرے گی؟ میں یہ تو جانتا ہوں کہ کس جگہ پیدا ہوا ہوں لیکن آپؐ یہ بتائیں کہ کہاں مروں گا؟

خداوند تعالیٰ نے سورہ لقمان کی آیت ۳۴ نازل کی۔ "قیامت کے وقت سے آگاہی صرف خدا کے لیے ہے۔ وہ ہے جو بارش کو نازل کرتا ہے۔ ماں کے رحم میں جو کچھ ہے وہ جانتا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ کل اسے کیا ملے گا۔ کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا۔ خداوند عالم و آگاہ ہے۔ (تفسیر نمونہ ۷ / ۹۴)

۴۔ غضب پر رحمت کا غالب ہونا

ایک شخص پیامبر اکرمؐ کی خدمت میں آیا اور اسلام کو قبول کیا۔ پھر ایک دن پیامبرؐ سے سوال کرتا ہے کہ اگر اس نے کوئی بڑا گناہ کیا ہو تو کیا خداوند اس کی توبہ کو قبول کرے گا؟ پیامبرؐ نے فرمایا: خداوند تواب و رحیم ہے۔ تمہارا گناہ جتنا بھی بڑا ہو، خدا کی معافی اس سے بڑی ہے۔

اس نے عرض کی: جاہلیت کے زمانے میں سفر پر گیا تھا۔ جبکہ میری بیوی حاملہ تھی۔ میں چار سال بعد واپس آیا۔ گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا۔ پوچھا: یہ کون ہے؟ بولی: ہمسائیہ کی لڑکی ہے۔ لیکن میں نے دیکھا کہ وہ اپنے گھر نہیں جاتی۔ میرے اصرار کرنے پر مجھے اپنی بیوی سے معلوم ہوا کہ وہ میری ہی بیٹی ہے۔

اس رات میں غصہ کی حالت میں رہا۔ صبح اپنی بیٹی کو جگایا اور اپنے ساتھ باہر لے گیا۔ باغ میں ایک جگہ کھڈا کھودا۔ وہ بھی میرے ساتھ میری مدد کر رہی تھی۔ پھر میں نے اُسے کھڈے میں دھکا دے دیا۔

اس لمحے میں پیامبر اکرمؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر اس آدمی نے کہا: میں ایک ہاتھ سے اس کو دبا رہا تھا اور

دوسرے ہاتھ سے اس کے سر پر مٹی ڈال رہا تھا۔ وہ مجھے پکار رہی ہے۔ بابا جان کیا کر رہے ہو؟ کچھ مٹی میرے بالوں اور میرے چہرے پر گری۔ تو اس نے اپنے ہاتھوں سے میرے چہرے سے مٹی صاف کی۔ لیکن میں شقی قلب کے ساتھ اسے زندہ در گور کر دیا۔

پیامبر خدا بہت ناراض ہوئے اور مسلسل اپنے آنسو صاف کر رہے تھے اسی حالت میں فرمایا: اگر خدا کی رحمت اس کے غضب پر غالب نہ آگئی ہوتی تو وہ تم سے بہت جلد انتقام لیتا۔ (تفسیر نمونہ ۱۱ / ۲۷۲)

۵۔ پوشیدہ اور آشکار دنیا

کفار اور منافقین میں سے کچھ لوگ پیامبرؐ کے پیچھے نازیبا الفاظ کہتے تھے۔ جبرائیلؑ اُن کی باتیں پیامبر اکرمؐ تک پہنچاتے تھے۔ اُن میں سے کچھ ایک دوسرے سے کہتے: اپنی باتوں کو خفیہ طور پر کہا کرو تا کہ محمدؐ کا خدا نہ سن لے۔

خداوند کی طرف سے سورہ ملک کی آیت ۱۳ نازل ہوئی "چاہے خفیہ یا آشکار باتیں کرو، تمہارے سینوں میں جو کچھ ہے، وہ اس سے زیادہ آگاہ ہے۔ (تفسیر نمونہ ۲۴ / ۳۳۳)

باب نمبر 59

ظاہری شمائل

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ

خداوند نے اسے (طالوت کو) علم وجسم میں وسعت بخشی ہے۔ (بقرہ/ ۲۴۷)

امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

الجمال الظاهر حسن الصورة. الجمال الباطن حسن السريرة.

ظاہری خوبصورتی چہرے سے ہے اور باطنی خوبصورتی نیت سے ہے۔ (غرر الحکم ۱/ ۱۸۸)

۱۔ مال سے استفادہ

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: پیامبر اسلامؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے سر کے بال پریشان ہیں۔ اس کا لباس میلا ہے اور اس کی حالت دگرگون ہے۔

فرمایا: شخص کا حق ہے کہ وہ اپنے مال سے استفادہ کرے۔ (آلودہ اور میلا نہ ہے۔) (نمونہ معارف ۲/ ۲۶۹)

۲۔ بدشکل

ایک حکیم سے کسی نے کہا: تمہارا چہرہ کتنا بدصورت ہے!! اس نے جواب دیا: تیرا حسن تیرا اعمال کا نتیجہ نہیں ہے جس کی تم تعریف کرو۔ نہ ہی میری بدصورتی میرے اعمال کا نتیجہ ہے کہ جس کی تم برائی کرو۔ بلکہ یہ سب باری تعالیٰ کی صناعی ہے۔ بندہ اس میں بے بس ہے۔ جو کوئی بھی ایسی کسی صفت کی برائی کرے گا حقیقت میں وہ بنانے والے کی برائی کرتا ہے۔ (نوادر، ص ۲۷۷)

۳۔ پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیامبرؐ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہیں۔ آپ کا قد مبارک بلند تھا۔ نہ زیادہ بڑا نہ چھوٹا تھا۔ سر مبارک بھی بڑا تھا۔ (شیر کی طرح) موئے مبارک بھی سیدھے تھے۔ گنگرالے نہ تھے۔ آپؐ کے موئے مبارک کانوں کو ڈھانپے ہوئے نہ ہوتے تھے۔

چہرہ سفید، پیشانی کشادہ، ابرو باریک اور کمان مانند تھے۔ پیشانی پر ایک رگ نمایاں تھی۔ غصہ کی حالت میں وہ اُبھر جاتی اور واضح ہو جاتی تھی۔

ناک سیدھی اور لمبی تھی۔ دانت مبارک سفید اور مضبوط تھے۔ داڑھی گھنی تھی۔ گردن سیدھی اور کشیدہ تھی۔ اعضائے جسم مضبوط و معتدل تھے۔ چوڑا سینہ تھا۔ پیٹ سینے کے برابر تھا۔ کندھے اونچے، ہڈیاں مضبوط اور موٹی تھیں۔

سینے سے ناف تک کالے بالوں کی ایک باریک لائن تھی۔ سینے پر اور باقی بدن پر بال نہ تھے۔ ہاتھوں اور بازوؤں پر بال تھے۔ انگلیاں سیدھیں اور بڑی تھیں۔ پاؤں کے تلوے سیدھے نہ تھے بلکہ درمیان میں جگہ خالی تھی۔ (منتہی الامال ۱/۱۸)

۴۔ خدا کی پناہ

ابن ابی حفصہ (م ۱۸۲) پہلے درجے کا فصیح شاعر تھا۔ وہ انتہائی بدصورت تھا۔ ایک دن ابی نواس (م ۱۹۹) اہوازی شاعر سے اس کی ملاقات ہوئی۔ ابی نواس کا رنگ اُڑا ہوا اور پیلا ہو رہا تھا۔ ابن ابی حفصہ نے پوچھا: تمہارا رنگ پیلا کیوں پڑ رہا ہے؟

اس نے کہا: تمہیں دیکھ کر اپنے گناہوں کی یاد میں کھو گیا تھا۔ اس لیے میرا رنگ پیلا پڑ رہا ہے۔ ابن ابی حفصہ نے پوچھا: مجھے دیکھنے سے کس طرح تمہیں اپنے گناہ یاد آ گئے؟

وہ بولا: میں ڈر گیا کہ کہیں خداوند مجھے میرے گناہوں کی سزا نہ دے، اور مجھے تمہاری صورت کی طرح مسخ کر دے۔

(لطائف طوائف، ص ۳۱۷)

۵۔ یوسف آل محمد علیہم السلام

امام حسن علیہ السلام کا رنگ سرخ و سفید تھا۔ کالی اور بڑی بڑی آنکھیں تھیں۔ چہرہ مبارک کشادہ تھا۔ پیامبر اکرمؐ کی طرح سینے سے ناف تک سیاہ بالوں کی ایک باریک لائن تھی۔ داڑھی مبارک گھنی تھی۔ سر کے بال لمبے لمبے تھے۔

گردن سیدھی اور چاندی کی طرح چمک دار تھی۔ سر کی ہڈی مضبوط تھی۔ کندھے کشادہ اور مضبوط تھے۔ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔

سر کے بال سیدھے اور خوبصورت تھے۔ نہایت لطیف بدن مبارک تھا۔ سر سے سینے تک بالکل پیامبر اکرمؐ کی شباہت رکھتے تھے۔ (منتہی الامال ۱/۲۲۰)

باب نمبر 60

ظالمین

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

کتنی بری جگہ ہے ظالمین کی جگہ

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ظالم افراد کی تین نشانیاں ہیں۔ اپنے مافوق (ولایت رکھنے والے) کی نافرمانی کر کے اس پر ظلم کرتے ہیں۔ اپنے ماتحت پر تسلط قائم کر کے ظلم کرتے ہیں۔ دوسرے ظالموں کی مدد کر کے ظلم کرتے ہیں۔

ا۔ حجاج بن یوسف

حجاج کے بیس سالہ دور حکومت کے ظلم کی داستان کو تاریخ نے یوں لکھا ہے کہ سادات کو قتل کرنے اور بیس ہزار عورتوں کو قیدی بنانے، ایک لاکھ بیس ہزار مردوں کو قیدی بنانے کے بعد حجاج افسوس کیا کرتا تھا کہ کاش وہ کربلا میں ہوتا تا کہ امام حسینؑ کو قتل کرتا۔

اس کے پیٹ میں کیڑے پڑ گئے۔ حکیم نے کہا: ایک گوشت کے ٹکڑے کو دھاگے کے ساتھ باندھ کر اس کے پیٹ میں ڈالیں۔ جب ایسا کیا گیا، اس کے منہ کے راستے گوشت کا ایک ٹکڑا دھاگے کے ساتھ باندھ کر اس کے پیٹ میں اتارا گیا اور پھر نکالا گیا تو بہت سے کیڑے اس کے ساتھ چپکے ہوئے تھے۔

پھر اسے شدید سردی محسوس ہونے لگی۔ اس کے اطراف میں جتنی بھی آگ جلائی جاتی وہ گرم نہ ہو پاتا۔ سردی سے ٹھٹھرتا رہتا تھا۔ اس نے حسن بصری سے کہا: خدا سے یہ نہیں کہتا کہ مجھے عذاب نہ کرے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ جلد از جلد میری روح قبض کر لے۔ (داستانھا و پندھا ۲/ ۱۵۹)

۲۔ زید کا جنازہ

امام سجاد علیہ السلام کے فرزند جناب زید ماہ صفر ۱۲۱ ہجری میں شہید ہوئے۔ چالیس ہزار افراد نے اُن کی بیعت کی تھی۔ لیکن اُن کے بہت سے لوگ فرار کر گئے۔ عراق کے حاکم یوسف بن عمر ثقفی کے ساتھ جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں بہت کم لوگوں نے جناب زید کا ساتھ دیا۔

ایک تیراُن کے ماتھے پر لگا۔ کوفہ کے ایک گاؤں سے طبیب آیا اور اس نے تیر نکالا۔ لیکن جناب زید اسی زخم کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ ان کے جنازے کو ایک نہر کے کنارے پر گھاس ومٹی کے ساتھ دفنا دیا گیا۔ طبیب سے وعدہ لیا گیا کہ حکومت کو خبر نہ ہونے پائے۔

اگلی صبح طبیب یوسف بن عمر حاکم عراق کے پاس گیا اور سارا ماجرا بیان کر دیا۔ حاکم نے حکم دیا کہ زید کا جنازہ وہاں سے نکال کر لایا جائے۔ زید شہید کا سر بدن سے جدا کیا گیا اور ملک شام خلیفہ ہشام کیلئے بھیج دیا گیا۔

ہشام نے حکم دیا کہ زید کے جسد کو برہنہ کر دیا جائے اور کوفہ کے بازار میں تختہ دار پر لٹکا دیا جائے۔ چار سال بعد جب ہشام مر گیا اور اس کی جگہ ولید تخت سلطنت پر بیٹھا تو اس نے حکم دیا کہ زید کے جسد کو تختہ دار سے اتار کر جلا دیا جائے اور اس کی خاک کو نہر فرات میں بہا دیا جائے۔ (تتمۃ المنتہیٰ، ص۸۸۹)

۳۔ لشکر فرعون

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکے تھے، ان میں سے چند ایک نے کہا: ابھی ہم فرعون کے لشکر میں جائیں گے اور وہاں کے فائدے حاصل کریں گے۔ جب جناب موسیٰ قیام کریں گے تو پھر ان کی طرف چلے جائیں گے اور ان کے لشکر میں چلے جائیں گے۔

پھر اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔

جب جناب موسیٰ اور ان کی قوم فرعون سے فرار کر رہے تھے۔ یہ لوگ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر تیز تیز جناب موسیٰ کی طرف بھاگے لیکن کچھ دور سے گھوڑے اچانک خود ہی واپس مڑ گئے اور فرعون کے لشکر کے ساتھ مل گئے۔ اور پھر فرعون کے لشکر کے ساتھ ہی غرق ہو گئے۔ (شنیدنی ہائے تاریخ، ص۵۸)

۴۔ ظلم کی مدد

ابن ابی یعفور کہتا ہے: میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ ایک شخص شیعہ وہاں آیا اور کہا: ''اے میرے مولاؑ! ہم میں سے کچھ لوگ کبھی تنگدستی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اپنی معاشی زندگی کو چلانے کی خاطر ہم حکومتی کاموں میں شرکت کرتے ہیں، کبھی کو عمارت تعمیر کرتے ہیں، کبھی کوئی نہر نکالتے ہیں۔ کیا یہ کام جائز ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: مجھے پسند نہیں ہے کہ میں اُن کیلئے ایک گرہ بھی باندھوں۔ یا حتیٰ کسی بوری کا منہ بند کرنے کیلئے اس کے منہ پر دھاگا باندھوں۔۔۔۔۔ قیامت کے دن ظالموں کی مدد کرنے والے اور اُن کے دوست آگ کی جگہ پر ہوں گے۔ جب تک خداوند اُن کے بارے میں حکم کرے گا۔ (محجۃ البیضاء ۳/۲۵۵)

۵۔ منصور کا ظلم

عباسی خلفا میں سے منصور دوانیقی سب سے زیادہ ظالم وسفاک انسان تھا۔ بدنیت اور کج فکر انسان تھا۔ اس نے بہت سے زندان بنا رکھے تھے، فرزندان پیامبرؐ واہلبیتؑ کو گرفتار کر کے طوق ڈالتا زنجیروں سے باندھ دیتا اور قید کر دیا کرتا۔ ان میں سے کئی ایک کو ہزار ہزار کوڑے لگاتا تھا۔ جیسے موسیٰ بن عبداللہ محض کو بھی ہزار کوڑے لگائے۔

جب منصور ربذہ آیا۔ محمد دیباج کو اور بنی الحسنؑ کے بہت سے افراد کو گرفتار کرنے کے بعد وہیں کے قید خانے میں بند کر دیا۔ اس قید خانے کی چھت نہ تھی۔ تھوڑی دیر بعد خلیفہ نے محمد دیباج کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جب اسے وہاں پیش کیا گیا تو کچھ دیر بعد وہاں سے کوڑے مارے جانے کی آواز آنے لگی۔

پھر جب محمد دیباج کو واپس لایا گیا تو اس کا سفید چہرہ حبشیوں کی طرح سیاہ ہو چکا تھا۔ اس کی ایک آنکھ کوڑا لگنے کی وجہ سے اپنے حلقے سے نکل چکی تھی۔ کپڑوں پر کوڑے لگنے کی وجہ سے اس کے کپڑے خون سے لت پت تھے اور اس کے جسم کے یوں چپکے ہوئے تھے کہ الگ نہیں ہو رہے تھے۔ لباس کے ٹکڑے جسم سے الگ کرنے کیلئے روغن زیتون لگایا گیا۔ یوں اس کے لباس کے ٹکڑے جسم سے الگ کیے گئے۔ (تتمۃ المنتہیٰ، ص ۱۳۲)

باب نمبر 61

عالم ربانی

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

اس کے بندوں میں سے بے شک صرف علما خوف خدا رکھتے ہیں۔ (فاطر/ ۲۸)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

الناس ثلاثة: فعالم ربانی ومتعلم علی سبیل نجاة وهمج رعاع.

لوگ تین قسم کے ہیں: علما ربانی (خداشناس عارف)، وہ طالب علم جو راہ نجات پر ہیں اور پست لوگ۔

(غرر الحکم ۲/ ۱۶۶)

۱۔ سید احمد کربلائی

عارف کامل، جناب آیت اللہ سید احمد کربلائی (م ۱۳۳۲) عارف باللہ سید علی آقا قاضی کے استاد تھے۔ اُنہوں نے بتایا: ایک دن میں کسی جگہ آرام کر رہا تھا، مجھے کسی نے جگایا اور کہا: اگر اشھبد یہ نور کو دیکھنا چاہتے ہو تو جاگ جاؤ۔ جب میں اٹھا آنکھیں کھولیں، دیکھا کہ عالم کے مشرق و مغرب کو نور ہی نور نے گھیر رکھا ہے۔ مرحوم علامہ طباطبائی کہتے ہیں کہ یہ وہی تجلی نفس کا مرحلہ ہے جو اس طرح اور لامحدود نور کے مشاہدہ کی کیفیت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ (خزائن کشمیری، متن ۳۰)

۲۔ سید علی آقا قاضی

جناب آیت اللہ شیخ محمد تقی آملی (م ۱۳۵۰) ۱۳۴۰ھ میں نجف گئے اور درجہ اجتہاد حاصل کیا۔ اپنی زندگی کے بارے میں لکھتے ہیں: میں ایک لمبا عرصہ درس و تدریس سے تھک گیا تھا۔ میں اپنے اندر کوئی معنوی کمال نہیں پاتا تھا۔ ہمیشہ تھکا تھکا سا رہتا تھا۔ غمگین، پریشان اور اس فکر میں رہتا تھا کہ کسی انسان کامل سے ملاقات ہو جائے۔ ہر شخص میں تجسس کیا کرتا تھا۔ ایک دن امیر المومنینؑ کے حرم میں ایک شخص کو موٹے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا۔ اگرچہ وہ کامل نہ تھا لیکن مجھے اس کی باتیں اچھی لگتی تھیں۔ پھر میں ایک کامل شخص کی خدمت میں پہنچا، وہ تاریکیوں میں آفتاب کی مانند تھا۔ اس کے انفاس قدسیہ سے بہرمند ہونے لگا۔ شیخ محمد تقی سے کسی نے

پوچھا: وہ کامل شخص کون تھا؟ کہا: جناب الحاج سید علی آقا قاضی طباطبائی۔ (در جستجو استاد، ص ۹۱)

۳۔ میرزا جواد ملکی تبریزی

عارف باللہ ملکی تبریزی (م ۱۳۴۳) کہتے ہیں: میں نے ایک کتاب لکھی اور اس کے چھپنے سے پہلے مجھے معلوم ہوا کہ مرحوم فیض کاشانی بھی اس موضوع پر ایک کتاب لکھ چکے ہیں۔ میں شک و تردید میں تھا کہ کتاب چھپواؤں یا نہیں۔

مسئلے کے حل کیلئے میں امام علیہ السلام سے دریافت کرنے کا ارادہ کیا۔ امام علیہ السلام کو خواب میں دیکھنے کے احکامات پر عمل شروع کر دیا۔ میں نے روزہ رکھا اور امام صادق علیہ السلام سے متوسل ہوا۔ امام علیہ السلام کو خواب میں زیارت کی، اور پھر اپنا سوال دھرایا کہ کیا میری کتاب بہتر ہے یا جناب فیض کاشانی کی کتاب بہتر ہے؟

امامؑ خاموش ہو گئے۔ میں نے عرض کی: کیا سائل کو محروم رکھیں گے؟ امامؑ نے فرمایا: فیض کی کتاب بہتر ہے۔ میں نے اس خواب کے بعد اپنی کتاب کو ضائع کر دیا۔ (شیخ مناجاتیان، ص ۸۲۔ نور علم، ۱۷، ۱۳)

۴۔ میر فندرسکی

عالم باعمل میر داماد (م ۱۰۴۱) ایک دن منبر پر بے ہوش ہو گئے۔ ایک ہفتہ ان کا علاج ہوتا رہا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ شیخ بہائی ان کے گھر گئے۔ میر داماد کی نبض کو چیک کیا۔ شیخ نے کہا کہ کسی نے اس پر عمل کیا ہے۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ ایک آدمی میر داماد کے درس میں شرکت کرتا تھا۔ شاید اس نے کچھ کیا ہو، کیونکہ اس دن جب وہ درس سے اٹھ کر باہر گیا تھا۔ جونہی وہ باہر نکلا تھا، ویسے ہی میر داماد کی یہ حالت ہو گئی تھی۔ شیخ بہائی نے معلوم کیا گیا کہ وہ کون تھا۔ تو پتہ چلا کہ وہ عارف کامل میر فندرسکی ہیں۔ شیخ اُن کے پاس جاتے ہیں اور اس کام کی وجہ دریافت کرتے ہیں۔ میر فندرسکی نے بتایا کہ میں اس کی باتیں سنا کرتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ہر وقت عذاب الٰہی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو ناامید اور مایوس کر رہا ہے۔ میں نے چاہا کہ اسے رحمت خدا کی طرف متوجہ کروں۔

شیخ بہائی نے درخواست کی کہ اب مہربانی کریں اور اسے معاف کر دیں۔ میر فندرسکی نے کہا: جاؤ اس کے گھر چلے جاؤ، وہ ٹھیک ہو چکا ہے اور اٹھ کر بیٹھا ہوا ہے۔ (نشان بے نشان ھا ۲/ ۲۷)

۵۔ شیخ مرتضیٰ کشمیری

شیخ حسن علی نخودکی اصفہانی کہتے ہیں: جب میں نجف اشرف کے حوزہ علمیہ میں گیا۔ پہلے دن عالم عارف جناب سید مرتضیٰ کشمیری کی زیارت کیلئے ان کی رہائش گاہ مدرسہ بخارائی گیا۔ جمعہ کا دن تھا، مدرسہ کے صحن اور ہاسٹل میں کوئی بھی نہ تھا۔ میں ان کا کمرہ تلاش کرنے لگا۔ اچانک ایک بند کمرے سے میں نے آواز سنی۔ کوئی مجھے میرے نام سے بلا رہا تھا۔ میں اس کمرے کی طرف گیا۔ میری دستک سے پہلے ایک آدمی نے کمرے کا دروازہ کھولا اور بولا: اندر آجاؤ میں ہی کشمیری ہوں۔ (نشان بے نشان ھا ۱/ ۱۷)

باب نمبر 62

گوشہ نشینی

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَأْوٗا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ

جب تم اُن سے اور اُن چیزوں سے جن کو وہ خدا کے علاوہ عبادت کرتے ہیں، کنارہ گیری کرلو گے۔ اور غار میں پناہ حاصل کرو گے تو خدا اپنی رحمت کے دروازے تم پر کھول دے گا۔ (کھف/۱۶)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

من انفرد عن الناس انس باللہ سبحانہ۔

جو کوئی لوگوں سے دوری اختیار کرتا ہے وہ خدا کا مونس ہو جاتا ہے۔ (غررالحکم، ح ۸۶۴۴)

ا۔ تنہائی میں پرواز

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے پیامبروں میں سے ایک پر وحی کی کہ اگر تم چاہتے ہو کہ قیامت کے دن حظیرہ قدس پر مجھ سے ملاقات کرو تو دنیا میں اکیلے رہو، اجنبی رہو، غمزدہ رہو، لوگوں سے دور رہو۔ اس پرندے کی طرح جو تنہائی میں پرواز کرتا ہے۔ صحرا میں پرواز کرتا ہے۔ درختوں کی چھال کھاتا ہے، چشمہ سے پانی پیتا ہے۔ جب رات ہو جاتی ہے تو اکیلا ہی اپنے گھونسلے میں واپس آجاتا ہے۔ دوسرے پرندوں سے دور رہتا ہے۔ اپنے خدا سے مانوس ہے اور دوسرے پرندوں سے فراری ہے۔ (بحارالانوار ۷۰/۱۰۸)

۲۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ

پیامبر اکرمؐ نے فرمایا: ایک زمانہ آئے گا جب لوگوں میں سے کسی کا دین سالم نہ رہے گا۔ سوائے اُن لوگوں کے جو لومڑی کی طرح اپنے بچوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا چھپا دیتی ہے تا کہ وحشی درندے ان تک نہ پہنچ سکیں۔

پوچھا گیا کہ وہ کون سا زمانہ ہوگا؟ فرمایا: جب زندگی میں معاش سوائے خدا کی نافرمانی کے فراہم نہ ہوگا۔ اس زمانے میں

مجرد زندگی حلال و جائز ہو جائے گی۔ (التحصین، ص ۱۳)

۳۔ غار حرا

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں: پیامبر خداؐ سال میں چند مہینے غار حرا میں گذارتے تھے۔ صرف میں اُن سے ملاقات کیلئے جایا کرتا تھا۔ میرے علاوہ کوئی اُن سے ملاقات کیلئے نہ جاتا تھا۔ اس زمانے میں کسی گھر میں بھی اسلام نہ پہنچا تھا سوائے رسول خداؐ کے گھر میں۔ (نہج البلاغہ خ قاصعہ، ص ۱۹۲)

غار حرا مکہ سے چھ کلو میٹر دور پہاڑ کے جنوب میں واقع ہے۔ جب وہاں قیام کی مدت پوری ہو جاتی، آپ مکہ واپس آتے اور خانہ کعبہ کا طواف فرماتے۔ پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔ یہ سلسلہ بعث نبوت تک جاری رہا۔ جب اقراء باسم ربک الذی خلق کی آیات حضورؐ پر نازل ہوئیں۔ مصباح الشریعہ میں باب ۲۴ میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: کوئی پیامبر اور اُن کے وصی ایسے نہ تھے جنہوں نے زندگی کے اوقات میں سے کچھ وقت، یا ابتدا میں یا آخر میں گوشہ نشینی اختیار نہ کی ہو۔

۴۔ اصحاب کہف

اصحاب کہف زیادہ عمر کے لوگ تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں اُنہیں جوان کہا ہے۔ اس لیے کہ اُنہوں نے مردانہ وار دشمنوں کا مقابلہ کیا اور خدا پر ایمان لائے۔

اُنہوں نے اُفسوس شہر میں شرک و کفر دقیانوس ظلم کو دیکھا تھا۔ اُنہوں نے دیکھا کہ لوگوں کو بت کی پوجا کرنے پر حکم کیا جاتا ہے۔ ایک دوسرے سے کہتے: جس چیز کی وہ عبادت کرتے ہیں اس سے کنارہ کرلیں اور کسی غار میں پناہ حاصل کریں۔

احتمالاً اُن کی تعداد سات افراد تھی۔ آٹھواں اُن کا کتا تھا۔ وہ شکار کے بہانے بادشاہ کے کارندوں سے بھاگے تھے تاکہ بتوں کو سجدہ نہ کرنا پڑے۔ وہ فرار کر گئے اور راستے میں چرواہے کا کتا اُن کے ہمراہ ہولیا۔ رات کے وقت اُن کی غار میں چلا گیا۔ خداوند نے اُن کی گوشہ نشینی کو پسند کیا اور اُن پر نیند طاری کردی۔ ۳۰۹ سال بعد خداوند نے اُنہیں جگایا۔ جب وہ اپنے شہر واپس آئے۔ دیکھا کہ ہر جگہ لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ کا پرچم لگا ہوا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کو ہر جگہ پیامبر تسلیم کرلیا گیا تھا۔ (حیاۃ القلوب ۱/ ۴۶۶۔ ۴۷۴)

۵۔ گرجا گھر

کسی راہب سے کہا گیا: اے راہب!۔ اس نے کہا: میں راہب نہیں ہوں۔ بے شک راہب وہ ہے جو حق تعالیٰ کی عبادت کرے۔ اور اس کی نعمتوں پر اس کی حمد کرے اور مصیبتوں پر صبر کرے۔ خدا کی طرف فرار کرے اور گناہوں سے استغفار کرے۔

لیکن میں اُن کتے پکڑنے والوں کی طرح ہوں جس نے اس گرجا گھر میں اپنے آپ کو حبس کر رکھا ہے تاکہ لوگ اسے اذیت نہ کریں۔ اور وہ میرے شر سے محفوظ رہیں۔ (منتہی الامال ۲/ ۱۳۲)

باب نمبر 63

سزا

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا

فرمایا، جس کسی نے ظلم کیا ہے اُسے سزا دیں گے۔ پھر وہ اپنے خدا کی طرف واپس پلٹے گا۔ خدا اسے سخت سزا دے گا۔ (کہف/۸۷)

امام باقر علیہ السلام فرمایا: ما احد یظلم بمظلمة الا احده الله بها فی نفسه و ماله۔

کوئی ایسا نہیں ہے جو ظلم کرے اور خداوند اس کے ظلم کو خود اس کی طرف یا اس کے مال کی طرف نہ پلٹا دے۔ (عقاب الاعمال، ص ۶۲۲)

۱۔ حرملہ بن کامل

حرملہ نے کربلا میں بہت سے ظلم کیے۔ امام حسین علیہ السلام کے شیر خوار کو قتل کیا۔ عبداللہ بن حسن کو تیر مارا۔ امام حسین علیہ السلام کا سر اُٹھا کر پھرتا رہا۔

منہال کہتا ہے: امام سجادؑ کی خدمت میں گیا۔ امامؑ نے حرملہ کے بارے میں پوچھا۔ عرض کی: ابھی زندہ ہے۔ فرمایا: خدایا! آگ اور لوہے کی گرمی اُسے چکھا۔

منہال کہتا ہے: جب میں کوفہ پہنچا اور مختار کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ کسی کے انتظار میں ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ حرملہ گرفتار ہو گیا ہے۔ مختار نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ پھر اس کے پاؤں کاٹ ڈالے اور پھر اُسے آگ میں ڈال دیا گیا۔ (بحارالانوار ۴۵ / ۳۳۲ تا ۳۷۵)

۲۔ حارث بن نعمان

وہ کینہ رکھنے والا شخص تھا۔ پیامبر اکرمؐ کے پاس آیا اور بولا: اے محمدؐ! تم نے ہمیں خدا کی واحدانیت اور اپنی رسالت کا کہا ہم

نے مان لیا۔تم نے نماز و حج کا حکم دیا وہ بھی قبول کرلیا۔اب تم اپنے چچا کے بیٹے کا ہاتھ بلند کرکے اُسے ہم پر برتری دے رہے ہو۔اور ساتھ یہ بھی کہتے ہو کہ جس کا میں مولا ہوں یہ علی بھی اس کا مولا ہے۔کیا یہ کام تم اپنی طرف سے کررہے ہو؟

پیامبر خدا نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔یہ کام میں نے خدا کے حکم سے کیا ہے۔حارث نے پیامبر کی طرف سے منہ پھیر لیا اور بولا: خدایا! اگر محمد کی بات ٹھیک ہے تو آسمان سے میرے اوپر ایک پتھر گرادے، یا دردناک عذاب مجھ پر نازل فرما۔ابھی وہ اپنی سواری تک نہ پہنچا تھا کہ آسمان سے ایک پتھر گرا اور بالکل اس کے سر کے درمیان میں لگا۔وہیں اسی وقت وہ ہلاک ہوگیا۔پھر سورہ معارج کی آیت ا۔۲ نازل ہوئی۔سأل سائل بعذاب واقع، للکافرین لیس لہ دافع۔تقاضہ کرنے والے نے عذاب کا تقاضہ کیا جو کہ واقع ہوگیا۔یہ عذاب کافروں کے لیے مخصوص ہے۔اور کوئی بھی اس کو روک نہیں سکتا۔(الغدیر ۱/۲۳۹)

۳۔فرعون

جناب موسیٰ نے فرعون سے کہا: اگر تم ایمان لے آؤ تو تمہاری بادشاہت اپنی جگہ باقی رہے گی۔تمہاری جوانی بھی واپس آجائے گی۔اس کے وزیر نے کہا: یہ آدمی جادوگر ہے۔اگر یہ لوگ ایک دن صرف تمہاری عبادت کریں تو پوری دنیا کی حکومت سے زیادہ بہتر ہے، اس کے علاوہ میں تمہارے بالوں کو رنگ کروادوں گا۔جس سے تم جوان ہوجاؤ گے۔

فرعون کی طرف سے خدا کے دعوے پر خدا کی طرف سے دی گئی مہلت جب ختم ہوگئی۔دریا نے راستہ دیا، جناب موسیٰ اور ان کی قوم وہاں سے پار کرگئی لیکن فرعون اور اس کے ساتھی پیچھا کرتے ہوئے اس میں غرق ہوگئے۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا: اس سے پہلے، تم نے معصیت کی اور تم فساد کرنے والوں میں سے تھے۔بس آج تمہارے بدن کو پانی پر چھوڑ دیں گے۔تاکہ بعد والوں کیلئے نشانہ عبرت ہو۔(یونس/۹۲)

فرعون کے مرنے کے بعد اس کا جسد پانی پر آگیا اور اس منظر کو سب نے دیکھا۔

امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام سقر ہے اس کا عذاب اتنا سخت ہے کہ اس کی نہایت نہیں ہے۔اس میں سات صندوق ہیں، عذاب کیلئے پانچ افراد پہلے والوں میں سے (قابیل، نمرود، فرعون، یہودا، جس نے یہودا کو گمراہ کیا۔اور بولس۔جس نے عیسائیوں کو گمراہ کیا۔) اور دو افراد اس اُمت سے ہونگے۔(کیفر کردار ۱/۱۰)

۴۔عمر سعد اور اس کا بیٹا

کربلا میں یزید کے لشکر کا سربراہ عمر سعد تھا۔مختار نے ابوعمر کو بھیجا کہ اسے بلا کر لائے۔جب ابوعمر پہنچا تو اس نے کہا: مختار کا حکم مان لے۔عمر سعد اٹھا لیکن ڈر کی وجہ سے اپنے کپڑوں پر پاؤں رکھ دیا اور پاؤں لڑکھڑا گئے۔ابوعمر نے سمجھا وہ حملہ کرنے لگا ہے لہٰذا ابوعمر نے اس پر حملہ کردیا اور اس کا سر کاٹ کر مختار کے پاس لے آیا۔مختار نے عمر سعد کے بیٹے حفص سے پوچھا کیا تم اس سر کو پہچانتے

ہو؟ اس نے جواب دیا کہ اس کے بعد سے اس کی مجھے کوئی خبر نہیں ہے۔ مختار نے کہا: اسے بھی اس کے باپ کے ساتھ ملحق کردو۔ کسی نے کہا: عمر سعد اور اس کا بیٹا حسینؑ اور علی اکبر کا بدلہ ہیں۔ مختار نے کہا: اگر میں قریش سے تین چوتھائی لوگوں کو قتل کردوں تو وہ بھی حسینؑ کی ایک انگشت کے برابر نہیں ہوسکتا۔ (قصہ کربلا، ص ۶۵۳)

۵۔ عقبہ

ابولہب کے بیٹوں میں سے ایک عقبہ تھا۔ وہ پیامبر اکرمؐ کو بہت تنگ کیا کرتا تھا۔ جب سورہ والنجم نازل ہوئی تو کہنے لگا میں اس سورت کو قبول نہیں کرتا۔ معراج النبیؐ کو بھی قبول نہیں کرتا تھا۔ پیامبر خداؐ نے اس پر نفرین کی: خدایا! اپنے حیوانات میں سے کسی کو اس پر مسلط کرو۔

کچھ ہی وقت بعد جب وہ کسی تجارتی قافلے کے ہمراہ شام جارہا تھا۔ راستے میں ایک شیر نے اُن پر حملہ کردیا۔ عقبہ نے جب شیر کو دیکھا تو کانپنے لگا۔ لوگوں نے پوچھا اتنا کانپ کیوں رہے ہو؟ بولا کے پیامبرؐ نے مجھے نفرین کی تھی اور وہ ایک سچا انسان ہے۔

لوگوں نے اُسے تجارتی مال کے اندر چھپادیا تاکہ محفوظ ہوجائے۔ شیر نے کسی کو کچھ نہ کہا سیدھا اس تجارتی مال کے اوپر چڑھ گیا۔ اپنے پنجے مار مار کر اسے ہلاک کردیا۔ (شرح تجرید، ص ۴۹۸)

باب نمبر 64

علم باطن

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

آدم کو سارے اسما کا علم سکھادیا۔(بقرہ/۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان من العلم کهيئة المکنون لا يعلمها الا العلماء بالله فاذا انطقوا بالله لا ينکره الا اهل الاعتزار بالله عزوجل.

بے شک کچھ علم مخفی ہے۔ سوائے الٰہی علما کے کوئی ان سے آگاہ نہیں ہے۔ جب وہ الٰہی امور کے بارے میں لب کشائی کرتے ہیں تو سوائے خدا کے عاشق اور فریفتہ افراد کے اُن کی بات پر کوئی اور شخص بات نہیں کرسکتا۔(محجۃ البیضاء ا/ ۶۲)

۱۔ بچے کو شہد

غزالی احیاء العلوم میں کہتا ہے: ایک دن پیامبرؐ اسرار الٰہی اور توحید حذیفہ کیلئے بیان فرمارہے تھے۔ ایک اور شخص وہاں آگیا تو پیامبر اکرمؐ خاموش ہوگئے۔ اس نے کہا: یارسول اللہ آپؐ جو بیان فرمارہے تھے۔ وہ جاری رکھیں۔ پیامبرؐ نے فرمایا: ان العسل يضر الرضيع۔ دودھ پینے والے بچے کیلئے شہد نقصان دہ ہوتا ہے۔(بحر المعارف ۲/ ۲۱۳)

۲۔ سلمان علما میں سے

امام باقرؑ نے فرمایا: ''ایک عید کے دن، امام علیؑ نے تقیہ کو یاد کیا اور فرمایا: خدا کی قسم! اگر ابوذر کو معلوم ہوتا جو سلمان کے دل ہے، ضرور اُس کو ماردیتا جبکہ رسول خداؐ نے اُن کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا تھا۔''

پھر دوسرے لوگوں سے کیا توقع رکھتے ہو؟ بے شک علماء (امام) کا علم مشکل اور ناقابل برداشت ہے اور مقرب فرشتے، یا پیامبر مرسل، یا وہ مومن بندہ جس کے دل کو ایمان سے خدا نے آزمایا ہو، کے علاوہ کوئی برداشت نہیں کرسکتا۔ اسی وجہ سے سلمان کا

شمار علما میں اور ہمارے خاندان کے ایک فرد کے طور پر ہو گیا۔" (بحر المعارف ۲/۲۱۶۔ بصائر الدرجات، ص ۲۵)

۳۔ کئی معانی

امام صادق نے پیامبر اکرم کا امام علیؑ کو کندھے پر اٹھا کر کعبہ کے بتوں کو توڑنے کا واقعہ محمد بن حرب کے سامنے بیان کیا۔ اس واقعہ کے کئی معانی کئی رخ بیان کیے۔ پھر بھی محمد بن حرب کہتا ہے کہ میں نے عرض کی: اس کے علاوہ بھی اگر اس کے کچھ معانی ہیں تو بیان فرمایئے۔

امامؑ نے فرمایا: تو صرف زیادہ کے چکر میں ہو۔ امامؑ نے مزید بھی کئی رخ اور کئی معانی بیان فرمائے۔ پھر فرمایا: اگر اس بارے میں اور بھی معانی تمہیں بتادوں تو بے شک تم کہو گے کہ جعفر بن محمد دیوانہ ہیں۔ تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے جتنا تم نے سن لیا ہے۔ (معانی الاخبار، ص ۳۵۲)

۴۔ ہمدرد ڈاکٹر

حضرت عیسیٰ نے فرمایا: اے صاحب حکمت! ڈاکٹر، طبیب کی طرح ہمدرد ہو۔ وہ دوائی اس جگہ دیتا ہے جہاں اس کا فائدہ ہو۔ اور جہاں نقصان دہ ہو وہاں منع کر دیتا ہے۔ پس حکمت نااہل افراد کو تعلیم مت دو۔ (معانی الاخبار، ص ۲۱۸)

۵۔ مخفی راز

ذوالنون مصری کہتا ہے: ایک سیاہ چہرے والے شخص کو دیکھا کہ کعبہ کے گرد چکر لگا رہا ہے اور مسلسل کہہ رہا ہے کہ تو ہی تو ہی تو۔ اس کے علاوہ کچھ اور نہیں کہہ رہا تھا۔

میں نے پوچھا: اے بندہ خدا، اس جملہ سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

بولا: دوستوں کے درمیان راز ہیں۔ کوئی تحریر یا بیان اس کی وضاحت نہیں کر سکتا۔ میں اس کا مشتاق ہوں۔ اور اس کے بدلے میں کسی اور کو قبول نہیں کروں گا۔ یہ وہ مخفی راز ہیں کہ میں اس کے ساتھ ہم راز ہوں۔ (معانی الاخبار، ص ۲۱۸)

باب نمبر 65

علم و دین برائے دنیا

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ۝

اُن کیلئے پڑھو اس کی داستان جس پر ہم نے اپنی آیات نازل کیں لیکن اس نے اپنے آپ کو ان سے خالی کر لیا اور شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا۔ (اعراف/۱۷۵)

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

من طلب العلم ليباهي به العلماء او يماري به السفهاء او يصرف به وجوه الناس اليه فليتبوء مقعده من النار.

جو کوئی علم حاصل کرے اس لیے کہ علما کے سامنے فخر و مباہات کرے، یا بے وقوف افراد، کم عقل افراد کے سامنے مجادلہ کرے۔ یا اس لیے کہ لوگوں کو اپنی طرف بلائے۔ اس کا ٹھکانہ آگ ہے۔

(محجۃ البیضاء ۱/۱۲۷)

ا۔ سور کی شکل

ایک شخص حضرت موسیٰ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ پھر جہاں کہیں جایا کرتا تھا۔ کہتا تھا کہ موسیٰ صفی اللہ یوں فرماتے ہیں، موسیٰ نجی اللہ یوں فرماتے ہیں، موسیٰ کلیم اللہ یوں فرماتے ہیں۔ اس کے ذریعے سے وہ بہت مالدار اور دولت مند ہو گیا۔

پھر حضرت موسیٰ نے کچھ عرصہ اسے نہ دیکھا۔ اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔ ایک دن ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کی باطنی شکل سور جیسی ہے۔ اس کی گردن میں رسی بندھی ہوئی ہے۔ حضرت موسیٰ کو بتایا گیا: جو شخص پہلے آپ کی خدمت کیا کرتا تھا، اب سور کی شکل میں بدل دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ نے کہا: میں نے عرض کی: میں اس کے سور بننے کی وجہ جاننا چاہتا ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنی پہلی حالت میں واپس آجائے۔ خداوند نے فرمایا: اگر تم مجھے سارے انبیا کا واسطہ بھی دو۔ تب بھی تمہاری دعا مستجاب نہ ہوگی۔ کیونکہ اس

نے اپنے دین کو دنیا کیلئے سرمایہ بنالیا ہے۔(احیاء العلوم ۱/ ۵۔بحر المعارف ۳/ ۲۱/۷)

۲۔شعرا سے کون مراد ہے؟

امام باقر علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: شعرا کو جاہل و گمراہ لوگ پیروی کرتے ہیں۔(شعرا/ ۲۲۴) فرمایا: کیا کبھی کسی ایسے شاعر کو دیکھا ہے جس کی پیروی کی جاتی ہو؟ اس آیت میں شاعر سے مراد وہ لوگ ہیں جو دین کا درس غیر خدا کیلئے پڑھتے ہیں۔جس کے نتیجہ میں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔(معانی الاخبار، ص ۳۸۵)

۳۔سب شکاری ہیں

ابن جوزی اپنی کتاب میں لکھتا ہے: شیریں دہن اور خوبصورت ظاہر والے واعظ نے ایک امیر کو نصیحت کی۔ پھر جب وہ واعظ چلا گیا۔امیر نے اس کے لیے بہت سی رقم بھیجی، جسے واعظ نے قبول کر لیا۔

جب امیر کا نمائندہ واپس امیر کے پاس پہنچا اور واعظ کی طرف سے رقم کو قبول کر لینے کی خبر دی تو امیر بولا: کلنا صیاد ولکن الشباک تختلف۔ہم سب شکاری ہیں لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ جال کس طرح کا اور کب پھینکیں۔(اذکیاء ابن جوزی، ص ۴۱)

۴۔ابوہریرہ

ابوہریرہ آٹھ ہجری کو مسلمان ہوا۔صرف دو سال پیامبر اکرمؐ کی حیات مبارک کو دیکھ سکا۔جبکہ اس نے ۵۳۷۴ احادیث پیامبرؐ سے نقل کی ہیں۔

وہ جنگ صفین کے دوران کھانے کے وقت معاویہ کے دسترخوان پر بیٹھتا تھا۔نماز کے وقت امیر المومنینؑ کے ساتھ نماز ادا کرتا تھا۔جنگ میں تیزی کے وقت قریبی پہاڑوں کی طرف نکل جاتا تھا۔

اس نے معاویہ سے رقم وصول کرنے کے لیے کئی ایک احادیث کو لکھا۔معاویہ بہت سے صحابہ اور تابعین کو انعام واکرام سے نوازتا تھا۔اور اس ذریعے سے وہ ان سے چاہتا تھا کہ لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کریں۔

امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ ابوہریرہ نے رسولخداؐ کی نسبت سب سے زیادہ جھوٹ بولا ہے۔امیر المومنینؑ کے خلاف ایک حدیث جعل کرنے پر معاویہ نے اسے بہت بڑی رقم انعام میں دی، ساتھ ہی مدینہ کی حکومت بھی عطا کی۔

(پیغمبر و یاران ۱/ ۱۵۴ تا ۱۵۶)

۵۔حیرت کرنے والے

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: دنیا ایک پتھر کی مانند ہے جو نہر کے کنارہ پر رکھا ہے۔نہ وہ خود پانی پیتا ہے اور نہ ہی کھیتوں تک پانی

پہنچ دیتا ہے۔ ایسی خوبصورت چیز کی مانند ہے جس کے باہر سے گل کاری کی گئی ہے لیکن اس کے اندر گندگی ہی گندگی ہے۔ قبرستان کی مانند ہے جس کا ظاہر آباد ہے اور اس کا باطن مردوں کی ہڈیوں سے پر ہے۔

کب تک رات کے مسافروں کو راستے کے بارے میں بتاتے رہو گے؟ جبکہ خود حیرت کرنے والوں کے ساتھ رہ رہے ہو۔ (راہ روشن ۱/ ۲۳۲ تا ۲۳۸)

باب نمبر 66

بلندی ہمت

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾

اے گروہ جن وانس! اگر آسمانوں وزمین کی سرحدوں سے گذر سکتے ہو تو گذر جاؤ۔ تم نہیں کر سکتے لیکن سلطان (مافوق طاقت) کے ساتھ۔ (الرحمن/ ۳۳)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

قدر الرجل علی قدر همته.

ہر کسی کی قدر و اہمیت اس کی ہمت کے مطابق ہے۔ (تفسیر معین، ص ۴۰۴۔ بحار الانوار ۷۰/ ۴)

۱۔ پرواز کی بلندی

ایک دن کسی نے پیامبر اکرمؐ سے سوال کیا: یا رسول اللہ! فضا میں پرواز کرنے والے دو کبوتروں میں سے کونسا آپ کی نظر میں آپؐ کے نزدیک محبوب ہے؟ پیامبرؐ نے فرمایا: وہ جو زیادہ اوپر گیا ہو۔ جس نے اپنے آپ کو پرواز کی بلندی کے قریب کرلیا ہو۔

(منہاج الدموع، ص ۶)

۲۔ لوہار

ایک آدمی امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی: میں غریب ہوں، فقیر ہوں، میری درخواست ہے کہ آپؑ حکم دیں جس پر عمل ہو اور میں فقر و غربت سے نجات حاصل کروں۔ امامؑ نے اسے کچھ رقم دی اور فرمایا: کپڑے کا پیشہ اختیار کرو۔ وہ گیا اور اس نے لوہار کا پیشہ اختیار کرلیا۔ اس کے ساتھ اس کی معاشی حالت بھی اچھی ہوگئی۔ پھر امامؑ کی خدمت میں آیا اور پیشے کی تبدیلی کے بارے میں سارا واقعہ بیان کیا۔ امامؑ نے فرمایا: خداوند کی مشیت یہ تھی کہ تم کسی کام میں مشغول ہو جاؤ اور اس کے ذریعے فقر سے نجات حاصل کرو۔ تم نے کیونکہ مشقت والا کام انتخاب کیا لہٰذا خداوند نے اس کے وسیلہ سے تمہارا فقر دور فرمادیا۔ (منہاج الدموع، ص ۷)

۳۔ اے کاش

پیامبر خداؐ سفر پر جا رہے تھے راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ کی دعوت کی۔ آپؐ نے اس کی دعوت کو قبول کرلیا۔ اس نے حضورؐ کی بہت اچھی پذیرائی کی۔ انتہائی ادب واحترام کے ساتھ خاطر مدارت کی۔ وہاں سے چلتے ہوئے پیامبر خداؐ نے فرمایا: اگر مجھ سے کوئی حاجت ہے تو بتاؤ میں خداوند سے درخواست کروں گا۔ خداوند تمہیں تمہاری آرزو پوری کردے گا۔

اس نے عرض کی: خداوند سے چاہیں کہ مجھے ایک اونٹ عطا فرمادے جس پر میں اپنے اسباب اور زندگی کی ضروری اشیاء حمل کرسکوں۔ اور چند ایک بھیڑ بکریاں عطا فرمادے جن کے دودھ سے استفادہ کرسکوں۔ پیامبر خداؐ نے اس کی حاجت کیلئے خداوند سے دعا کی اور صحابہ سے فرمایا: اے کاش اس شخص کی ہمت بنی اسرائیل کی بڑھیا کی طرح بلند ہوتی تا کہ میں اس کیلئے دنیا وآخرت کی خیر وبرکت کی درخواست کرتا۔ پھر پیامبرؐ نے صحابہ کیلئے بنی اسرائیل کی بڑھیا کا واقعہ بیان فرمایا۔ (داستان ھاو پند ھا ۴/ ۵۷)

۴۔ ترکیوں کی مسجد

ایران کے ایک مالدار شخص نے اپنے مکہ کے سفر کے دوران اپنے مرجع تقلید جناب آیت اللہ شیخ مرتضیٰ انصاری (م ۱۲۸۱) کو کچھ رقم دی تا کہ وہ اپنے لیے گھر کا انتظام کرسکیں۔ شیخ نے وہ رقم نجف میں ایک مسجد بنانے کیلئے صرف کردی۔ یہ مسجد بعد میں ترکیوں کی مسجد کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس رقم سے شیخ نے اپنا گھر نہ بنایا۔

جب وہ تاجر مکہ سے واپس آیا۔ شیخ اسے مسجد میں لے گئے اور کہا: یہ خدا کی پسند کا گھر ہے۔ وہ تاجر شیخ سے اس کام سے بہت خوش ہوا۔ اس کے دل میں شیخ کیلئے اور بھی زیادہ عقیدت پیدا ہوگئی۔ (زندگی شیخ انصاری، ص ۱۱۳)

۵۔ بڑا تقاضہ

ہارون رشید کے زبیدہ سے دو بیٹے مامون اور امین تھے۔ خلیفہ کی زیادہ توجہ مامون کی طرف تھی۔ اس بات پر اکثر زبیدہ ہارون سے گلہ کیا کرتی تھی۔ ایک دن ہارون نے ان دو کے درمیان فرق واضح کرنے کیلئے، ان دونوں کو بلایا اور امتحان لیا۔ پہلے امین کو بلایا۔ وہ نیند کی حالت میں آیا۔ اس سے کہا: ابھی تم مجھ سے جو چاہو گے میں تمہیں دوں گا۔ اس نے کہا: فلاں باغ مجھے دے دو، فلاں گھوڑا مجھے دے دو، اور ایک خوبصورت گانے والی عورت مجھے دے دو۔ پھر خلیفہ نے مامون کو بلایا اور کہا: ابھی جو کچھ مجھ سے چاہو گے میں تمہیں دوں گا۔ اس نے کہا: حکم فرمائیں کے آدھے قیدی آزاد کردیے جائیں۔ کارکنوں کی تنخواہ کو دوبرابر کردیا جائے۔ اس سال بارش کم ہوئی ہے، آپ حکم دیں کہ لوگوں سے ٹیکس وصول کیا جائے۔ جب مامون چلا گیا تو خلیفہ نے زبیدہ سے کہا: امین کے گھٹیا تقاضے اور مامون کے بڑے تقاضے کو تم نے دیکھا؟ اگر مامون سازش کرکے مجھ سے خلافت لے تو کارکن، رعایا اور قیدی جلد اس کی بیعت کرلیں گے۔ اس کی ذہانت اور ہمت بہت اچھی ہے۔ (منہاج الدموع، ص ۱۲)

باب نمبر 67

عنایت

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامۡنُنۡ اَوۡ اَمۡسِكۡ بِغَيۡرِ حِسَابٍ۝

(سلیمان سے ہم نے کہا:) یہ ہماری عنایت ہے۔ جسے چاہو بخش دو، اور جسے نہ چاہو نہ دو، تمہارا اس پر کوئی حساب نہ لیا جائے گا۔ (ص/۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

یا علی انك اعطیت ثلثا لم اعطها، أعطیتَ صهراً مثلي وأعطیت مثل زوجتك وأعطیتَ مثل ولدیك الحسن والحسین.

یا علی! خداوند نے آپ کو تین چیز عطا کی ہیں۔ جو کسی اور ایسی چیزیں عطا نہیں کی ہیں۔ میرے جیسا سسر، فاطمہ جیسی بیوی، حسنؑ وحسینؑ جیسے بیٹے۔ (سفینۃ البحار ۲/۲۰۵)

۱۔ دودھ کا گلاس

آیت اللہ کوہستانی کا ایک عقیدت مند کہتا ہے: میں ایک سفر مشہد گیا اور وہاں ایک مہینہ قیام کیا۔ آخری دن میں عبدالکریم حامد سے کہا: میں مازندران جانا چاہتا ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ کیا امامؑ سے زیارت کی قبولی اور جانے کی اجازت لی ہے؟

میں افسوس کرنے لگا کہ میں نے امامؑ سے کیوں رابطہ برقرار نہیں کیا۔ شب جمعہ میں امام رضا علیہ السلام کے حرم میں گیا۔ بہت گریہ کیا کہ میں خالی ہاتھ واپس جا رہا ہوں۔ وہاں بیٹھا تھا کہ مجھے نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ امام ضریح سے باہر تشریف لائے ہیں، میں اُن کے پیچھے چل دیا۔ امامؑ برآمدوں سے اور صحن سے گذرتے ہوئے ایک بڑے سے باغ میں پہنچے۔ اس باغ کے سارے پھل نورانی تھے۔ امامؑ نے فرمایا: یہ باغ تمہارا ہے۔ اچانک میں نیند سے جاگ گیا۔

کچھ مدت بعد میں جناب آیت اللہ کوہستانی کی خدمت میں گیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: امام رضا علیہ السلام بہت مہربان ہیں۔ امامؑ نے مجھے بھی ایک دودھ کا گلاس عنایت فرمایا ہے۔ (ہزار و یک تحفے، ص ۱۷۶)

۲۔ ہاتھ دھلائے

سالک راہ خدا جناب شیخ عبد اللہ پیادہ (م ۱۳۶۲) کہتے ہیں: خواب میں مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ اوپر اور اوپر۔ یہاں تک کہ میں امام علی علیہ السلام کی وہاں زیارت کی۔ امامؑ ایک نورانی منبر پر تشریف فرما تھے۔ امامؑ نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ میرے ہاتھ دھلائے جائیں۔ ایک خوبصورت لوٹا اور ایک لگن لایا گیا۔ امامؑ نے فرمایا: "اپنے ہاتھ آگے کرو۔" میرے ہاتھ دھوئے گئے اور پھر مجھے واپس لے آئے۔

جب میں نیند سے جاگا۔ میں نے سوچا کہ امامؑ نے دنیا کی محبت سے میرے ہاتھ دھلا دیے ہیں۔ اس لیے میں نہ شادی کی، نہ گھر بنایا۔ دنیا سے دوری کا امامؑ سے پکا وعدہ کر لیا۔ (در کوچہ عشق، ص ۶۷ و ۱۷)

۳۔ چائے کا باغ

نامور واعظ جناب فلسفی تہران کے آبان ہسپتال میں شیخ صدرائی گیلانی کی عیادت کو گئے۔ واعظ نے اُن سے پوچھا: آپ کے معاشی حالات کیسے ہیں؟

اُنہوں نے جواب میں کہا: سید الشہداؑ کی عنایت سے میرا گھر چل رہا ہے۔ پوچھا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ شیخ نے کہا: میرا چائے کا ایک باغ تھا۔ میں نے اس کو فروخت کرنے کیلئے کسی سے بات کر لی تھی۔ دو دن بعد جناب آیت کوہستانی کی خدمت میں گیا۔ اُنہوں نے کہا: تم اپنا ملکوت عطیہ کیوں فروخت کر رہے ہو؟

میں نے کہا: مجھے بادشاہ کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتا۔ آیت اللہ نے کہا: کیا تمہیں یاد ہے کہ جب تم جوان تھے۔ امام حسین علیہ السلام کے حرم میں بالا سر کی طرف تم ضریح کے ساتھ سر رکھے کہہ رہے تھے کہ مولا ایسی عنایت فرما دیں کہ بڑھاپے کے وقت آپؑ کے دستر خوان سے گھر کا نظام چلتا رہے۔ اس دعا کی قبولیت کے بعد تمہیں یہ باغ ملا تھا۔ اب تم کیوں اس کو فروخت کرنا چاہتے ہو؟ میں جناب آیت اللہ کوہستانی کا ہاتھ چوما اور فوراً گیلان واپس آ گیا۔ اپنے بیع نامہ کو باطل کر دیا۔ اور اب اُسی باغ سے میرے گھر کا نظام چلتا ہے۔ (بر قلہ پارسائی، ص ۲۳۵)

۴۔ مہربانی اور شفقت

عالم باعمل شیخ حسن علی نخودکی اصفہانی (م ۱۳۶۱) کہتے ہیں: امام رضا علیہ السلام کے حرم میں صحن عتیق میں مشغول عبادت تھا۔ میں ارادہ رکھتا تھا کہ نجف اشرف رہائش کیلئے جاؤں گا۔ میں نے دیکھا کہ صحن کے دروازے بند ہو گئے اور آواز آئی کہ امام رضا علیہ السلام اپنے زائرین کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

ایوان عباسی کے ایک طرف (آج جہاں اُنہی شیخ کہ قبر ہے) امامؑ کی کرسی رکھی گئی۔ امامؑ کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ امامؑ

کے حکم سے مشرقی اور مغربی دروازے کھول دیے گئے۔ بہت سے لوگ امامؑ کی زیارت کیلئے اندر آنا شروع ہوئے۔ اُن میں سے کئی ایک لوگ ایسے تھے جن کی شکلیں حیوانات کی طرح تھیں۔ امامؑ سب کے سر پر اپنا دست مہربانی وشفقت رکھ رہے تھے۔ اُن کے سر پر بھی جن کی شکلیں حیوانات کی طرح تھیں۔ امام علیہ السلام کی یہ شفقت دیکھ کر میں نے مشہد ہی میں رہائش کا ارادہ کرلیا۔

آج امامؑ کی کرسی کی جگہ پر جناب شیخ حسن علی نخودکی اصفہانی کی قبر مبارک ہے۔ (نشان بے نشان ص۱۱/ ۳۳)

۵۔ دعا

جناب آقا نجفی اصفہانی (م ۱۳۳۲) کہتے ہیں: نجف اشرف میں تحصیل علم میں مصروف تھا۔ میرا حافظہ بہت کمزور تھا۔ ایک دن میں نے امام حسین علیہ السلام کے حرم میں برآمدوں میں سے ایک کمرے سحر تک بیٹھا استغاثہ کرتا رہا۔ حبیب ابن مظاہر کو امامؑ کے حضور میں اپنا شفیع قرار دیا۔ نماز شب کے بعد میں روتا ہوا سو گیا۔ عالم خواب میں دیکھا کہ جناب حبیب ابن مظاہر قبر سے باہر آئے اور امامؑ کے مصائب پڑھنے لگے۔

اچانک ضریح کا دروازہ کھلا اور امام حسین علیہ السلام باہر تشریف لائے۔ حبیب ابن مظاہر نے زیارت وارث پڑھنا شروع کی۔ اُن کے ہمراہ میں نے بھی زیارت پڑھنا شروع کردی۔ امامؑ نے حبیب کا جواب فرمایا۔ کچھ دیر بعد امامؑ نے میری طرف نظر کی۔ پھر آسمان کی طرف دیکھا اور یہ دعا فرمائی:

اللھم یا مسبب الاسباب ویا مفتح الابواب ویا قاضی الحاجات ویا سامع المناجات ویا کافی المھمات اسئلک بحق من حقہ علیک عظیم ان تصلی علی محمد وآل محمد وان تقضی حاجتہ۔

اے اللہ، اے مسبب الاسباب، اے ابواب کو کھولنے والے، اے حاجات کو پورا کرنے والے، اے مناجات کو سننے والے، اے مشکلات میں کفایت کرنے والے، جن کا تم پر عظیم حق ہے اُن کے حق کا واسطہ دیتا ہوں، محمد وآل محمد پر درود بھیج، اور اس کی حاجت کو پورا فرما۔

جناب نجفی کہتے ہیں: جب میں نیند سے اٹھا تو صبح تک اس دعا کا تکرار کرتا رہا۔ پھر حقائق، مطالب وعلوم کے دروازے مجھ پر کھل گئے۔

باب نمبر 68

عیب جوئی

خداوند تعالی فرماتا ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝١

وائے ہو ہر عیب کرنے والے مسخرہ کرنے والے پر۔ (ہمزہ/۱)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اعقل الناس من كان بعيبه بصيرا و عن عيب غيره ضريرا۔

لوگوں میں سے عقل مند وہ ہے جو اپنے عیب کے بارے میں بینا ہو اور دوسروں کے عیب کے بارے میں نابینا ہو۔ (غرر الحکم ۲/۲۲۸)

ا۔ عجیب وسیلہ

کہتے ہیں کہ اعمش اور اس کی بیوی کے درمیان لڑائی ہوگئی۔ اس نے اپنے ایک دوست سے کہا: میرے اور میری بیوی کے درمیان صلح کروادو، کوئی ایسی بات کرو کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے۔

وہ دوست اعمش کی بیوی کے پاس گیا اور بولا: اے عورت! اعمش بہت عظیم شخص ہے۔ اس سے بیزار نہ ہو۔ آنکھوں کے اندھے پن، پنڈلی کے پتلے ہونے، ٹانگیں کمزور ہونے، بغل سے بدبو آنے، ہاتھوں کی ہتھیلی کے سرخ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اعمش کہتا ہے: خدا تجھے ذلیل کرے۔ تم نے میری وہ وہ برائیاں کی ہیں کہ اُن میں سے کئی ایک برائیاں تو وہ بھی نہیں جانتی تھی۔ (کشکول ۲/۱۷)

شکر نعمت

سعدی کہتا ہے: خدا کا لطف اس گمراہ کے شامل حال ہوا۔ حق پرستوں کی محفل نصیب ہوئی۔ برا اخلاق اچھے اخلاق میں بدل گیا۔

برائیاں کرنے والے اس کی غیر موجودگی میں اس کی برائیاں کرتے رہے۔ لوگوں کے درمیان کہتے رہے کہ وہ شخص ابھی بھی

ویسا ہی ہے۔اس کی ظاہری نیکی اور اچھائی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

وہ شخص لوگوں کی زبان کے زخم سے ناراض ہو کر اپنے ایک دوست کے پاس گیا اور لوگوں کی طرف سے برائی کیے جانے پر گلہ شکوہ کرنے لگا۔اس نے کہا:تم اس نعمت کا شکر کس طرح کرتے ہو،لوگ جس طرح تمہارے بارے میں سوچتے ہیں تم اس سے زیادہ بہتر ہو۔

نیک باشی و بدت گوید خلق

بہ کہ بد باشی و نیکت بینند

تم اچھے رہو اور لوگ تمہیں برا کہیں یہ اس سے بہتر ہے کہ تم برے رہو اور لوگ تمہیں اچھا سمجھیں۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ لوگ میرے بارے میں خوش گمان ہیں جبکہ میرے کاموں میں کمی اور کوتاہی پائی جاتی ہے۔اس بات پر مجھے غم زدہ ہونا چاہیے نہ کہ تمہیں۔(گلستان سعدی،ص ۱۲۶)

۳۔عیب چھپانا

ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تھا۔اس سے پوچھا گیا:اس میں کیا برائی ہے؟کہا:کیا کوئی اپنی بیوی کی برائیاں یوں بتاتا ہے؟پھر جب اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو اس سے پوچھا گیا:اب بتاؤ تمہاری بیوی میں کیا خرابی تھی؟اس نے جواب دیا:کیا کوئی کسی کی بیوی کے بارے میں یوں برائی کرتا ہے؟(نمونہ معارف ۳/۱۰۲)

۴۔عیب جہالت

حکما میں سے ایک حسب و نسب اور ماں باپ کی طرف سے اچھی شہرت نہ رکھتے تھے۔کسی بڑی شخصیت کے جاہل بیٹے نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا:اے حکیم صاحب!تمہارا حسب و نسب تمہارے لیے ننگ و عار ہے۔حکیم نے جواب میں کہا:تمہارے اندر جو عیب ہے وہ جہالت ہے۔وہ تمہارے حسب و نسب کیلئے ننگ و عار ہے۔(لطائف و ظرائف،ص ۱۹۵)

۵۔خفیہ عیب

شیخ بہائی کہتے ہیں:ایک عارف شخص نے کپڑا بنا۔اس نے دیکھا کہ اس میں بہت وقت اور محنت لگتی ہے۔اس نے وہ کپڑا بیچ دیا۔کچھ دنوں بعد جس نے کپڑا خریدا تھا واپس لے آیا۔اور بتایا کہ اس کے بنے ہوئے کپڑے میں بہت سے عیب ہیں۔شیخ رونے لگا۔گاہک نے کہا:میں اس کے عیب پر راضی ہوں تم روؤ نہیں۔

شیخ نے کہا:میں اس لیے نہیں رو رہا۔بلکہ میں اس لیے رو رہا ہوں کہ اس کپڑے کو بنانے میں بہت محنت کی تھی۔اور اب تم اس کے خفیہ عیب کی وجہ سے واپس لائے ہو۔میں اس بات سے ڈر رہا ہوں کہ وہ جو میں نے چالیس سال اعمال انجام دیے ہیں۔اگر وہ قبول نہ ہوئے تو میں کیا کروں گا۔(کشکول،ص ۳۰۶)

باب نمبر 69

غدیر خم

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (مائدہ/۳)

آج تمہارے دین کو کامل کر دیا، اپنی نعمت کو تم پہ پورا کر دیا، اسلام کو تمہارے دین کے طور پر ثابت کر دیا۔

سُئِل الصادق علیه السلام عن قول الله عز و جل "یَعۡرِفُوۡنَ نِعۡمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ یُنۡکِرُوۡنَهَا. (نحل/۸۳) قال: یعرفون یوم الغدیر ویُنکرونی یوم السقیفه.

امام صادق علیہ السلام سے اس آیت (خدا کی نعمت کو جانتے ہیں، پھر اس کے منکر ہو جاتے ہیں۔) کے بارے سوال کیا گیا۔

- امامؑ نے فرمایا:

غدیر کے دن کو جانتے تھے لیکن سقیفہ کے دن اس کا انکار کر دیا۔ (سفینۃ البحار ۲/۵۰۶)

ا۔ سب سے بڑی عید

امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: کیا مسلمانوں کی جمعہ قربان وفطر کے علاوہ بھی کوئی ہے؟ امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! ایک ایسی عید ہے جس کا احترام سب سے زیادہ ہے۔'' عرض کی: وہ کونسی عید ہے؟ فرمایا: وہ دن ہے جس دن پیامبر خداؐ نے امیر المومنینؑ کو خلافت کیلئے منصوب کیا۔ اور فرمایا: جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کا یہ علی مولا ہیں۔ وہ اٹھارہ ذی الحجہ کا دن تھا۔

عرض کی: اس دن کیا کرنا چاہیے؟

فرمایا: روزہ رکھنا چاہیے، عبادت کرنی چاہیے، محمد وآل محمد علیہم السلام کو یاد کرنا چاہیے، اُن پر درود وصلوۃ بھیجنی چاہیے۔ پیامبرؐ نے امام علیؑ کو وصیت کی تھی کہ اس دن کو عید کے طور پر منائیں۔ ہر پیامبر نے اپنے وصی کو وصیت کی ہے کہ اس دن کو عید کے طور پر

یاد رکھا جائے۔ (مفاتیح الجنان، ص ۴۵۶)

۲۔ علیؑ کا بازو

حذیفہ کہتا ہے: پیامبر اکرمؐ نے مکہ سے مدینہ کوچ کی اجازت دے دی۔ ہم بھی کوچ کر گئے۔ جبرائیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی: یاایھاالرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔ (مائدہ/۶۷) ہم غدیر خم کے مقام پر پہنچے۔ اس دن بہت گرم ہوا چل رہی تھی۔ اگر گوشت کا ٹکڑا زمین پر گرتا تو وہ بریان ہو جاتا۔

پیامبر ہم تک پہنچے اور نماز جماعت کا اعلان کیا۔ لیکن کیونکہ علیؑ کو منصوب کرنا زیادہ ضروری تھا۔ مقداد، سلمان، ابوذر اور علیؑ کو حکم دیا کہ درخت کے دو تنے تکیہ گاہ کے طور پر لگائیں، پتھروں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھیں، اتنا رکھیں کہ پیامبرؐ کی قامت تک ہو جائے۔ پھر اس پر ایک کپڑا ڈالا گیا۔ حضور پاکؐ پھر اس منبر پر تشریف لے گئے۔ جب سامنے سب جمع ہو گئے۔

حضورؐ نے خطبہ غدیر پڑھنا شروع کیا۔ پھر اپنا ہاتھ علیؑ کے بازو پر رکھا اور علیؑ کا ہاتھ بلند کرتے ہوئے فرمایا: جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کا یہ علیؑ مولا ہے۔ بے شک خدا نے ولایت و امامت کے ذریعے آپ کا دین کامل کیا۔۔۔ (المراقبات، ص ۱۷۴)

۳۔ ابلیس کا گریہ

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

غدیر خم کے دن جب پیامبر اکرمؐ نے امام علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں کے سامنے اعلان کیا۔ تو ابلیس نے اپنے لشکر میں فریاد دی۔ سب حاضر ہو گئے، اور پوچھا: کیا مشکل پیش آگئی ہے؟

کہا: پیامبرؐ نے ایسا کام کر دیا ہے کہ اگر اس میں کامیاب ہو گئے تو قیامت تک کوئی خدا کی معصیت نہ کرے گا۔ پھر جب منافقین نے کہا: پیامبر مجنون ہو گئے ہیں۔ ابلیس نے خوشی سے چیخ ماری اور کہا: میں نے جب آدمؑ کو فریب دیا تو وعدہ توڑا لیکن کافر نہ ہوا۔ انہوں نے وعدہ بھی توڑ دیا اور رسولخداؐ کے کافر بھی ہو گئے۔

رحلت پیامبرؐ کے بعد ابلیس نے اپنے لشکر کو جمع کیا اور کہا: اب امام زمانہ کے قیام کے دن تک خدا کی اطاعت نہ ہو گی۔ اس لیے سب خوشی مناؤ۔ (کافی ۸/ ۳۴۴)

۴۔ گواہی سے انکار

امام علی علیہ السلام نے خطبہ دیا اور پھر فرمایا: اس محفل میں چار افراد پیامبرؐ کے صحابہ میں سے موجود ہیں جو میری ولایت کی گواہی دیں گے۔

انس بن مالک کی طرف رخ کیا اور فرمایا: غدیر خم کے دن پیامبرؐ نے فرمایا: جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کا یہ علیؑ مولا

ہیں۔ خدایا اسے دوست رکھ جو اسے دوست رکھے، اُسے دشمن رکھ جو اسے دشمن رکھے۔

اب تم میری ولایت پر گواہی دو۔ اگر گواہی نہ دو گے تو خدا تمہیں موت نہ دے گا جب تک تمہارے سر پر پھنسیاں نہ بن جائیں، ایسی کہ تم عمامہ بھی نہ پہن سکو۔

جابر بن عبداللہ کہتا ہے:

خدا کی قسم انس کو سر میں پھنسیاں نکل آئیں، وہ سر پر عمامہ نہیں رکھ سکتا تھا۔ (مدینۃ المعاجز، ص ۴۷)

۵۔ غدیر کے افراد

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: غدیر خم میں بارہ ہزار مرد موجود تھے، جنہوں نے گواہی دی۔ لیکن علیؑ اپنا حق حاصل نہ کر سکے۔

ایک اور روایت میں وہاں موجود افراد کی تعداد دس ہزار بتائی گئی ہے۔ (سفینۃ البحار ۲/۳۰۱)

مختلف گروہ آتے تھے اور کہتے تھے: الحمد للہ الذی فضلنا علی العالمین؛ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں عالمین پر برتری عطا کی۔ (المراقبات، ص ۲۷۷)

باب نمبر 70

صحابہ کے فضائل

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ

باایمان مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے ولی ہیں۔ ایک دوسرے کے خیر خواہ و ہمدرد ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے منع کرتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں، زکواۃ ادا کرتے ہیں۔ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ جلد ہی خدا وند اُن کو اپنی رحمت میں قرار دے گا۔ (توبہ/۷۱)

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

المومن اصلب من الجبل، الجبل يستقلُّ منه والمومن لا يستقل من دينه شیء۔

مومن پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہے۔ کیونکہ پہاڑ ٹوٹ جاتا ہے، کم ہو جاتا ہے لیکن مومن کے دین میں ذرا بھی کم نہیں ہوتا۔ (اصول کافی ۲/۲۴۱)

ا۔ چار نامور لوگ

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ا۔ زمین میں روشن مینار اور دین کے علمبردار چار لوگ ہیں: محمد بن مسلم، یزید بن معاویہ عجلی، لیث بن بختری مرادی و زرارہ بن اعین شیبانی۔

۲۔ یہ لوگ عدل وانصاف قائم کرنے والے اور حق کہنے والے ہیں۔ یہ لوگ مقرب ہیں۔

(وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝)

۳۔ ان کو بشارت دے دو بہشت کے لیے منتخب شدہ ہیں۔

۴۔ حلال وحرام خداوندی سے آگاہ ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو آثار نبوت کم رنگ ہو جاتے۔ (خزائن کشمیری، ص ۵)

۲۔ اویس قرنی

عبدالرحمن بن ابی لیلی کہتا ہے: جب جنگ صفین کی آگ بھڑکی۔ علیؑ اور معاویہ کے لشکر ایک دوسرے کے سامنے ہوئے۔ شدید جنگ شروع ہوئی۔ ایک دن دشمن کی فوج سے ایک شخص گھوڑے پر سوار تیزی سے بھاگتا ہوا آیا اور بولا: کیا اویس قرنی تم لوگوں کے درمیان ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! لیکن تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ کہتا ہے میں رسولؐ خدا سے سنا تھا کہ اویس قرنی بہترین تابعین میں سے ہیں۔ یہ کہہ کر گھوڑ دوڑاتا ہوا آگے بڑھا اور امام علیؑ کے لشکر میں شامل ہو گیا۔ (بھجۃ الامال ۲/ ۳۶۷)

۳۔ یونس بن عبدالرحمن

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: ابوحمزہ ثمالی اور یونس بن عبدالرحمن اپنے زمانے میں رسول اللہؐ کے زمانے کے سلمان فارسی تھے۔ امام جواد علیہ السلام نے اپنی طرف سے اور اپنے والد گرامی کی طرف سے یونس بن عبدالرحمن کیلئے جنت کی ضمانت دی ہے۔ جب بہت سے لوگوں نے امام رضا علیہ السلام سے درخواست کی کہ یا امامؑ ہم آپ کی خدمت میں نہیں پہنچ سکتے، ہم بتائیں کہ ہم اپنے شرعی سوالات کس سے دریافت کریں؟ امامؑ نے فرمایا: یونس بن عبدالرحمن سے اپنے شرعی سوال دریافت کریں۔ امام رضا علیہ السلام نے تین مرتبہ مختلف مقامات پر یونس بن عبدالرحمن کیلئے جنت کی ضمانت دی ہے۔ (خزائن کشمیری، ص ۹)

۴۔ زکریا بن آدم اشعری

زکریا بن آدم جب قم میں تھا، اس نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ میں چاہتا ہوں کہ قم سے باہر چلا جاؤں کیونکہ یہاں نادان اور بیوقوف لوگ بہت زیادہ ہیں۔

امامؑ نے جواب میں لکھا: ایسا نہ کرو کیونکہ خداوند تمہارے وجود کی برکت سے قم کے لوگوں سے بہت سی بلائیں اور مصیبتیں دور کرتا ہے۔ جیسا کہ خداوند امام کاظم علیہ السلام کے وجود کی برکت سے بغداد کے لوگوں سے شر و بلائیں دور کرتا ہے۔

امام جواد علیہ السلام نے زکریا بن آدم کی وفات کے موقعہ پر ایک خط میں لکھا: خدا اس پر رحمت کرے، وہ اپنی ولادت کے دن، اپنی وفات کے دن، قیامت کے دن اور اپنی پوری زندگی میں حق کی معرفت رکھنے والا تھا، صابر، خدا کے ثواب کا اُمیدوار، خدا و اس کے رسول کو جو پسند تھا اس کو قائم کرنے والا تھا۔ (منتہی الامال ۲/ ۳۲۰)

۵۔ عبداللہ بن ابی یعفور

عبداللہ بن ابی یعفور (م ۱۳۱) امام صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھا، وہ ثقہ اور مطیع افراد میں سے تھا۔ ایک امام صادق علیہ السلام سے عرض کرتا ہے: خدا کی قسم اگر آپ ایک انار کو دو حصوں میں تقسیم کریں اور پھر فرمائیں کہ ایک حصہ حلال اور ایک

حصہ حرام ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اس میں سے ایک حصہ حلال اور ایک حصہ حرام ہوگا۔

امامؑ نے دومرتبہ فرمایا: خدا تم پر رحمت کرے۔ امامؑ نے عبداللہ بن ابی یعفور کی وفات پر ایک تفصیلی خط عمر جعفی کو لکھا: وہ خدا کی رحمت میں چلا گیا۔ اس کے اعمال قبول حق تھے۔ خدا اور رسولؐ اس سے راضی ہیں۔ رسولِ خدا کی قسم ہمارے زمانے میں کسی نے اس کی طرح خدا اور رسولؐ و امامؑ کی اطاعت نہیں کی۔ (شاگردان مکتب ائمہ ۲/ ۳۴۷)

باب نمبر71

فقر و فاقہ

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ

(انفاق) ان ضرورت مندوں کیلئے ہے جو راہ خدا میں سختیوں کا شکار ہوئے ہیں۔ زمین میں ہجرت یا سفر نہیں کر سکتے۔ ان کی خودداری کی وجہ سے مالدار لوگ انہیں بے نیاز سمجھتے ہیں۔ (بقرہ/ ۲۷۳)

حدیث قدسی میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

یاموسیٰ اذا رایتُ الفقر مقبلا فقل مرحبا بشعار الصالحین۔

اے موسیٰ جب تم دیکھو کہ کوئی فقیر تمہاری طرف آیا ہے تو کہو اے صالحین کی علامت خوش آمدید۔

(اصول کافی ۲/ ۲۰۳)

۱۔ کم سامان والے گذر جائیں

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومنین میں سے نادار اور فقیر لوگ، مالدار اور ثروت مند لوگوں سے پہلے ایک بہار سے دوسری بہار کے دوران جلد جنت میں چلے جائیں گے اور وہاں سیر و تفریح کریں گے۔

پھر فرمایا: آپ کیلئے مثال دیتا ہوں۔ جب دو کشتیوں کو کسٹم والے روکتے ہیں۔ تو ایک افسر جب یہ دیکھتا ہے کہ ایک کشتی والے کے پاس کوئی سامان نہیں ہے تو وہ کہتا ہے اس کشتی والے کو جانے دو۔ اور جب دوسری کشتی والے کو دیکھتا ہے کہ اس کے پاس بہت زیادہ سامان ہے تو کہتا ہے اس کو روک لو۔ (اصول کافی، ص ۲۰۱)

۲۔ فقیر بیٹے کا جواب

سعدی کہتا ہے میں ایک امیر زادے کو دیکھا کہ باپ کی قبر پر بیٹھا ایک فقیر درویش کے بچے سے بحث کر رہا تھا۔ امیر زادہ کہتا ہے کہ میرے باپ کی قبر پر خوبصورت اور رنگین مقبرہ بنا ہوا ہے، فیروزہ کی قیمتی اور عالیشان اینٹیں لگی ہیں۔ اور میرے باپ کا

تابوت انتہائی پائیدار اور خوبصورت بنایا گیا ہے۔لیکن تمہارے باپ کی قبر پر سوائے چند ایک کچی اینٹیں اور مٹھی بھر مٹی کے کچھ نہیں ہے۔فقیر درویش کے بیٹے نے اسے جواب دیا کہ تمہارا باپ جب تک ان اینٹوں کے نیچے حرکت کرے گا میرا باپ جنت پہنچ چکا ہوگا۔

خر که کمتر نهند بر وی بار
بی شک آسوده تر کند رفتار

وہ گدھا جس پر وزن کم لادا جاتا ہے بیشک وہ آسانی سے چل سکتا ہے۔(داستان ہاو پندہا ۹ / ۱۱۲)

۳۔نظر کامل

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک جگہ سے گذر رہے تھے۔وہاں ایک ننگے فقیر سے ملاقات ہوئی۔وہ فقیر خاک پر سو رہا تھا۔اس کی داڑھی اور چہرہ بھی خاک سے بھرا ہوا تھا۔

حضرت موسیٰ نے عرض کی: خدایا! یہ تیرا بندہ بہت لاچار اور نادار ہے۔خداوند کی طرف سے خطاب آیا: اے موسیٰ کیا تم نہیں جانتے اگر میں اپنے کسی بندے پر نظر کامل کروں تو اُسے ساری دنیا سے الگ کر دیتا ہوں۔(شنیدنی ہائے تاریخ، ص ۳۹۴)

۴۔نیکی

محمد بن حسین خزار کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا تم کبھی بازار جاتے ہو؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ پھل اور وہ چیزیں جن کو پانے کی آرزو تمہارا دل کرتا ہے، وہ سر بازار فروخت ہو رہے ہوتے ہیں؟

عرض کی: کیوں نہیں ایسا ہی ہے۔فرمایا: بے شک ہر اس چیز کے بدلے میں جس کو تم دیکھتے ہو اور تم اپنے فقر کی وجہ خرید نہیں سکتے ہو تمہارے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔(اصول کافی ۲ / ۲۰۲)

۵۔لپٹا ہوا

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ نے کہیں جاتے ہوئے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ ہاتھ پاؤں کو اکھٹے کیے لپٹا ہوا سو رہا ہے۔

حضرت موسیٰ نے کہا: او سونے والے اٹھو اور خدا کی یاد کرو۔

اس نے عرض کی: آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ میں دنیا کو چھوڑ چکا ہوں اور اسے اس کے چاہنے والوں کے حوالے کر چکا ہوں۔حضرت موسیٰ نے کہا: بس پھر میرے دوست سو جا۔(محجۃ البیضاء ۷ / ۳۲۱)

باب نمبر 72

سورتوں کی فضلیت

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ

ہم نے قرآن میں مومنین کیلئے جو شفا اور رحمت ہے وہ نازل کیا ہے۔ (اسراء/۸۲)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

قرآن کی خوبصورتی سورہ بقرہ اور آل عمران ہے۔ (غرر الحکم ۲/ ۳۱۱)

ا۔ سورہ بقرہ

پیامبر خداؐ نے کچھ افراد کو سفر پر روانہ کرنے سے پہلے ہر ایک سے پوچھا کہ کس کو کتنا قرآن پاک یاد ہے۔ پوچھتے پوچھتے باری ایک نوجوان کی آئی۔ پیامبرؐ نے پوچھا: قرآن پاک سے کتنا یاد ہے؟ عرض کی: فلاں سورہ، فلاں سورہ اور سورہ بقرہ جانتا ہوں۔

پیامبر خداؐ نے فرمایا: ٹھیک ہے سب جاؤ، یہ نوجوان تم لوگوں کا امیر ہوگا۔ سب نے کہا: یا رسول اللہؐ یہ نوجوان سب سے کم عمر اور بہت چھوٹا ہے۔ فرمایا: وہ سورہ بقرہ جانتا ہے۔ (مجمع البیان ۱/ ۶۸)

۲۔ سورہ حمد

ملا احمد نراقی کا ایک بیٹا تھا، وہ اس سے بہت پیار کرتے تھے۔ بیٹا بہت بیمار ہوگیا، احمد نراقی اس کی زندگی سے مایوس ہوگئے۔ بے تابی میں گھر سے باہر آئے۔ کاشان کی گلی کوچوں میں یونہی بے مقصد چکر لگانے لگے۔ ایک درویش ملا اور اس نے ملا احمد سے پریشانی اور بے تابی کی وجہ دریافت کی۔ ملا احمد نے کہا: میرا بیٹا بیمار ہے۔ اس درویش نے اپنی چھڑی زمین پر ماری اور سورہ حمد کی تلاوت کرنے کے بعد کہا: ملا احمد جاؤ تمہارا بیٹا شفایاب ہوگیا ہے۔

ملا احمد بہت حیران ہوئے اور گھر چلے گئے۔ دیکھا کہ بیٹا پسینے سے شرابور ہے اور اٹھ کر بیٹھا ہے۔ وہ ٹھیک ہو چکا تھا۔ ملا بہت حیران تھے۔ ملا سوچنے لگے اس درویش نے تو سورہ حمد ٹھیک نہیں پڑھی تھی۔ لیکن پھر بھی یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ سات آٹھ ماہ بعد ایک دن گلی میں وہی درویش مل گیا۔ ملا نے کہا: تم نیک شخص ہو لیکن تم نے سورہ حمد ٹھیک تلاوت نہیں کی تھی۔ تمہاری قرائت ٹھیک نہیں ہے۔

درویش نے کہا: میں اپنی سورہ حمد کو واپس لیتا ہوں، یہ کہہ کر اپنی چھڑی زمین پر ماری اور پھر سورہ حمد پڑھی اور چلا گیا۔ ملا احمد گھر واپس آ گئے۔ دیکھا کہ اُن کا بیٹا بیمار پڑا ہے۔ اُسی بیماری میں اس کا بیٹا مر گیا۔ (قصص العلماء، ص ۱۳۰)

۳۔ سورہ والعصر

پیامبر اکرمؐ کے صحابہ جب ایک دوسرے سے ملتے تو الگ ہونے سے پہلے سورہ والعصر کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ اس سورت کے بلند معانی ایک دوسرے کو یاد دلاتے۔ پھر خدا حافظی کر کے اپنے اپنے کام پر چلے جاتے۔
اس وجہ یہ تھی کہ پیامبر اکرمؐ نے فرمایا تھا: جو کوئی بھی سورہ والعصر کو تلاوت کرے گا، اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ یہ ایسے ہے کہ جیسے کوئی کسی کو حق اور صبر کی وصیت کرتا ہے، اس کی عاقبت صبر کے ساتھ ہو گئی۔ (خواص الآیات، ص ۱۶۲)

۴۔ سورہ طٰہٰ

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: سورہ طٰہٰ کی تلاوت کو ترک مت کرو۔ کیونکہ خداوند اس سورت کو پسند کرتا ہے۔ جو کوئی اس سورت کو تلاوت کرے اُسے بھی پسند کرتا ہے۔ جو کوئی ہمیشہ اس سورت کی تلاوت کرے گا، حق تعالیٰ قیامت کے دن اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا۔ اس نے جو گناہ اسلام کے دوران انجام دیے ہیں ان کا حساب نہ ہوگا۔ آخرت میں اتنا اجر دیا جائے گا کہ وہ شخص راضی ہو جائے۔ پیامبر اکرمؐ نے فرمایا: اہل بہشت قرآن پاک سے صرف سورہ طٰہٰ و سورہ یٰس پڑھتے ہیں۔ اور جو کوئی سورہ طٰہٰ کی تلاوت کرے، انصار و مہاجرین کا ثواب اُسے دیا جائے گا۔ (خواص الآیات، ص ۸۷)

۵۔ سورہ توحید

پیامبر خداؐ نے جب امام علیؑ کو وادی الرمل (ذات السلاسل مدینہ سے پانچ منزل کے فاصلے پر) جنگ کیلئے بھیجا۔ حضورؐ امام علیؑ کے ہمراہ مسجد احزاب تک تشریف لائے۔ جب امام علیؑ جنگ سے واپس آئے تو پیامبر صحابہ کے ہمراہ استقبال کیلئے باہر تشریف لائے۔ صحابہ دو اطراف میں قطار بنائے کھڑے تھے۔ جونہی امامؑ کی نظر حضورؐ پر پڑی، گھوڑے سے نیچے اتر آئے، اور آگے بڑھ کر حضورؐ کی قدم بوسی کی۔ پیامبرؐ نے فرمایا: اب آپؑ سوار ہو جائیں، خدا اور اس کے رسولؐ آپؑ سے راضی ہیں۔ امیر المؤمنینؑ خوشی سے گریہ کرنے لگے۔ پھر گھر کی طرف تشریف لے گئے۔ جنگ سے لائی گئی غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کی گئی۔ پیامبر خداؐ نے صحابہ سے دریافت فرمایا: آپ لوگوں نے اپنے امیر کو جنگ و سفر کے دوران کیسا پایا؟ سب نے جواب دیا: ہم نے اُن سے کوئی برائی نہیں دیکھی۔ لیکن جناب امیر جب بھی نماز کیلئے کھڑے ہوئے، سورہ توحید کی تلاوت کرتے رہے۔ پیامبرؐ نے فرمایا: یا علیؑ! آپؑ نے واجب نمازوں میں صرف سورہ توحید کی تلاوت کیوں فرمائی؟ امامؑ نے عرض کی: مجھے یہ سورت بہت پسند ہے۔ پیامبرؐ نے فرمایا: کیونکہ آپؑ اس سورت کو پسند کرتے ہیں، خداوند بھی آپؑ کو بہت پسند کرتے ہیں۔ (منتہی الآمال ۱/ ۸۲)

باب نمبر 73

نیت کی اہمیت

خداوند تعالی فرماتا ہے:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ

جو لوگ صبح وشام خدا کو پکارتے ہیں۔ اپنی نیت میں اس کی رضا چاہتے ہیں، ان کو اپنے سے دور مت کرو۔ (انعام/ ۵۲)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان تخلیص النیۃ من الفساد اشد علی العاملین من طول الاجتہاد۔

بے شک عمل کرنے والوں کیلئے نیت کا خالص کرنا، خود عمل کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔

(غرر الحکم ۲/ ۵۲۳)

ا۔ حسن نیت

پیامبر خدا جب غزوہ تبوک کیلئے چلے تو فرمایا: بے شک ہم جس وادی سے بھی گذریں گے، مدینہ والوں کو اپنے ساتھ محسوس کریں گے۔ ہم جب بھی انفاق کریں گے، کسی بھوکے کو کھانا کھلائیں گے، ہم مدینہ والوں کو اپنے ساتھ محسوس کریں گے۔ ہم کفار کی کسی سرزمین سے نہیں گذریں گے، جس کی وجہ سے کفار کو غصہ آجائے۔

پوچھا گیا: یا رسول اللہ یہ کس طرح ممکن ہے؟ فرمایا: مدینہ میں رہ جانے والوں کی بھی نیت اچھی ہے لیکن صرف اُن کی کوئی نہ کوئی مشکل ہے۔ یا ایک اور حدیث میں ہے کہ بعض بیماری کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہیں آرہے۔

(محجۃ البیضاء ۸/ ۱۰۴۔ صحیح بخاری ۴/ ۳۱)

۲۔ نیت کا جاننا

امام معصوم سے پوچھا گیا: فرشتے ہمارے باطنی اعمال سے کس طرح آگاہ ہو جاتے ہیں؟ اور انہیں لکھ لیتے ہیں۔ ظاہری اعمال کو تو وہ دیکھ لیتے ہونگے لیکن وہ باطنی نیتیں جن کے مطابق ابھی عمل انجام نہیں پائے ہوتے، اُن کو کس طرح جان لیتے ہیں؟

فرمایا: کیا باغ سے آنے والی خوشبو اور گھٹر سے آنے والی بدبو ایک جیسی ہوتی ہے؟ عرض کی: نہیں! فرمایا: اگر کسی کو بدبو محسوس ہو تو وہ سمجھ جاتا ہے کہ کسی گندگی یا کسی گھٹر کے پاس سے گذر رہا ہے۔ اسی طرح جب فرشتوں کو بدبو محسوس ہوتی ہے تو وہ جان جاتے ہیں کہ یہ شخص آلودہ ہے۔ اگر اچھی خوشبو محسوس کریں تو جان جاتے ہیں کہ اس انسان کے اندر اچھی نیتوں کا خوشبودار گلستان ہے۔ (اخلاق کارگزاران، ص ۸۱)

۳۔ ریگستان

بعض غیر موثق روایات میں آیا ہے کہ ایک آدمی قحط کے زمانے میں ریگستان سے گذر رہا تھا۔ ریت کو دیکھ کر دل میں سوچا کہ اگر یہ ریت کے ڈھیر کوئی کھانے کی چیز ہوتے تو میں یہ سارا لوگوں میں تقسیم کر دیتا۔

خداوند نے اُس زمانے کے نبی کو وحی کی کہ اس بندے سے کہو: خداوند نے تمہارے صدقے کو قبول کرلیا ہے۔ تمہاری نیک نیت کو قبول کرلیا۔ اس ساری ریت کے برابر کھانے کی چیز کے صدقے کا ثواب ہم نے تمہیں عطا کر دیا ہے۔ (راہ روشن ۸/ ۱۳۰)

۴۔ جنگ

ایک شخص جنگ میں مارا گیا۔ اسے قتیل الحمار (جسے گدھے نے قتل کیا ہو) کہا جانے لگا۔ کیونکہ وہ جس دوسرے شخص کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے مارا گیا تھا، چاہتا تھا کہ اس کا گدھا اور اس کے کپڑے حاصل کرے۔ لیکن ایسا نہ کرسکا اور خود مارا گیا۔ اس کی اس نیت کی وجہ سے وہ قتیل الحمار مشہور ہوگیا۔ ام سلمہ کہتے ہیں: پیامبرؐ نے ایک لشکر کا ذکر کیا کہ زمین نے اس کو نگل لیا تھا۔ عرض کی: کیا ان کے درمیان صالح و نیک افراد نہ تھے؟ فرمایا: ہر کوئی اپنی نیت کے حساب سے محشور ہوگا۔ پھر فرمایا: دو لشکر لڑ رہے تھے، ملائکہ حاضر ہوئے اور بتایا کہ فلان دنیا کیلئے لڑ رہا ہے، فلان اپنی غیرت کی وجہ سے لڑ رہا، فلان اپنے قبیلے کے تعصب کی وجہ سے لڑ رہا ہے۔ اس لیے یہ نہ کہو کہ فلان خدا کے راستے میں مارا گیا۔ (کیونکہ کچھ پتہ نہیں کون کس مقصد کیلئے مارا گیا۔ اس کی نیت کیا تھی۔) اگر خدا کے راستے میں مارا گیا تو اس سے دین اسلام کی سربلندی ہوگی۔ (محجۃ البیضاء ۸/ ۱۰۴ و ۱۰۵)

۵۔ نیت نہ تھی

احیاء العلوم میں غزالی کہتا ہے کہ ایک شخص نے بتایا کہ مہینہ ہونے کو ہے میں نے نیت کر رکھی ہے، کسی کی عیادت کیلئے جانا چاہتا ہوں لیکن ابھی تک نہیں جا سکا۔ (حقیقت میں اس کی نیت نہ تھی)

عیسیٰ بن کثیر کہتا ہے کہ میں میمون بن مہران کے ساتھ جا رہا تھا۔ مہران کا گھر آ گیا۔ اس کے گھر کے دروازے تک پہنچ کر میں واپس آ گیا۔ مہران کے بیٹے نے پوچھا: رات کے کھانے کا وقت تھا کیا آپ اس کو کھانے کی دعوت نہیں کریں گے؟ مہران نے جواب دیا میرے ذہن میں نہیں آیا۔ یعنی اس کی پہلے سے ایسی نیت نہ تھی۔ (راہ روشن ۸/ ۸۵۱)

باب نمبر 74

قدرت وطاقت

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللّٰهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ (بقرہ/۲۵۱)

خدا کے حکم سے اُنہوں نے دشمن کی فوج کو شکست دے دی۔ داود نے جالوت کو قتل کر دیا۔ خداوند نے اُسے حکومت اور حکمت عطا کی۔ اور جو کچھ اس نے چاہا اس کا علم اسے عطا کیا۔

امام علی علیہ السلام نے فرمایا: القدرة تظهر محمود الخصال ومذمومها۔

قدرت وطاقت کا ہونا انسان کی اچھی بری عادتوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔ (غرر الحکم ۲/۳۰۶)

۱۔ قدم نہ رکھوں گا

زیاد بن ابی سلمہ کہتا ہے: امام کاظم علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔ امامؑ نے مجھ سے دریافت فرمایا: کیا تم حکومت کے شعبہ میں کام کرتے ہو؟ میں نے کہا: جی ایسا ہی ہے۔ میرے بیوی بچے ہیں، میں مستحق افراد کی مدد کرتا ہوں۔ فرمایا: اگر مجھے پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیا جائے، جس کی وجہ سے میرے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں، تب بھی میں ان کاموں کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر نہ لوں گا۔ میں اس جگہ قدم نہ رکھوں گا۔ سوائے اس لیے کہ کسی کی مشکل کو آسان کر سکوں، کسی کی بیماری میں مدد کر سکوں، کوئی مسئلہ حل کر سکوں، یا کسی غریب کا قرض ادا کروا سکوں۔ جب کبھی اپنے آپ کو لوگوں سے زیادہ طاقتور اور قدرتمند سمجھنے لگو، تو اس بات کو یاد کرو کہ کل، تو خداوند کی قدرت وطاقت کے غلبے میں ہوگا۔ تم جو نیکی دوسروں کے ساتھ کرتے ہو، اگر وہ لوگ اسے بھول جائیں لیکن یہ جان لو کہ قیامت کے دن تمہارے لیے اس کا اجر باقی رہے گا۔ فروع کافی ۵/۱۱۰)

۲۔ مرخ وعفار

سورہ یس آیت ۸۰ میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: وہ خدا جو تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کرتا ہے وہ قدرت رکھتا ہے کہ تمہیں بھی اس درخت کی طرح آتش لگا دے۔" یعنی جو خدا سبز اور گیلے درخت سے آگ نکال سکتا ہے اس بات کی قدرت رکھتا

ہے کہ تمہاری بوسیدہ ہڈیوں کو پھر سے زندہ کردے۔اس کی ایک مثال عرب کے بعض شہروں میں دو درخت مرخ اور عفار ایسے ہیں کہ ان سبز اور گیلے درختوں کی شاخوں کو جب آپس میں رگڑا جائے تو اُن کو آگ لگ جاتی ہے۔(تفسیر فیض الاسلام، ص ۱۱۷۵)

۳۔قدرت امام

ایک دن جابر امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور اپنی تنگدستی کی شکایت کرنے لگے۔امامؑ نے فرمایا: میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔" اسی وقت ایک شاعر اہلبیت کمیت داخل ہوا۔امامؑ کی اجازت کے ساتھ اُس نے چند ایک شعر سنائے۔

امامؑ نے اپنے غلام سے فرمایا: جاؤ ساتھ والے کمرے سے کمیت کیلئے کچھ پیسے لے آؤ۔" غلام گیا اور ایک ہزار درہم کی تھیلی لے آیا۔اور کمیت کو دے دی۔کمیت نے پھر ایک شعر امامؑ کو سنایا۔غلام امامؑ کے حکم سے پھر گیا، ایک تھیلی اور لا کر کمیت کو دی، تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا۔پھر امامؑ نے کمیت کیلئے دعا کی اور وہ چلا گیا۔جابر نے عرض کی: آپؑ نے تو فرمایا تھا کہ آپؑ کے پاس کوئی پیسے نہیں ہیں؟ لیکن آپؑ نے کمیت کو درہم کی تین تھیلیاں دی ہیں۔امامؑ نے فرمایا: تم بھی ساتھ والے کمرے میں چلے جاؤ اور اگر وہاں کوئی رقم ملے تو اٹھا لو۔جابر کمرے میں چلا گیا لیکن وہاں کچھ نہ ملا۔پھر امامؑ نے فرمایا: جو کچھ تم نے اس سے پہلے دیکھا ہے وہ ہماری قدرت کی ایک جھلک ہے۔ہم بہت کم تم لوگوں کے لیے آشکار کرتے ہیں۔(چند تاریخ ۱/۵۸)

۴۔قادر مطلق

ابو مسعود انصاری کہتا ہے: میں تازیانہ کے ساتھ اپنے غلام کو مارنے میں مصروف تھا کہ میں نے دو مرتبہ اپنے پیچھے سے آواز سنی۔دوسری مرتبہ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو پیامبر خداؐ مجھے بلا رہے تھے۔میں تازیانہ چھوڑ کر حضورؐ کی خدمت میں چلا گیا۔

حضورؐ نے فرمایا: اے ابو مسعود! خدا کی قسم، جس طاقت کا اظہار تم اس کمزور غلام پر کر رہے ہو، تمہاری نسبت خدا قادر مطلق کی طاقت اس سے کہیں زیادہ ہے۔(محجۃ البیضاء ۳/۳۴۶)

۵۔ناجائز فائدہ

۲۳۲ ہجری میں متوکل عباسی خلیفہ بنا۔کچھ مہینوں بعد اپنے وزیر محمد بن عبد الملک زیات کی کسی بات پر اس سے برہم ہو گیا۔
محمد بن عبد الملک پہلے سے وزیر چلا آرہا تھا۔متوکل نے اُسے وزارت سے ہٹا دیا اور اس کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔
محمد بن عبد الملک نے اپنی وزارت کے دوران ایک لوہے کا تندور بنوایا تھا۔جس کے کیل اس کے اندر سے نکلے ہوئے تھے۔
وہ جب کسی سے انتقام لینا چاہتا یا کسی کو سزا دینا چاہتا تھا تو اس تندور کو زیتون کے تیل کے ساتھ گرم کرتا۔اور پھر ملزم کو اس کے اندر ڈلوا دیتا۔ملزم کیل لگنے، جگہ تنگ ہونے اور حرارت کی وجہ سے وہاں دم توڑ دیتا۔متوکل نے محمد بن عبد الملک کو اُسی تندور میں ڈلوا دیا۔چالیس دن تک اُسے اس تندور میں ڈالا جاتا رہا اور آخر کار وہیں وہ مر گیا۔اس کی لاش کو نکال کر پھینک دیا گیا۔(تتمۃ المنتہیٰ، ص ۲۳۶)

باب نمبر 75

قسم اور جھوٹی نسبت

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾

اگر وہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو پہلے بھی قوم نوح، عاد و ثمود نے اپنے نبیوں کو جھٹلایا ہے۔ (حج/۴۲)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

الکذاب متھم فی قولہ وان قویت حجتہ و صدقت لھجتہ۔

جھوٹا شخص اپنی گفتار میں متہم ہے۔ چاہے اس کی دلیل مضبوط ہو اور اس کی بات ٹھیک ہو۔

(غرر الحکم ۲/۳۶۸)

۱۔ قبر پیامبرؐ سے آواز

مسجد النبیؐ میں جمعہ کے دن بنی مروان کی طرف سے منسوب شخص منبر پر گیا اور بولا: پیامبرؐ نے اپنی بیٹی کی خاطر علیؑ کو خلافت کیلئے انتخاب فرمایا۔ جبکہ آپؐ جانتے تھے کہ (نعوذ باللہ) علیؑ خیانت کار ہے۔

اُسی وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے افراد نے سنا کہ قبر پیامبرؐ سے آوازیں آنے لگیں۔ جھوٹ بول رہے ہو، اے دشمن خدا، جھوٹ بول رہے ہو، اے کافر۔ سب لوگ حیران تھے اور قبر پیامبرؐ سے صاف یہ آوازیں آ رہی تھیں۔ (خزائن کشمیری، ص ۴۸۴)

۲۔ شک

جندب بن عبداللہ کہتا ہے: نہروان کی جنگ میں مجھے شک ہونے لگا۔ کیونکہ خوارج دن میں روزہ رکھتے تھے۔ راتوں کو راز و نیاز و عبادت کیا کرتے تھے۔

امیر المومنینؑ آئے اور میرے پاس بیٹھ گئے، اتنے میں ایک سوار آیا اور کہنے لگا یا امیر المومنینؑ آپ کیوں بیٹھے ہیں؟ دشمن نہر پار کر چکے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: کیا تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟ کہا: جی ہاں۔ فرمایا: خدا کی قسم اُنہوں نے نہر پار نہیں کی اور نہ ہی کریں گے۔ میں سوچنے لگا وہ آدمی کہہ رہا ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور علیؑ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم وہ جھوٹ بول

رہا ہے۔ میں نے دل میں سوچا اگر انہوں نے پیچ میں نہر پار کر لی ہے تو میں علیؑ سے جنگ کروں گا۔

اتنے میں ایک اور آدمی آیا اور بولا: یا امیر المومنینؑ اُن سب نے نہر پار کر لی ہے۔ یہ دیکھیں میں اُن میں سے ایک کا تازیانہ لایا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا: خدا اور اس کا پیامبر سچ بولتے ہیں اور تم جھوٹ بولتے ہو۔

امامؑ نے حکم دیا۔ سب گھوڑوں پر سوار ہوئے اور نہروان کی طرف چلے۔ میں امامؑ کے ساتھ تھا۔ جب ہم نہر کے قریب پہنچے تو دیکھا سب دشمن نہر کے دوسری طرف کھڑے تھے اور انہوں نے نہر پار نہ کی۔

امامؑ نے میری طرف رخ کیا اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور فرمایا: اے جندب تم نے شک کیا تھا۔ اب کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کی: خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ (مدینۃ المعاجز، ص ۳۳۵)

۳۔ جھوٹی قسم

پیامبر خداؐ ایک جگہ سے گذر رہے تھے۔ دو آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔ وہ دونوں بکروں کی خرید و فروش میں مصروف تھے۔ دونوں قسمیں کھا رہے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا: خدا کی قسم اس سے کم نہیں بیچوں گا۔ دوسرا کہہ رہا تھا: خدا کی قسم اس سے زیادہ قیمت تمہیں نہیں دوں گا۔ آخر کار گاہک نے وہ بکرا خرید لیا۔ پیامبر خداؐ نے فرمایا: تم دونوں میں سے ایک نے گناہ کیا ہے۔ جھوٹی قسم کا کفارہ ادا کر۔ (محجۃ البیضاء ۵/۲۴۰)

۴۔ کہانیاں سنانے والے

بعض افراد کی طرف سے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: کچھ لوگ عوام کیلئے کہانیاں سناتے ہیں۔ کیا اُن کو سننا جائز ہے؟ امامؑ نے فرمایا: حلال نہیں ہے۔ اگر کوئی اسے شخص کے کلام کو سنے گا بے شک اس نے اس کی عبادت کی۔ اگر کہنے والا خدا تعالیٰ کی طرف سے بات کرے، یعنی سچ اور حق بات کرے، تو اس کی بات سننے والے نے خدا کی عبادت کی۔ اور اگر کہنے والا ابلیس کی طرف سے بات کرے یعنی اس میں جھوٹ اور باطل کی طرف نسبت دی گئی ہو تو اس سننے والے نے ابلیس کی عبادت کی۔

(منتہی الآمال ۱/۴۷)

۵۔ خدا کی قسم جھوٹ بول رہے ہو

امیر المومنینؑ مسجد میں بیٹھے تھے۔ لوگ آپؑ سے عقیدت و محبت کا اظہار کر رہے تھے۔ خوارج میں سے ایک شخص آیا اور بولا: یا علیؑ میں آپؑ سے ظاہر اور باطن میں محبت کرتا ہوں۔ امامؑ نے اس کی طرف گور کر دیکھا اور فرمایا: خدا کی قسم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم بالکل بھی مجھ سے محبت نہیں کرتے۔" وہ شخص رونے لگا۔ امامؑ نے فرمایا: خدا جانتا ہے کہ تو مجھے دوست نہیں رکھتا۔ اس خارجی نے ہاتھ آگے بڑھایا اور امامؑ کی بیعت کی۔ امامؑ نے فرمایا: بے شک تو عراق میں مارے جاؤ گے۔ جبکہ تمہارے گھر والے اور تمہاری قوم

تمہیں پہچان نہ سکیں گے۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: کچھ ہی عرصے بعد وہ پھر خوارج کے ساتھ مل گیا۔ نہروان میں علیؑ کے ساتھ لڑا اور مارا گیا۔ جنگ کے بعد جب اس کے گھر والے آئے اس کی لاش کو نہ پہچان سکے۔ (مدینۃ المعاجز، ص ۳۵۵)

باب نمبر 76

قصاص

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ

بے شک جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت ہے۔ ہر زخمی کیلئے قصاص ہے۔ اگر کوئی اُسے بخش دے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ حساب کیا جائے گا۔ (مائدہ/۴۵)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

انظروا اذا انا مت من ضربته هذه فاضربوه ضربة بضربة ولا تمثلوا بالرجل.

ٹھیک طرح سے دیکھو کہ اگر میں اس (ابن ملجم) کی ضربت سے وفات پاتا ہوں تو اس کو صرف ایک ہی ضربت لگانا۔ اس کے ہاتھ پاؤں کو قطع مت کرنا۔ (نہج البلاغہ، ص ۴۲۳)

ا۔ باہلی

عرب کے زمانہ جاہلیت میں کچھ علاقے ایسے تھے جہاں اگر کوئی مارا جاتا تو قبائل اتنے افراد قتل کرتے کہ بالآخر معاملہ خود ہی ختم ہو جاتا۔ ان ہی قبائل میں سے قبیلہ باہلی بھی تھا۔ جس کے بارے میں یہ ضرب المثل مشہور تھی کہ اگر کسی کتے سے کہا جائے کہ تو باہلی ہے تو وہ چیخ کر کہے گا خبردار جو یہ نسبت مجھے دی تو۔

پیامبر خدا سے پوچھا گیا کہ اگر قاتل باہلی قبیلہ سے ہو پھر بھی ایک کے بدلے میں صرف ایک ہی کو قتل کیا جائے گا؟ پیامبر نے فرمایا: اگرچہ باہلی ہو پھر بھی ایک کے بدلے میں ایک۔ اور جس کی آنکھ ضائع ہوئی ہو تو صرف چوٹ لگانے والے کو سزا ملے گی۔

(جامع النورین، ص ۲۹۸)

۲۔ تین حصے

پیامبرؑ کے زمانے میں ایک عورت نے مذاق ہی مذاق میں ایک دوسری عورت کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا۔ ایک تیسری عورت آئی اور اس نے پہلی عورت کو چٹکی بھری۔ جس کی وجہ سے اس کا پاؤں زمین سے اکھڑ گیا۔ اوپر بیٹھی عورت زمین پر گری۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور اسی سے وہ مرگئی۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: مقتول کا دیہ تین حصوں میں تقسیم ہوگا۔ یک سوم خود مرنے والی عورت کے حصے میں ہے۔ جو کھیل تماشے کیلئے سوار ہوئی۔ یک سوم اس عورت کے ذمے ہے جس نے اُسے اپنے کندھوں پر اٹھایا تھا۔ جو اُسے ادا کرنا چاہیے۔ تیسرا ایک سوم اس عورت کے ذمے ہے جس نے چٹکی بھری تھی۔

لوگوں نے اس فیصلہ کی خبر پیامبر اکرمؐ کی خدمت میں پہنچائی ۔ پیامبرؐ نے اس فیصلے کو درست قرار دے دیا۔

(الارشاد، ص ۱۰۵)

۳۔ ایک آنکھ نکال دی

ایک غلام نے کسی کو تھپڑ مارا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ اس آدمی نے خلیفہ کو شکایت کی۔ غلام نے کہا: میں دیہ دینے کو تیار ہوں۔ اس آدمی نے کہا میں دیہ نہیں لوں بلکہ میں قصاص کروں گا۔

اس بات کو امیر المومنینؑ کی خدمت میں پہنچایا گیا۔ امامؑ نے دیہ کو دو برابر کردیا۔ اس مرد نے پھر بھی قبول نہ کیا۔ حکم دیا گیا، غلام کو حاضر کیا گیا۔ ایک شیشہ اور کچھ روئی منگوائی گئی۔ روئی کو کسی چیز سے بھگویا گیا۔

اس غلام کی آنکھوں، پلکوں پر وہ روئی رکھی گئی۔ پھر اس کی آنکھ کو سورج کی روشنی کے سامنے رکھا گیا۔ پھر شیشے کے ذریعے سورج کی کرنیں اس کی آنکھوں پر ڈالی گئیں۔ پھر اس سے کہا گیا کہ اس شیشے کی طرف دیکھتا رہے۔ شیشے کی طرف مسلسل دیکھنے کی وجہ سے اس کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی۔ اور یوں قصاص لے لیا گیا۔ (قضاوت ہائے امیر المومنینؑ، ص ۱۰۳)

۴۔ بے گناہ

ایک آدمی رفع حاجت کیلئے کسی ویران جگہ پر گیا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ ایک تازہ لاش پڑی ہے۔ چاقو اس کے سینے میں ہے، اور وہ لاش ابھی تڑپ رہی ہے۔ اتنے میں پولیس والے آن پہنچے اور قتل کے الزام میں اس آدمی کو گرفتار کرلیا اور خلیفہ کے پاس لے گئے۔ اس آدمی نے کہا: میں قاتل نہیں ہوں۔ لیکن خلیفہ نے قبول نہ کیا اور حکم دیا کہ اسے قتل کردیا جائے۔ وہ ایک جوان موجود تھا اس نے کہا: اس بے گناہ کو کیوں قتل کرتے ہو؟ اسے چھوڑ دو اور مجھے قتل کردو۔

اسی وقت امیر المومنینؑ پہنچے اور فرمایا: کسی کو بھی قصاص کے عنوان سے قتل نہ کرو۔ خلیفہ نے پوچھا: آخر کیوں؟ فرمایا: پہلے

والے نے تو بالکل قتل نہیں کیا اور دوسرے والا پہلے والے کی جان بچانا چاہتا ہے۔ قتل اس نے بھی نہیں کیا۔

خلیفہ نے کہا: اگر علیؑ نہ ہوتے میں ہلاک ہو جاتا۔ (جامع النورین، ص ۲۹۹)

۵۔ سوادہ بن قیس

پیامبر خداؐ اپنی زندگی کے آخری ایام میں مسجد تشریف لائے اور فرمایا: جس کسی نے مجھ سے کچھ لینا ہے یا اگر کسی کا مجھ پر کوئی حق ہے تو وہ مجھ سے طلب کر سکتا ہے۔'' سوادہ بن قیس اٹھا اور کہا: آپؐ طائف سے واپس آ رہے تھے، اونٹ پر سوار تھے، آپؐ نے اپنی چھڑی اٹھائی تا کہ اونٹ پر لگائیں لیکن وہ میرے پیٹ پر لگ گئی تھی۔ مجھے نہیں معلوم وہ غلطی سے لگی تھی یا جان بوجھ کر ماری گئی تھی۔ پیامبر خداؐ نے فرمایا: میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ جان بوجھ کر تھی۔ (یعنی جانتے بوجھتے ایسا نہ کیا تھا)

وہ چھڑی پیامبر اکرمؐ کے گھر سے لائی گئی۔ پیامبرؐ نے فرمایا: قصاص کرو تا کہ راضی ہو جاؤ۔'' سوادہ نے قصاص کی بجائے آگے بڑھ کر حضورؐ کے شکم مبارک کا بوسہ لیا۔ اور کہا: خدایا! شکم مبارک ومطہر پیامبرؐ کے صدقے میں مجھے قیامت کے عذاب سے نجات دے دے۔ پیامبرؐ نے فرمایا: معاف کرتے ہو یا قصاص لو گے؟ عرض کی: معاف کرتا ہوں۔ فرمایا: خدایا! سوادہ نے تمہارے رسولؐ کو درگذر کیا تو بھی اُسے معاف فرمادے۔ (محجۃ البیضاء ۸/ ۲۷۵)

باب نمبر 77

دل

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ

آگاہ رہو کہ صرف یادِ خدا سے دل مطمئن ہوتے ہیں، قرار پاتے ہیں۔ (رعد/۲۸)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ازالة الجبال اهون من ازالة قلب من موضعه.

پہاڑ کو ہٹانا آسان ہے لیکن دل کو موڑنا مشکل ہے۔ (تفسیر معین، ص ۱۰۹۔ بحار الانوار ۷۸/ ۲۴۰)

۱۔ منقلب ہونا

سلام ابن مستنیر کہتا ہے: میں امام باقر علیہ السلام سے عرض کی: جب تک ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں ہمارے دل صاف ہوتے ہیں۔ ہم دنیا کو بھول جاتے ہیں۔ دولت وثروت ہماری نظر میں بے ارزش ہو جاتی ہے۔ لیکن جیسے ہی آپ کے حضور سے اٹھ کر جاتے ہیں۔ لوگوں سے ملتے ہیں، پھر سے دنیا کی محبت ہمارے دل میں جاگ جاتی ہے؟

امام نے فرمایا: دل منقلب ہوتا رہتا ہے کبھی سخت ہو جاتا ہے اور کبھی نرم پڑ جاتا ہے۔

صحابہ نے بھی پیامبر اکرمؐ سے کچھ ایسی قسم کا سوال کیا تھا۔ پیامبرؐ نے ارشاد فرمایا: اگر تم لوگ پہلے والی حالت پر باقی رہو تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں گے، اور تم پانی پر چلنے لگو گے۔ (اصول کافی ۲/ ۴۲۳)

۲۔ دردِ دل

سہل بن عبداللہ ششتری (م ۲۹۳) کے پاس ایک شخص آیا اور روتے ہوئے کہنے لگا: میرے گھر میں چور آ گئے، میرا سارا مال واسباب لوٹ کر بھاگ گئے۔

سہل نے کہا: خدا کا شکر ادا کرو۔ اگر چور شیطان ہوتا اور وہ تمہارے دل میں داخل ہو جاتا، وہاں سے وہ توحید کو لے جاتا۔ اس وقت تم کیا کرتے؟ (رنگارنگ ۲/ ۱۵۵)

۳۔ رقت قلب

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن پیامبر خداؐ اپنی جگہ پر بیٹھے تھے۔ عبد اللہ بن تیہان آیا اور عرض کی: یا رسول اللہؐ میں آپؐ کی خدمت میں اکثر آ کر بیٹھتا ہوں، آپؐ کی باتیں سنتا ہوں۔ لیکن میرے اندر رقت قلب کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ میرے آنسو جاری نہیں ہوتے۔

پیامبرؐ نے فرمایا: مسور کی دال کھاؤ۔ رقت قلب پیدا ہو جائے گی۔ آنسو جاری ہو نگے۔ ستر پیامبروں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ (مکارم اخلاق ۱/۳۵۷)

۴۔ دل کا سکون

سعدی کہتا ہے: میں نے سنا کہ ایک نیک فقیر شخص بہت تنگ دست تھا۔ بہت مشکلات میں تھا اور دکھی تھا۔ اپنے پھٹے کپڑوں کو بار بار سیتا۔ دل کے آرام کیلئے کہتا: خشک روٹی پر قناعت کروں گا۔ کپڑوں پر پیوند لگاؤں گا۔ محنت کرنا اچھا ہے خلق کی منت کرنے سے بہتر ہے۔

کسی نے کہا: شہر میں ایک نیک آدمی ہے۔ جو خشنودی خدا کی خاطر دردمندوں کی مدد کرتا ہے۔ اس کے پاس جاؤ اور اپنی حالت بیان کرو۔ تاکہ تمہارے لیے روٹی اور کپڑے کا انتظام کر دے۔

اس فقیر نے کہا: خاموش رہو۔ صبر کرنا اور پھٹے پرانے کپڑے پہننا بہتر ہے۔ ہمسائے کی مدد سے جنت میں جانا، اور جہنم کا عذاب سہنا برابر ہے۔ (گلستان سعدی، ص ۱۵۲)

۵۔ شرح صدر

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

جناب موسیٰؑ لوگوں کو اور اپنے صحابہ کو موعظہ کر رہے تھے۔ آپؑ کی باتوں کے اثر کی وجہ سے اچانک ایک آدمی اٹھا اور اپنے کپڑے پھاڑنے لگا۔

خداوند عز و جل نے جناب موسیٰؑ کو وحی کی کہ اس آدمی سے کہیں کہ اپنے کپڑے نہ پھاڑے۔ بلکہ اپنے دل کو میرے لیے کھول دے۔ (سفینۃ البحار ۲/۴۴۲)

باب نمبر 78

کافر

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ

(مومن کہتے ہیں: خدایا!) تم ہمارے مولا اور سرپرست ہو۔ پس ہمیں کافروں پر کامیاب فرما۔

(بقرہ/۲۸۶)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

الکافر الدنیا جنته والعاجلة همته والموت شقاوته والنار غایته.

کافر کیلئے دنیا جنت ہے۔ اس جہان کی زندگی اس کی ہمت پر ہے۔ موت اس کیلئے بدبختی ہے۔ جہنم اس کا انجام ہے۔ (غرر الحکم ۲/۳۸۸)

۱۔ فرعون اور شیطان

شیطان ایک مصری آدمی کی شکل میں فرعون کے پاس آیا۔ فرعون کیلئے انگور لے کر آیا تا کہ اس کے لیے موتی بنا دے۔ فرعون نے دیکھا کہ کمرے کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ فرعون سوچ رہا تھا، اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ شیطان نے کہا: بادشم اس خدا پر جو یہ نہیں جانتا کہ اس در کمرے کے پیچھے کون ہے۔

شیطان آگے بڑھا اور انگور کو موتیوں میں بدل دیا پھر بولا: تم انصاف کرو۔ میں اتنے کمالات کے ساتھ بندگی کے لائق نہ رہا اور اس جہالت کے ساتھ خدائی کا دعویٰ کرتے ہو۔

فرعون نے پوچھا: تم نے آدمؑ کو سجدہ کیوں نہ کیا اور خدا کے حکم کا انکار کیوں کیا؟ شیطان بولا: کیونکہ میں جانتا تھا اس کی نسل سے تم جیسے پیدا ہوں گے۔ (انوار نعمانیہ، ص ۸۰)

۲۔ اعتقاد

تین افراد امام صادق علیہ السلام کے پاس آئے۔ امامؑ نے معتزلی سے پوچھا: تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ کہا: اس خدا کی

جس کی کوئی صفت نہیں ہے۔ (اس کے حصے نہیں ہو سکتے)

پھر امامؑ نے مشبہ سے پوچھا: تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ کہا: اس خدا کی جس کی صفات کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔ (یعنی ایک دن انسان خدا کے ساتھ ہاتھ ملا سکے گا۔ ملاقات کر سکے گا۔ قیامت کے دن ایسا ہوگا۔)

مومن سے پوچھا: تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ بولا: اس خدا کی جو صفات کمال رکھتا ہے، عقل اور حس کے ساتھ اس کو ادراک نہیں کیا جاسکتا۔

امامؑ نے معتزلی سے فرمایا: تم عدم کی عبادت کرتے ہو۔ مشبہ سے فرمایا: تم بت کی عبادت کرتے ہو۔ مومن سے فرمایا: تم عالمین کے خدا کی عبادت کرتے ہو۔ (لطائف طوائف، ص ۴۵)

۳۔ علیؑ کی ذات میں شک کفر ہے

پیامبرؐ کی زندگی کے آخری ایام میں ابن عباس حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: کیا موت آپؐ سے نزدیک ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کی: آپ اپنے بعد ہمیں کس بات کی نصیحت فرماتے ہیں۔

پیامبرؐ نے فرمایا: علیؑ کے مخالف کے ساتھ مخالفت کرو۔ اس کی مخالفت کرنے والوں کی مدد کرنے والوں کے ہمراہ نہ ہونا۔ عرض کی: یہ بات لوگوں سے واضح الفاظ میں کیوں نہیں فرماتے؟

پیامبر گریہ کرنے لگے اور بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا: جو پیامبر بھی دنیا سے گیا۔ کچھ لوگ اس کی مخالفت کرنے لگے۔ اس کے حق کا انکار کرنے لگے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تم سے راضی رہے تو علیؑ کے راستے پر چلو۔ علیؑ کے بارے میں شک کو دل میں راستہ مت دو۔ کیونکہ علیؑ کی ذات میں شک کرنا خدا کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔ (محجۃ البیضاء ۸/ ۲۷۳)

۴۔ شوہر کے حق کا انکار

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: عید قربان کے دن پیامبر اکرمؐ اونٹ پر سوار ہوئے اور مدینہ سے باہر چلے گئے۔ راستے میں کچھ عورتوں کو دیکھا تو فرمایا: اے عورتوں کے گروہ! اپنے شوہروں کو تسلیم کرو اور ان کی اطاعت کرو، ورنہ تم میں سے اکثر آگ میں چلی جاؤ گی۔

عورتیں یہ سن کر رونے لگیں۔ ایک عورت اٹھی اور بولی: یارسول اللہ! کیا ہم کافروں کے ساتھ جہنم میں ہوں گی، جبکہ ہم کافر نہیں ہیں۔ پیامبرؐ نے فرمایا: آپ اپنے شوہروں کے حق کا انکار کرو گی تو کافر ہو جاؤ گی۔ (محجۃ البیضاء ۳/ ۱۳۳)

۵۔ فرعون اُمت

الدول اور مسند احمد میں ہے کہ پیامبر اکرمؐ نے فرمایا: اس اُمت ایک آئے گا جس کا نام ولید بن یزید ہے (م ۱۲۶)۔ وہ

اپنی قوم میں فرعون سے بھی بدتر ہے۔

ولید بن یزید اموی خلیفہ تھا، وہ ایک ناپاک خبیث شخص تھا۔ وہ ہر طرح کا گناہ کرتا، فسق و فجور اور کفر تک انجام دیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے قرآن پاک سے استخارہ کیا تو یہ آیت آئی "واستفتحو او خاب کل جبار عنید۔ اُنہوں نے خدا سے کفار پر فتح کی درخواست کی ہے، جبکہ سرانجام ہر گردن اکڑانے والا نابود ہو گیا۔ (ابراہیم/ ۱۵)

اس نے غصے سے قرآن پاک کی جلد کو ایک جگہ رکھا اور تیر سے نشانہ مارا، جس سے قرآن پاک کی جلد پارہ پارہ ہو گئی۔ ساتھ ہی ساتھ یہ شعر بھی پڑھ رہا تھا کہ کون کہتا ہے کہ کوئی وحی یا کوئی آسمانی کتاب ہے۔ جس کے ذریعے ہاشمی خاندان نے ڈرامہ رچایا ہے۔ ایک صبح موذن فجر کی اذان کہہ رہا تھا۔ ولید شراب پی رہا تھا۔ اس دوران اس نے اپنی کنیز کے ساتھ ہمبستری کی۔ پھر مستی کے عالم میں اپنے کپڑے کنیز کو پہنا کر بھیج دیا تا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا آئے۔

اُس نے ایک سال اور دو سو دو دن خلافت کی۔ (تتمۃ المنتہیٰ ۳/ ۱۳۳)

باب نمبر 79

کریم (بخشنے والا)

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاِنَّ رَبِّیۡ غَنِیٌّ کَرِیۡمٌ ﴿۴۰﴾

(سلیمانؑ نے کہا:) بے شک میرا پروردگار بے نیاز اور کریم ہے۔(نمل/۴۰)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

الکریم اذا ایسر اسعف واذا اعسر خفف.

کریم انسان وہ ہے جس کا ہاتھ کھلا ہو، لوگوں کی حاجت کو پورا کرے، جب وہ تنگدست ہو تو عطا اور بخشش کو کم کردے۔(یعنی بالکل بند نہ کردے۔)(غررالحکم ۲/۳۷۶)

ا۔ کرم و معذرت خواہی

امام حسن علیہ السلام کے پاس ایک آدمی آیا اور اپنی پریشانی و تنگدستی کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے: میری ظاہری حالت میرے فقر پر گواہ ہے۔ آپ کی طرف سوالی بن کر آیا ہوں، جو کہ صاحب کرم ہیں۔

امام نے اپنے خزانچی کو بلایا اور فرمایا: تمہارے پاس کتنا مال ہے؟ اس نے عرض کی: بارہ ہزار درہم۔ فرمایا: وہ سارے درہم اس فقیر شخص کو دے دو، جو کہ مجھ سے (اپنی حاجت بیان کرتے ہوئے) شرمسار ہو رہا ہے۔ خزانچی نے عرض کی: پھر نان ونفقہ کیلئے کچھ باقی نہیں بچے گا۔ فرمایا: تم وہ سب اس حاجت مند کو دے دو۔ اور خدا پر نیک گمان کرو کہ خداوند اس کا بہتر بدلہ دے گا۔"بس پھر وہ سب درہم اس فقیر شخص کو دے دیے اور معذرت کرتے ہوئے فرمایا: ہم تمہیں تمہارا حق تو نہیں دے سکے، لیکن جتنا کچھ تھا وہ تمہیں دیا ہے۔(منتہی الامال ۱/ ۲۲۳)

۲۔ سونا بن گیا

محمد بن اسلم طوسی، حافظان حدیث میں سے تھا۔ امام رضا علیہ السلام کے ساتھ نیشاپور آیا۔ وہ نمدین کے کپڑے اور ٹوپی پہنتا تھا۔ ہمیشہ پیسے اور چیزیں ادھار مانگتا رہتا تھا۔ اور سب کچھ فقرا میں تقسیم کردیتا تھا۔ پھر ایک یہودی نے اس سے کہا: مجھے میرا ادھار واپس کرو۔ اس نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

لیکن یہ قلم تراش کرنے کے بعد کچھ ضائع شدہ لکڑی کے ٹکڑے ہیں، ان کو اٹھالو۔ جیسے ہی اس یہودی نے وہ لکڑی کا بھورا اٹھایا وہ سونے کے ٹکڑے میں بدل گیا۔ یہودی کہنے لگا: جس دین میں ایسے لوگوں کی وجہ لکڑی کا بھورا بھی سونا بن جائے وہ دین باطل نہیں ہے۔ اور پھر وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص ۲۸۹)

۳۔ صدر محفل

حاتم طائی نے مہمانوں کیلئے دستر خوان بچھایا اور عرب کے بزرگوں کو دعوت دی۔ سب بزرگوں کو اچھی اور خاص جگہ پر بیٹھایا۔ وہاں ایک برہنہ فقیر آ گیا۔ حاتم طائی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے صدر محفل کی جگہ بیٹھا دیا۔

بزرگان نے اعتراض کرتے ہوئے کہا: او حاتم تم نے ہمیں دعوت کی ہے تا کہ ہماری محفل میں اس ننگے فقیر کو صدر محفل کی جگہ بیٹھاؤ۔ حاتم نے جواب میں کہا: آپ کو آپ کی دولت اور ثروت نے ایسے اچھے مقام پر بیٹھایا ہے لیکن اس برہنہ فقیر کو میرے کرم نے اس مقام پر بیٹھایا ہے۔ (خزائن کشمیری، ص ۱۹۸)

۴۔ خفیہ عطا

ابو جعفر خثعمی کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام نے ایک طلا کی تھیلی مجھے عنایت کی۔ اور فرمایا: اسے فلاں مرد ہاشمی کو دے آؤ، اور اسے نہ بتانا کہ کس نے دی ہے۔

میں وہ تھیلی لے گیا اور اس آدمی کو دے دی۔ اس نے کہا: خدا جزائے خیر دے اس کو جس نے یہ مال میرے لیے بھیجا ہے۔ وہ ہمیشہ میرے لیے یہ بھیجتا رہتا ہے۔ میری زندگی کا نظام اسی سے چلتا ہے۔ لیکن جعفر صادق کہ جس کے پاس اتنا کچھ ہے۔ وہ مجھے ایک درہم بھی نہیں دیتا۔ (منتہی الامال ۲/۱۲۸)

۵۔ بڑا دروازہ

امام جواد علیہ السلام کی پھوپھی اماں اور چچا کی تعداد اچھی خاصی تھی۔ امام رضا علیہ السلام مامون کے حکم سے ایران تشریف لے گئے تھے۔ اس وقت امامؑ کی عمر مبارک باون سال تھی۔ امام جواد علیہ السلام کے کچھ اطرافی لوگ ضرور تمندوں کو امام کی خدمت تک نہیں پہنچنے دیتے تھے۔ امام رضا علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو خط لکھا:

میں نے سنا ہے کہ تمہارے اطرافی لوگ اس بات میں بھلائی سمجھتے ہیں کہ چھوٹے صحن سے خالی گلی والے راستے سے تمہارا آنا جانا ہو۔ تا کہ ضرورت مند لوگ تم تک نہ پہنچ سکیں۔ میرا خط تم تک پہنچ گیا ہے۔ میں حکم کرتا ہوں کہ گھر کے بڑے دروازے سے باہر نکلا کرو، اور عام لوگوں کے گذرنے کی جگہ سے آیا جایا کرو۔ تا کہ حاجت مند تم سے مل سکیں۔ جتنا زیادہ اُن کی ضرورت کو پورا کر سکتے ہو وہ انجام دو۔ اور جو ضرورت پوری نہ کر سکو، اس میں تمہارا عذر قبول کیا جائے گا۔ (منہاج الدموع، ص ۱۲۵)

باب نمبر 80

برزخی کان

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾

اُسے تمہارے تذکر کا وسیلہ قرار دیا ہے۔ اُسے سننے والے کان سن سکتے ہیں۔ (حاقہ/ ۱۲)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

عوّد اُذنك حُسن الاستماع.

اپنے کانوں کو اچھی باتیں سنانے کی عادت ڈالو۔ (غرر الحکم ۱/ ۵۴۳)

۱۔ تازہ لسی

دروازہ تہران کے بازار میں ایک آدمی کی لسی بیچنے کی دکان تھی۔ لوگوں کی توجہ اپنی طرف کرنے کی خاطر وہ لسی کے ٹب میں سے ایک ڈونگا بھر کر نکالتا اور اوپر لے جا کر پھر سے ٹب میں خالی کر دیتا اور آواز لگاتا، تازہ لسی کا پیالہ۔ اس جملے کا بار بار تکرار کرتا۔

شیخ رجب علی خیاط کہا کرتا تھا: جب وہ فوت ہو گیا تو میں اُس کی قبر پر گیا۔ وہاں جا کر مجھے اس کا وہ جملہ یاد آیا۔ میں نے سوچا برزخ میں بھی شاید آواز لگاتا ہو کہ تازہ لسی کا پیالہ۔ کیونکہ دنیا میں جو انسان کی عادت پکی ہو جائے۔ وہ برزخ میں بھی اس کے اثرات ساتھ لے جاتا ہے۔ (شیخ کی یادیں، ص ۱۲۵)

۲۔ ظالم بادشاہ

امیر المومنینؑ نے جنگ نہروان سے واپسی پر ایک کھوپڑی دیکھی۔ اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس کھوپڑی سے آواز آئی میں ایک ظالم بادشاہ تھا۔ میرا نام پرویز ہے میں ہرم کا بیٹا ہوں۔ میں نے ایک ہزار شہر فتح کیے ہیں، ایک ہزار شہر تباہ کیے ہیں۔ میری بہت ساری کنیزیں تھیں۔ میں نے ہر بادشاہ کو شکست دی اور اس کے ملک پر قبضہ کیا، پھر وہاں کے لوگوں پر ظلم کیا۔ پھر جب عزرائیلؑ نے میری جان قبض کر لی تو اہل زمین میرے ظلم سے نجات پا گئے۔ اب مجھ پر بہت سخت عذاب ہے۔ اسے حساب نہیں کیا جا سکتا۔ جب کھوپڑی کی روح باتیں کرنے سے رک گئی۔ تو جو لوگ اس بادشاہ کی آواز سن رہے تھے، وہ زور زور سے رونے لگے،

اپنے سر اور چہرے پر مارنے لگے۔(مدینۃ المعاجز،ص ۹۴)

۳۔تازہ وسبز کھیرے

ایک اہل علم شخص کہتا ہے: ہم شیخ حسن علی اصفہانی کے کہنے پر فاتحہ پڑھنے کیلئے ایک قبرستان میں گئے۔شیخ نے کہا: توجہ کرو اور سنو کہ اس قبر سے کیا آواز آرہی ہے؟ ہم نے توجہ کی اور شیخ کی دعا سے ہمیں قبر سے آواز سنائی دی کہ تازہ وسبز کھیرے لے لو۔

ہم نے پوچھا: کیا ماجرا ہے؟ شیخ نے بتایا کہ یہ اس قبر میں موجود شخص سبزی فروش تھا۔وہ عالم برزخ میں ہے اور وہ آج بھی یہ سمجھتا ہے کہ وہ سبزی بیچ رہا ہے۔اس لیے ہمیشہ یہ آواز لگا تا رہتا ہے۔

پھر شیخ نے کہا: اب دوسری قبر میں سے سنو کیا آواز آرہی ہے؟ ہم نے کان لگا کر سنا تو لا الہ الا اللہ پڑھنے کی آواز آرہی تھی۔ شیخ نے بتایا کہ اس قبر میں موجود شخص اہل ذکر و نیک آدمی تھا۔وہ ہمیشہ لا الہ الا اللہ کا ذکر کیا کرتا تھا۔اس لیے عالم برزخ میں وہ ہمیشہ یہی ذکر کرتا رہتا ہے۔(نشان بے نشان ص۱۱۱/ ۱۰۳)

۴۔مسجد

عراق کے شہر بابل میں ایک مسجد بنائی گئی جس کا نام مسجد جمجمہ رکھا گیا۔اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ امیر المومنینؑ کا یہاں سے گذر ہوا۔آپؑ نے یہاں نماز ادا کی۔نماز کے بعد آپؑ کی نظر ایک کونے میں پڑی کھوپڑی پر پڑی۔آپؑ نے اس سے سوال کیا۔

تو اس سے آواز آئی کہ میں فلاں ابن فلاں ہوں۔میں ایک ملک کا بادشاہ تھا۔امیر المومنینؑ نے اس سے سارے حالات پوچھے۔بادشاہ کی کھوپڑی نے اپنے سارے حالات بیان کیے۔یہ بات وہاں موجود افراد کے لیے عبرت کا باعث تھی۔اس لیے امامؑ کی اس کھوپڑی کے ساتھ گفتگو کی جگہ پر مسجد تعمیر کی گئی جس کا نام مسجد جمجمہ رکھا گیا۔(مدینۃ المعاجز،ص ۹۵)

۵۔حمام

عالم ربانی شیخ حسن علی نخودکی اصفہانی جب بھی ایک حمام کے سامنے سے گذرتے، اُن کی حالت دگرگون ہو جاتی۔اُن کے چہرے کا رنگ بدل جاتا۔شیخ مسلسل استغفار کرنے لگتے۔بہت تعجب کے ساتھ لا الہ الا اللہ کا ورد کرنے لگتے۔

شیخ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو شیخ نے کہا: اس حمام کا مالک کئی سال پہلے فوت ہو گیا تھا۔وہ بہت پست کردار انسان تھا۔بہت دنیادار شخص تھا۔جب سے وہ مرا ہے روز یہاں آتا ہے۔اس حمام کے باہر بیٹھ جاتا ہے۔چیخ چیخ کر کہتا ہے کہ تم لوگ میری چیزوں کو کیوں استعمال کر رہے ہو۔اس کی یہ حالت دیکھ کر میری حالت تبدیل ہو جاتی ہے۔(نشان بے نشان ص۱۱۱/ ۱۰۲)

باب نمبر81

ماں

خداوندتعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

مریم کی ماں نے کہا: (خدایا میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے۔) اُسے اور اس کی اولاد کو (تیری بارگاہ سے راندہ شدہ) شیطان کے وسوسوں سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ (آل عمران/۳۶)

حدیث میں ہے:

جاء رجل الی النبی ﷺ فقال یارسول الله من ابر؟ قال: أمك قال ثم من؟ قال: امك قال ثم من؟ قال امك قال ثم من؟ قال اباك.

ایک شخص نبی کریمؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کی: میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟ فرمایا: اپنی والدہ کے ساتھ۔ اس نے پھر سوال کیا۔ فرمایا: اپنی والدہ کے ساتھ۔ تیسری مرتبہ اس نے پھر سوال کا تکرار کیا۔ فرمایا: اپنی والدہ کے ساتھ۔ اس نے چوتھی مرتبہ سوال تکرار کیا۔ فرمایا: اپنے والد کے ساتھ۔

(محجۃ البیضاء ۳/۴۳۹)

ا۔ ولادت کے وقت

ایک شخص پیامبرؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کی: میرے والد دنیا سے جا چکے ہیں۔ میری والدہ بہت بوڑھی اور کمزور ہو چکی ہیں۔ میں بالکل بچوں کی طرح روٹی کو چبا کر زم کرنے کے بعد اپنی والدہ کے منہ میں رکھتا ہوں۔

شیر خوار بچوں کی طرح والدہ کو کپڑے میں لپیٹ کر، اُنہیں سلاتا ہوں۔ اُن کے سرہانے بیٹھا رہتا ہوں۔ پھر مجھے والدہ کی باتوں کی سمجھ نہ آتی تھی میں نے خدا سے دعا کی کہ مجھے پستان عطا کرے تا کہ میں اپنی والدہ کو دودھ پلا سکوں۔

خداتعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی۔ یہ دیکھ کر پیامبر اکرمؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر فرمایا: تم نے (دنیا و آخرت کی) کامیابی حاصل کر لی ہے۔ تم تہہ دل سے (ماں کی خدمت کیلئے) پروردگار سے دعا کی جو کہ قبول ہو گئی۔

اس نے عرض کی: کیا میں نے اپنی والدہ کے حقوق کو ادا کر دیا ہے؟ پیامبرؐ نے فرمایا: ہرگز بھی ماں کا بدلہ نہیں دے سکتے۔ تم اس ایک آہ کا بدلہ نہیں دے سکتے جو اس نے تمہاری ولادت کے وقت تکلیف کی وجہ سے کی تھی۔ (مستدرک الوسائل ۲/ ۶۳۱)

۲۔ ماں کو کندھوں پر اٹھانا

ایک شخص طواف کے دوران اپنی ماں کو کندھوں پر اٹھا کر طواف کعبہ میں مصروف تھا۔ اس نے پیامبر خداؐ کو دیکھا تو عرض کی: کیا اس کام کے ساتھ میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ حتیٰ وضع حمل کے دوران کی ایک چیخ کا بدلہ بھی ادا نہیں کر سکے۔ (تفسیر نمونہ ۱۲/ ۸)

۳۔ ام وہب

ام وہب کربلا میں تھیں، انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا: جاؤ بنت رسولؐ کے فرزندؑ کی نصرت کرو۔ وہب اطاعت کرتے ہوئے میدان جنگ میں گیا۔ اور بہت دیر لڑنے کے بعد واپس آیا۔ ماں سے بولا: کیا اب آپ مجھ سے راضی ہیں؟

ماں نے کہا: میں اس وقت تم سے راضی ہوں گی جب تم حسینؑ کی راہ میں مارے جاؤ گے۔ وہب کی تازہ شادی ہوئی تھی۔ اس کی بیوی نے کہا: وہب کہاں جاتے ہو؟ ماں نے کہا: بیٹا! اپنی بیوی کے کہنے پر رک مت جانا۔ آج امتحان کا دن ہے۔ اگر آج تم نے اپنے آپ کو حسینؑ پر قربان نہ کیا تو میں اپنا دودھ نہیں بخشوں گی۔

وہب میدان میں چلا گیا۔ بہت بہادری سے لڑا اور شہید ہو گیا۔ ام وہب نے جوان بیٹے کی لاش کو اٹھایا اور سر کو اپنی گود میں لیا، اُسے اپنے سینے سے لگایا اور بولی اب میں تم سے راضی ہوں اور تمہیں اپنا دودھ بخشتی ہوں۔ (بحار الانوار ۴۵/ ۱۶)

۴۔ اندر آنے کی اجازت

ایک شخص نے پیامبرؐ سے پوچھا: جب بھی میں اپنی ماں کے گھر میں جانا چاہوں کیا مجھے اجازت لینی چاہیے؟ فرمایا: ہاں۔ اس نے عرض کی: میری والدہ کے پاس کوئی نہیں ہے میں ہی اُن کی خدمت کرتا ہوں، کیا پھر بھی میں پہلے اجازت لیا کروں؟ پیامبرؐ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ اپنی والدہ کو عریاں یا ایسی حالت میں دیکھو؟ عرض کی: نہیں۔ فرمایا: تو بس پھر اجازت لیا کرو۔

(تفسیر نمونہ، ص ۲۹۷)

۵۔ حارثہ بن سراقہ کی والدہ

غزوہ بدر میں ایک تیر حارثہ کے گلے میں لگا اور وہ شہید ہو گیا۔ اس کی شہادت کی خبر اس کی والدہ کو پہنچائی گئی۔ اس کی ماں نے کہا: خدا کی قسم میں اس پر گریہ نہ کروں گی۔ تا وقتیکہ پیامبرؐ سے ملوں اور پوچھوں کہ کیا میرا بیٹا جنت میں ہے؟ اگر وہ جنت میں ہے تو

پھر بالکل بھی اس پر گریہ نہ کروں گی۔ اور اگر وہ جہنم میں ہے تو پھر ساری عمر اس پر گریہ کروں گی۔

جب پیامبر خدا جنگ سے واپس مدینہ آئے تو حارثہ کی والدہ حضورؐ کی خدمت گئی اور اپنے بیٹے کی آخرت کے بارے میں سوال کیا۔ پیامبرؐ نے فرمایا: تم کیا سمجھتی ہو؟ کیا صرف ایک ہی جنت ہے؟ نہیں، بہت ساری جنتیں ہیں، مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تمہارا بیٹا بہترین جنت میں ہے۔

ماں کا دل مطمئن ہو گیا اور بولی: اب بھی اپنے بیٹے پر گریہ نہ کروں گی۔ (المغازی ۱/۷۰)

باب نمبر 82

اچھا برتاؤ

خداوند تعالی فرماتا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ ، وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ.

رحمت الٰہی کی وجہ سے تم لوگوں کے ساتھ نرم دل اور مہربان ہو گئے ہو، اگر تم سخت دل اور غصے والے ہوتے تو یہ لوگ تم سے دور ہو جاتے۔ (آل عمران/۱۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

امرنی ربی عمدارا ۃ الناس کمان امرنی بأداء الفرائض۔

خداوند نے مجھے لوگوں کے ساتھ اچھا اور نرمی سے برتاؤ کرنے کا حکم دیا جس طرح واجبات کی ادائگی کا حکم دیا۔ (جامع السعادات ا/۳۰۵)

ا۔ قریش کا ایک گروہ

پیامبر فرماتے ہیں: قریش کے ایک گروہ نے لوگوں کے ساتھ برا سلوک روا رکھا۔ جس کی وجہ سے قریش والوں نے نکال دیا۔ خدا کی قسم اِن کے حسب میں کوئی عیب نہ تھا۔

غیر قریش کے ایک گروہ نے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا، خوش خلقی سے پیش آئے۔ وہ بلند مرتبہ لوگوں میں شامل ہو گئے۔ جو کوئی لوگوں سے اپنے ہاتھ کو روک لے، تو بہت سے لوگوں کا ہاتھ بھی اُن سے رک جائے گا۔ (علم اخلاق اسلامی ا/۲۷۳)

۲۔ دشمن سے اچھا سلوک

ایک یہودی عورت نے خیبر کی جنگ کے دوران گوسفند کے گوشت کے ذریعے پیامبر کو مسموم کرنے کی سازش کی۔ اس عورت کو پیامبرؐ کے سامنے لایا گیا۔ پیامبرؐ نے پوچھا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا: میں آپ کو مارنا چاہتی تھی۔ پیامبرؐ نے فرمایا: خدا تمہیں میرے قتل پر کامیاب نہیں کرے گا۔ صحابہ نے عرض کی: اجازت دیں کہ اُسے قتل کریں۔ پیامبرؐ نے فرمایا: نہیں۔ اُسے چھوڑ دو، آزاد کر دو۔ (محجۃ البیضاء ۴/۱۴۷)

۳۔ پست انسان سے سلوک

حماد ابن عثمان کہتا ہے: ایک دن موسیٰ بن عیسیٰ اپنے گھر میں بیٹھا باہر راستے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام قاطر پر سوار مرو کی طرف سے آ رہے ہیں۔ قبیلہ ہمدان سے ایک آدمی ہیاج وہ موجود تھا۔ موسیٰ بن عیسیٰ نے اس سے کہا: تم جاؤ اور قاطر کی لگام پکڑ کر کہو کہ یہ تو میرا ہے۔

وہ آیا اور قاطر کی لگام پکڑ لی، بولا: اس قاطر کا مالک میں ہوں۔ امامؑ نے رکاب سے پاؤں نکال لیا اور نیچے اتر آئے۔ جو لوگ امامؑ کے ہمراہ تھے، امامؑ نے اُن سے فرمایا: قاطر کی زین اتار لیں۔ ہیاج کہنے لگا: یہ بھی میری ہے۔

امامؑ نے فرمایا: میرے پاس گواہ ہیں کہ یہ زین حضرت باقر علیہ السلام کی ہے۔ لیکن یہ قاطر ہم نے حال ہی میں خریدا ہے۔ اس کے بارے میں تم جو کچھ کہہ رہے ہو تم جانتے ہو۔ (شرح مکارم اخلاق: ۱/ ۳۷)

۴۔ بریحہ

بریحہ عباسی کو خلیفہ کی طرف سے مکہ و مدینہ کے پیش نماز کے عہدے پر فائز کیا گیا۔ اس نے متوکل عباسی کو امامؑ کی چغلی لگائی۔ متوکل نے امامؑ کو شہر بدر کر دیا۔

بریحہ سامرا تک امامؑ کے ساتھ تھا۔ راستے میں کہتا ہے کہ آپؑ کو شہر بدر کیے جانے کا باعث میں بنا ہوں۔ اگر آپؑ نے اس بارے میں خلیفہ کو یا درباریوں میں سے کسی کو میری شکایت لگائی تو میں مدینہ میں آپؑ کے درختوں کو آگ لگا دوں گا اور آپؑ کے خدمتکاروں کو قتل کر دوں گا۔ آپؑ کے کھیتوں کا پانی بند کر دوں گا۔

امامؑ نے فرمایا: میں نے کل رات تمہاری شکایت خداوند کے حضور میں کی ہے۔ بندوں کے پاس تمہاری شکایت نہ کروں گا۔" یہ سن کر بریحہ رونے لگا اور منت سماجت کے ساتھ معافی کی درخواست کرنے لگا۔ امامؑ نے فرمایا: میں نے تمہیں معاف کر دیا۔

(تربیت اجتماعی، ص ۷۵)

۵۔ پیاسا لشکر

جنگ صفین میں پہلے معاویہ کے لشکر نے پانی پر قبضہ کر لیا اور امام علیؑ کے لشکر کو پانی حاصل کرنے سے روک دیا۔ پھر امامؑ کے سپاہیوں نے نہر پر قبضہ کر لیا۔ معاویہ کے لشکر کو پیچھے دھکیل دیا۔ وہ بے آب صحرا میں پہنچ گئے۔

امامؑ کے سپاہیوں نے پوچھا: کیا آپؑ معاویہ کے لشکریوں کو پانی حاصل کرنے سے روکیں گے، تاکہ وہ پیاس کی وجہ سے مر جائیں۔ امامؑ نے فرمایا: واللہ، جو کچھ انہوں نے کیا، میں ایسا کرنا پسند نہیں کرتا۔ جنگ کیلئے شمشیر ہی کافی ہے۔ پھر امامؑ کے حکم سے نہر کا حصہ خالی کر دیا گیا تاکہ معاویہ کا لشکر بھی وہاں سے پانی حاصل کر سکے۔ (منتہی الامال ۱/ ۱۵۱)

باب نمبر 83

مدحت

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا

ایسا نہیں ہوگا کہ وہ لوگ جو اپنے برے اعمال پر خوش ہوتے ہیں اور جو نیک کام اُنہوں نے انجام نہیں دیے اُن کیلئے اُن کی تعریف کی جائے۔ (آل عمران/ ۱۸۸)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حب الاطراء والمدح من اوثق فرص الشیطان۔

مدح اور خوش آمد کو پسند کرنا، شیطان کے مضبوط جال میں سے ایک ہے۔ (غرر الحکم ۲/ ۲۱۶)

ا۔خودپسندی

معاویہ نے خطبہ میں بہت اچھی باتیں کیں۔ پھر اپنی تعریف کرتے ہوئے بولا: میری باتوں میں کوئی کمی اور خرابی نہ تھی۔ ایک آدمی نے کہا: جی جناب۔ جالی کے سوراخ کی طرح کا سوراخ نہ تھا۔ معاویہ نے اُسے اپنے قریب بلایا اور پوچھا: میری کونسی بات میں عیب تھا؟ وہ آدمی کہتا ہے: تمہارا اپنی باتوں کی بڑائی بیان کرنا، لوگوں کے سامنے اپنی تعریف کرنا۔ (نوادر، ص ۹۴ و ۹۷)

۲۔پیسے کی خاطر

جنگ صفین کے دنوں میں ایک آدمی معاویہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے کچھ عطا کرو کہ میں نے سب سے زیادہ ڈرپوک، کنجوس اور بدزبان شخص کو چھوڑا ہے۔

معاویہ نے پوچھا: تمہارا مطلب کیا ہے؟ کہتا ہے کہ علی ابن ابی طالبؑ کو چھوڑا ہے۔ معاویہ نے کہا: تم جھوٹ بولتے ہو، اے فاجر شخص۔ علیؑ کسی ایسی جگہ نہیں اترے جہاں وہ فتح وکامیابی حاصل نہ کر سکیں۔ اگر علیؑ کے پاس دو گھر ہوں، ایک سونے وجواہرات سے بھرا ہو اور دوسرے میں بھوسا بھرا ہو تو علیؑ سونے وجواہرات والے گھر کو انفاق کردے گا۔ محمدؐ کے بعد میں نے اس سے زیادہ کسی کو فصیح زبان نہیں دیکھا۔ اٹھو یہاں سے کہ خدا تیرا برا کرے۔ (نوادر، ص ۹۴ و ۹۷)

۳۔ حمد خداوند

ابی العینا شاعر و ادیب اور حاضر جواب جو کہ چالیس سال کی عمر میں اندھا ہو گیا تھا۔ متوکل عباسی نے ابی العینا سے کہا: کتنے لوگوں کی تم نے مذمت اور مدحت کی ہے؟

اس نے جواب دیا: جتنے بھی نیک اور برے لوگ ہیں۔ کیونکہ یہ بندوں کے بارے میں اللہ کی سنت ہے۔ جب وہ اپنے بندے سے راضی ہوتا ہے تو اس کی تعریف کرتا ہے: نعم العبدانہ اواب؛ سلیمانؑ بہت نیک بندہ تھا، وہ رجوع کرنے والوں میں سے تھا۔ (ص/۳۰) اور جب بھی خداوند اپنے بندوں پر ناراض ہوتا ہے تو اُن کو حرامزادہ کہتا ہے۔

خلیفہ نے کہا: وائے ہو تم پر یہ بات قرآن کی کس جگہ سے ملتی ہے؟ بولا: سورہ قلم آیت ۱۳ میں ہے کہ عتل بعد ذلک زنیم۔ اس حرامزادے کے بعد وہ بد بخت ظالم۔ زنیم اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی قوم میں داخل ہو اور اس قوم میں سے نہ ہو۔

(نوادر، ص ۹۴ و ۹۷)

۴۔ برے افراد کی تعریف

بشار طخارستانی جو کہ جیحون دریا کے مغرب کا رہنے والا تھا۔ وہ زندقہ مشہور تھا، خلیفہ مہدی عباسی کے زمانے کے نامور شعرا میں سے تھا۔ اس نے خلیفہ کی مدح سرائی کی لیکن اسے کچھ عطا نہ کیا گیا۔ لوگوں نے کہا: کیا تم نے اچھی طرح سے مدح سرائی نہیں کی تھی؟

اس نے جواب دیا: میں نے اس زمانے کی تعریف کی اور مجھے کوئی خوف نہ تھا کہ میں انعام سے محروم واپس آ جاؤں۔ لیکن حقیقت میں عملی طور پر میں جھوٹ بول رہا تھا۔ تو ایسی صورت میں مجھے جو اُمید تھی اس میں مایوسی ہوئی۔ (نوادر، ص ۹۴ و ۹۷)

۵۔ علیؑ کی زبان میں بات کرنا

عبد اللہ بن عمر کہتا ہے: کسی نے رسول خداؐ سے سوال کیا کہ شب معراج میں پروردگار نے آپؐ سے کس کی زبان میں گفتگو کی؟ فرمایا: علی ابن ابی طالبؑ کی زبان میں۔ پیامبرؐ فرماتے ہیں میں نے عرض کی: خدایا! یہ آپ تھے جس نے میرے ساتھ بات کی یا علیؑ تھے؟

ذات اقدس الٰہی نے فرمایا: اے احمد! میں ایسا موجود ہوں جو دوسرے موجودات کی طرح نہیں ہوں۔ لوگوں کے قیاس و گمان میں نہیں آ سکتا۔ میری کسی کے ساتھ بھی تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔ تمہیں میں نے اپنے نور سے خلق فرمایا۔ علیؑ کو تمہارے نور سے خلق فرمایا۔ میں تمہارے دل کے رازوں کو جانتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ (مخلوقات میں سے) تم اپنے دل میں علی بن ابی طالبؑ سے زیادہ کسی کو محبوب نہیں رکھتے۔ اس لیے اس کی زبان میں بات کی تا کہ تمہارے دل کو سکون پہنچے۔ (مناقب خوارزمی، ص ۴۷)

باب نمبر 84

نبوت کے دعویدار

خداوند تعالی فرماتا ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللہِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ

خدا کی نسبت جھوٹ بولنے والے سے زیادہ کون ستمکار ہے۔ یا کہو کہ مجھ پر وحی نازل کی گئی ہے جبکہ اس پر کوئی وحی نازل نہیں کی گئی۔ (انعام/ ۹۳)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

هلك من ادعى وخاب من افترى.

وہ ہلاک ہوگیا جس نے ایسا جھوٹا دعویٰ کیا، اور وہ نا اُمید ہے جس نے ایسا الزام لگایا۔ (غرر الحکم ۱/ ۳۶۰)

ا۔ میں ابراہیم خلیل ہوں

خلیفہ مامون عباسی کے زمانے میں کسی کو لایا گیا جو نبوت کا دعویٰ کر رہا تھا۔ وہ کہتا ہے: میں ابراہیم خلیل ہوں۔ مامون نے کہا: عجیب بات ہے تمہیں جرات کس طرح ہوئی کہ تم ایسا دعویٰ کرو۔ ثمامہ بن اشرس کہتا ہے: جناب مجھے اجازت دیں میں اس کے ساتھ کچھ بات کروں۔ ثمامہ نے اس جھوٹے دعویدار سے کہا: ابراہیم کا معجزہ یہ تھا کہ انہیں آگ میں ڈالا گیا اور وہ نہیں جلے۔ ہم ابھی آگ جلاتے ہیں اور اس میں تمہیں ڈالتے ہیں اگر آگ نے تمہیں نہ جلایا تو ہم تم پر ایمان لے آئیں گے۔ اس نے جواب دیا: یہ بہت بڑا تقاضا ہے۔ ثمامہ نے کہا: موسیٰ اپنا عصا پھینکتے تھے وہ اژدھا بن جاتا تھا۔ جس دریا میں اپنا عصا مارتے تھے وہ خشک ہو کر راستہ دے دیتا تھا۔ اپنا ہاتھ گریبان میں کرتے اور پھر جب باہر نکالتے تو اس میں نور پھوٹنے لگتا تھا۔ عیسیٰ مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ تم ان میں سے کوئی بھی اگر انجام دے سکتے ہو تو انجام دو۔ اس جھوٹے دعویدار نے کہا: جبرائیل نے مجھ سے کہا ہے کہ پہلے اس شیطان صفت قوم کے پاس جاؤ اور اپنا دعویٰ نبوت اُن کے سامنے رکھو پھر دیکھو کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ اس کے بعد میں تمہیں معجزہ لا کر دوں گا۔ خلیفہ نے اس کی باتیں سنیں اور ہنسنے لگا۔ (مدعیان نبوت، ص ۱۹۷)

۲۔ زمین میں فساد

مہدی عباسی کی خلافت کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ خلیفہ نے پوچھا: اگر تم پیامبر ہو تو بتاؤ کس زمانے میں اور کس

جگہ مبعوث ہوئے ہو؟ اس نے جواب دیا: اس کے لیے علم تاریخ لازمی ہے، اور یہ کام انبیاء کا نہیں ہے۔ اگر تم میری بات کو قبول کرتے ہو تو اس پر عمل کرو ورنہ مجھے جانے دو۔ مہدی نے کہا: تمہیں یونہی چھوڑ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ دین میں فساد برپا کرو گے۔ اس نے کہا: تم اپنے دین کیلئے افسوس کرتے ہو اور میں اپنی دنیا کیلئے افسوس کرتا ہوں۔ خلیفہ نے قاضی کی طرف دیکھا اور کہا: اس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ مدعی نبوت نے کہا: میرے ساتھ مشورہ کیوں نہیں کرتے؟ کیا میں کافر ہوں یا مومن ہوں؟ خلیفہ نے کہا: کافر ہو۔ اس نے کہا: خدا نے قرآن میں فرمایا ہے: کافروں اور منافقوں کی اطاعت مت کرو، اور ان کی طرف سے دی گئی تکلیف پر توجہ نہ کرو۔ (احزاب/ ۴۸) مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اس اُمت کے کمزور لوگ جو کہ انبیاء ہیں اُن کے پاس چلا جاؤں۔ مہدی ہنسا اور اُس نے اُسے چھوڑ دیا۔ (مدعیان نبوت، ص ۱۹۷)

۳۔ موسیٰؑ کا عصا

بغداد میں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ہاتھ میں ایک بڑا سا عصا لے کر مامون کے پاس چلا گیا۔ خلیفہ نے کہا: تمہارا معجزہ کیا ہے؟ کہتا ہے: یہ عصا موسیٰؑ کے عصا کی طرح اژدھا بن جاتا ہے۔ خلیفہ نے کہا: تو پھر ٹھیک ہے، یہ کام انجام دو۔ مدعی نبوت نے کہا: فرعون نے انا ربکم الاعلیٰ یعنی میں تم لوگوں کا خدائے بزرگ ہوں۔ کا دعویٰ کیا تھا۔ اگر تم بھی یہ دعویٰ کرو تو میں بھی اپنے عصا سے اژدھا بناؤں گا۔ امون کہتا ہے میں تین لوگوں کے سامنے جواب نہ دے سکا، جس میں سے ایک یہی جھوٹا نبوت کا دعویدار تھا۔ (لطائف طوائف، ص ۲۱۶)

۴۔ نیت کی خبر

کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اُسے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ چاہتا تھا کہ اُسے تنگ کرے اور نصیحت کرے۔ مدعی نے کہا: میں برحق پیامبر ہوں۔ تم پر لازم ہے کہ میری اطاعت کرو۔ بادشاہ نے کہا: تمہارا معجزہ کیا ہے؟ وہ بولا: میں لوگوں کے ضمیر اور اُن کی نیت کی خبر رکھتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا: اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو بتاؤ میرے ذہن میں کیا بات ہے؟ وہ کہتا ہے: تمہارے ذہن میں ہے کہ میں جھوٹا ہوں۔ بادشاہ ہنسا اور اُسے سزا نہ دی۔ (بزم ایران، ص ۵۷)

۵۔ شکنجہ پر صبر

ہارون رشید کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اُسے ہارون کے دربار میں لایا گیا۔ مامون ابھی بچہ تھا۔ خلیفہ نے کہا: اس جھوٹے نبوت کے دعویدار کو شکنجہ کرو۔ وہ شخص ڈر کی وجہ سے بہت گھبرایا ہوا تھا۔ مامون نے یہ آیت پڑھی: صبر کرو اس طرح کہ جس طرح اولعزم نبیوں نے صبر کیا۔ (احقاف/ ۳۵) ہارون رشید اس موقعہ پر اتنی مناسب آیت پڑھنے پر مامون کی طرف حیرانی سے دیکھنے لگا، اور بہت خوش ہوا۔ (بزم ایران، ص ۵۷)

باب نمبر 85

ظالمین کی مدد پر مذمت

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَظَلَمُوا بِهَا

ہم نے اُن (نبیوں) کے بعد موسیٰ کو اپنی آیات کے ساتھ فرعون اور اس کے ساتھیوں کی طرف بھیجا۔ لیکن اُنہوں نے اُن آیات کے ساتھ ظلم کیا۔ (اعراف/۱۰۳)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

لا ترخصوا لانفسكم فتذهب بكم فى مذاهب الظلمة۔

اپنے نفسوں کو یونہی رہا نہ کردو کہ وہ تمہیں ظالمین کے راستوں پر لے جائیں۔ (غررالحکم ۲/۵۹)

ا۔ تین دن جنازہ رکھا رہا

حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں ظالم بادشاہ نے ایک نیک آدمی کی وساطت سے کسی کی ضرورت پوری کردی۔ پھر وہ بادشاہ اور وہ نیک شخص ایک ہی دن مر گئے۔ سب لوگ بادشاہ کے جنازے کیلئے چلے گئے۔ تین دن کیلئے سارے بازار بند کردیے گئے۔ اس نیک شخص کا جنازہ گھر ہی میں رکھا رہ گیا۔ کیڑوں نے اُس کے چہرے کو خراب کردیا۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ صورت حال دیکھی تو عرض کی: پروردگارا! وہ بادشاہ تمہارا دشمن تھا۔ اس کا جنازہ شان وشوکت کے ساتھ اٹھایا گیا۔ یہ تمہارا دوست تھا اور یہ یہاں اس حال میں ہے۔

خداوند نے فرمایا: میرے اس دوست نے اُس ظالم وجبار کے سامنے دست سوال پھیلایا تھا۔ جسے اُس نے پورا کردیا۔ اس لیے اُسے ایک مومن کی حاجت روائی کرنے کا اجر دیا ہے۔ اپنے اس دوست اور مومن بندے کے چہرے پر کیڑوں کو اس لیے مسلط کیا ہے کہ اس نے اُس ظالم حاکم کے سامنے دست سوال پھیلایا تھا۔ (حلیۃ المتقین، ص ۲۲۲)

۲۔ صفوان

اونٹوں کی رکھوالی کرنے والا صفوان امام کاظم علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ امامؑ نے فرمایا: تیری ساری باتیں ٹھیک ہیں سوائے اس بات کے کہ تم ہارون رشید کو اپنے اونٹ دیتے ہو۔

صفوان نے عرض کی: مکہ جانے کیلئے اُسے اونٹ کرائے پر دیے تھے۔ سیر وتفریح یا شکار کیلئے نہیں دیے۔ خود اس کے ساتھ نہیں جاتا بلکہ اپنے غلام کو بھیجتا ہوں۔ فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ وہ اتنا زندہ رہے کہ تمہارا کرایہ ادا کر سکے۔ کہا: جی ہاں۔ فرمایا: جو کوئی اُن کی زندگی کا خواہاں ہو وہ اُن میں سے ہے جو اُن میں ہو وہ جہنمی ہے۔ (حلیۃ المتقین، ص ۲۲۳)

۳۔ خلیفہ کا بیٹا ابراہیم

عبدالغفار بن قسم کہتا ہے امام باقر علیہ السلام سے پوچھا: بادشاہ کے پاس جانے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: تمہارے لیے صحیح نہیں سمجھتا۔ کہا: کافی ہے کہ میں شام جاؤں۔ مجھے خلیفہ ولید کے بیٹے ابراہیم کے پاس لے جائیں گے۔ فرمایا: بادشاہ یا اس کے درباریوں کے پاس جانے سے تین برائی کا سبب بنتا ہے:

۱۔ محبت دنیا، ۲۔ موت کو بھول جانا، ۳۔ خدا نے جو رزق معین کیا ہے اس پر راضی نہ رہنا۔ (حلیۃ المتقین، ص ۲۲۴)

۴۔ لشکر کا اندھا سپاہی

ابونصر حری کہتا ہے: میں نے ایک اندھے شخص کو دیکھا تو اس سے اس کی نابینائی کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا: میں عمر سعد کے لشکر میں تھا۔ ہم کربلا میں تھے۔ رات کے وقت میں سو گیا۔ خواب میں پیامبر اکرمؐ کی زیارت کی۔ دیکھا کہ آپؐ کے پاس ایک طشتری رکھی ہے جس میں خون ہے، اس خون میں ایک پر ہے۔ پیامبر اس پر کو سب کی آنکھوں پر لگا رہے تھے۔ جب میری باری آئی تو میں نے عرض کی: میں نے حسینؑ کی طرف کوئی نیزہ، تلوار یا تیر نہیں پھینکا۔ فرمایا: کیا تم نے ہمارے دشمنوں کی تعداد میں اضافہ نہیں کیا ہے؟ پھر اپنی دو انگلیوں کو خون میں ڈالا اور میری آنکھوں پر لگا دیا۔ میں صبح جب نیند سے جاگا تو میں اندھا ہو چکا تھا۔ (مناقب ابن مغازلی، ص ۴۰۵)

۵۔ یہ ممکن نہیں ہے

امام سجاد علیہ السلام کا ایک سابقہ غلام کہتا ہے: میں کوفہ داخل ہوا اور امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا، عرض کی: اگر ممکن ہو تو داود بن علی یا کسی حکومتی شخص کے سامنے میری سفارش کر دیں تاکہ وہ مجھے کسی علاقے میں والی بنا کر بھیج دیں۔ امامؑ نے فرمایا: میں یہ کام نہیں کروں گا۔

امامؑ کی خدمت سے اٹھ کر گھر واپس آ گیا۔ میں سوچتا رہا کہ ضرور امامؑ اس بات سے ڈر رہے ہیں کہ مجھ سے کوئی سستی ہو جائے گی، یا میں کسی کا حق غصب کر لوں گا۔ مجھے چاہیے کہ میں امامؑ کی خدمت میں جاؤں اور اُن کے ساتھ وعدہ کروں کہ اگر میں کسی حکومتی کام میں مشغول ہونگا تو عدل وانصاف کا دامن نہ چھوڑوں گا۔ اگر خلاف ورزی کروں تو میری بیویاں مطلقہ ہو جائیں گی، اور سارے غلام و کنیزیں آزاد ہو جائیں گے۔ بس میں امامؑ کی خدمت میں پہنچا اور اس وعدے کے بارے میں عرض کی: امامؑ نے آسمان کی طرف سر بلند کیا اور فرمایا: اگر آسمانی سیاروں کو ہاتھ پر لینا چاہو تو یہ کام اس وعدے پر باقی رہنے سے آسان ہے۔ (فروع کافی ۵/۱۸۰)

باب نمبر 86

شراب نوشی

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

شیطان چاہتا ہے کہ شراب وجوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور کینہ پیدا کرے۔

(مائدہ/۹۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

الخمر ام الفواحش واکبر الکبائر۔

تمام برائیوں کی جڑ شراب نوشی ہے۔ اور گناہان کبیرہ میں سے سب سے بڑا گناہ ہے۔

(کنز العمال، ح ۱۸۲ ۱۳)

ا۔ اگر میں پی لوں

ایک دن ہارون رشید، تفریح طبع کی غرض سے پاگل خانہ گیا۔ ایک پرسکون اور بے ضرر سے جوان کو دیکھا اور اُس کے ساتھ بات چیت کرنے لگا۔ اُس کو یقین ہو گیا کہ اُس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے جو یہاں لایا گیا ہے۔ اسی دوران خلیفہ کے لیے شراب لائی گئی خلیفہ نے ایک جام پیا اور دوسرا اُس جوان کو پیش کیا۔

جوان نے جام لینے سے انکار کر دیا اور کہا: تم شراب پی رہے ہو تاکہ میری طرح ہو جاؤ، اگر میں نے پی لی تو کس کی طرح ہو جاؤں گا۔ ہارون ہنس پڑا اور حکم دیا اُس کو چھوڑ دیا جائے۔ (بزم ایران، ص ۳۳۔ نمونہ معارف ۵/۹۰)

۲۔ شراب کا بدل نہیں ہے

ابو العینا کہتا ہے: میں اور روم کا سفیر، عباسی خلیفہ متوکل کے پاس تھے، شراب لائی گئی۔ سفیر نے کہا: شراب اور سور کا گوشت آپ مسلمانوں پر حرام ہے، آپ لوگ شراب پیتے ہو، لیکن سور کا گوشت نہیں کھاتے؟

متوکل نے کہا: کیونکہ سور کے گوشت سے بہتر، بکرے کا گوشت ہمارے پاس ہے اسی لیے سور کے گوشت کی ہمیں ضرورت

نہیں۔ لیکن کیونکہ شراب سے بہتر ہمارے پاس کچھ نہیں اسی لیے مجبوراً ہم وہ پیتے ہیں۔ (نوادر، ص ۱۶۵)

۳۔ دو حصے

جب حضرت آدمؑ جنت سے زمین پر آئے، اُن کا جنت کے پھل کھانے کو دل کیا، اُن کو انگور کی دو ٹہنیاں دی گئیں۔ اُن کو کاشت کیا، جب وہ سبز ہو گئے اور پھل دیا تو شیطان نے اُس درخت کے گرد دیوار کھینچ دی۔ آدمؑ نے پوچھا: ایسا کیوں کیا؟ کہا: یہ میرے لیے ہیں۔

فرمایا: "جھوٹ بولتے ہو!" آدمؑ نے یہ بات جبرئیل کو بتائی۔ جبرئیل نے اُس درخت پر آگ پھینکی تو درخت کے دو حصے جل گئے اور ایک حصہ باقی رہ گیا۔ فرمایا: "جو جل گیا وہ شیطان کا حصہ اور جو بچ گیا ہے وہ آپ کا ہے۔"

(نمونہ معارف ۵/۸۷۔ بحار، ج ۱۴)

۴۔ حیرت کا مقام نہیں

ایک شاعر جس کا نام منوچہر تھا، نے ایک شعر انگور کے درخت اور سب سے زیادہ سرخ بادہ کے متعلق کہا:

آزادہ رفیقان منا! من چو بمیرم

از سرخ ترین بادہ بشوئید تن من

اے میرے آزاد دوستو! جب میں مر جاؤں تو سرخ شراب کے ساتھ مجھے غسل دینا۔

از دانہ انگور بسازید حنوطم

و ز برگ تر سبز ردا و کفن من

انگور کے دانوں کے ساتھ مجھے حنوط کرنا اور سبز تر و تازہ پتوں کے ساتھ کفن اور چادر دینا۔

در سایہ رز ، اندر گوری بکنیدم

تا نیک ترین جایی باشد وطن من

انگور کے درخت کے نیچے میری قبر کھودنا تاکہ میری ہمیشہ کی جگہ بہترین ہو۔

عبدالعزیز بن مسلم کہتا ہے: اُس کی قبر میں نے ارمنیہ میں دیکھی کہ ایک انگور کے درخت کے نیچے تھی، اُس کا شعر مجھے یاد آ گیا اور اس حسن اتفاق پر جو سچ ہو گیا، حیران رہ گیا۔ (نوادر، ص ۱۶۵)

۴۔ شراب نوش سے زیادہ نادان

امام صادقؑ فرماتے ہیں: میں نے سوچا تھا کہ ایک شخص کو کچھ مال دوں تاکہ وہ تجارت کے لیے یمن جائے۔ والد کی خدمت

میں گیا اور اس بات کا اُن سے ذکر کیا۔

میرے والد نے فرمایا: کیا نہیں جانتے کہ وہ شراب پیتا ہے؟

میں نے کہا: کچھ مومنین کہتے ہیں۔ فرمایا: اُن کے کہے کی تصدیق کروالو، کہ خدا فرماتا ہے: یومن باللہ ویؤمن للمؤمنین (توبہ/۶۱) پیامبر، خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنین کی تصدیق کرتے ہیں۔

پھر فرمایا: اگر تم نے مال اُس کو دے دیا اور اُس نے ضائع کر دیا اور برباد کر دیا، تو خدا اس کے لیے نہ تمہیں انعام دیگا اور نہ اس کا ازالہ کرے گا۔ کہ اُس نے فرمایا ہے: جو اموال خدا نے آپ کی زندگی کی ضرورت قرار دیا ہے وہ نادانوں کو، نہ دو۔" (نساء/۵)

کیا شراب نوش سے زیادہ کوئی نادان ہے؟

بندہ، مسلسل خدا کی پناہ میں محفوظ رہتا ہے۔ اگر شراب پی لے، اُس کے راز فاش کر دیگا اور اس کو اپنی پناہ میں نہیں رکھے گا۔

تو ایسے شخص کی اولاد، بھائی اور اس کے کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں سب شیطانی ہیں۔ جس برائی کی طرف چاہے اُسے کھینچ سکتا ہے اور ہر اچھائی سے اُسے روکتا ہے۔ (داستانھا و پندھا ۲/۱۷۲۔ بحار ۱۴/ ۹۱۳)

باب نمبر 87

مرثیہ اور سوگواری

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ

یعقوبؑ، نے اپنے بیٹوں سے منہ پھیر لیا اور کہا: واسفا (افسوس ودکھ) یوسف پر، اور اُن کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں تھیں اور اپنے غصے کو پی جاتے تھے۔ (یوسف/ ۸۴)

امام صادق نے فرمایا:

الحمد لله الذی جعل فی الناس من یفد الینا و یمدحنا و یرث لنا۔

حمد و سپاس خدا کی، جس نے لوگوں کے درمیان ایسے افراد کو قرار دیا جو ہماری طرف آتے ہیں اور ہماری تعریف وتمجید کرتے ہیں۔ (وسائل الشیعہ ۱۰/ ۴۶۹ـ فرہنگ عاشورا، ص ۴۴۲)

ا۔ جعفر بن عفان

زید شحام کہتا ہے: میں اہل کوفہ کے کچھ لوگوں کے ہمراہ امام صادق کی خدمت میں تھا کہ جعفر بن عفان وارد ہوا، حضرت نے اُس کا احترام کیا اور اُس کو اپنے پاس بیٹھایا اور فرمایا: میں نے سنا ہے کہ تم امام حسینؑ کے مرثیہ میں اچھے شعر کہتے ہو؟

عرض کی: میں آپ پر فدا ہو جاؤں، جی ہاں!

فرمایا: "مرثیہ سناؤ" اور جعفر نے مرثیہ سنایا۔ امامؑ اور مجلس میں موجود حاضرین نے بہت گریہ کیا، حضرت تو اتنا روئے کہ اُن کے آنسوؤں سے اُن کی داڑھی تر ہوگئی۔ پھر فرمایا: "خدا کی قسم! مقرب فرشتے یہاں حاضر ہوئے تھے اور تمہارا مرثیہ سنا اور ہم سے زیادہ انہوں نے گریہ کیا، حق تعالیٰ نے اسی وقت جنت کو اُس کی تمام نعمتوں کے ساتھ تم پر واجب قرار دیا اور تمہارے گناہ بخش دیے۔" (منتہی الآمال ۱/ ۲۹۰)

۲۔ ابی عمارہ

امام صادق نے ابی عمارہ (شاعر) سے فرمایا: کچھ شعر امام حسینؑ کے متعلق میرے لیے پڑھو!

کہتا ہے: میں نے پڑھ دیے۔ حضرت نے بہت گریہ کیا، میں نے پھر پڑھے اور حضرت روئے۔ خدا کی قسم میں نے

تیسری مرتبہ پھر مرثیہ پڑھا اور حضرت روتے رہے یہاں تک کہ گھر کے اندر سے رونے کی آواز بلند ہو گئی۔

پھر فرمایا: "جو امام حسینؑ کے مرثیہ کے شعر کہے اور پچاس لوگوں کو رلائے جنت اُس کے لیے ہے۔۔۔"

(رمز المصیبۃ ۱/ ۱۳۔ بحار ۴۴/ ۲۸۲)

۳۔ دعبل

دعبل بن علی خزاعی، نے ایک قصیدہ "مدارس آیات" کے نام سے نظم کیا اور امام رضاؑ کی خدمت میں پڑھا۔ اُس کی بہت تعریف کی اور فرمایا: "جب تک تمہیں حکم نہ دوں یہ قصیدہ نہ پڑھنا۔"

مامون کی مجلس میں امامؑ کے حکم سے پڑھا اور مامون نے ہزار درہم اُس کو دیے اور اُس کی تعریف کی۔ اُس نے امامؑ سے اُن کا کوئی لباس مانگا تا کہ اپنے کفن میں رکھے، پس امامؑ نے ایک لباس اور رومال اُس کو عطا کیا۔

اپنے قصیدے میں جو اُس نے امامؑ کے لیے پڑھا، حضرت بہت روئے، اور اس شعر میں جو کہتا ہے: وہ قبر جو بغداد میں ہے۔ (سے مراد امام کاظمؑ ہیں)

امامؑ نے فرمایا: "کیا تمہارے قصیدے میں ایک شعر کا اضافہ نہ کردوں؟" عرض کیا: "فرمائیں!"

فرمایا: "وقبری بہ طوس یالہا مصیبۃ ۔۔۔ الہم والکربات۔

دعبل نے کہا: "یہ کونسی قبر ہے طوس میں؟" فرمایا: "میری قبر ہے اور دن اور راتیں ختم نہیں ہونگی یہاں تک کہ طوس میرے شیعوں اور زائروں کے لیے آمد و رفت کی جگہ بن جائے گا۔ جو بھی زیارت کرے گا میری طوس کی غربت میں، میرے ساتھ اور میرے درجے پر قیامت کے دن بخشا جائے گا۔" (منتہی الآمال، ۲/ ۳۱۴)

۴۔ ابوہارون

ابوہارون مکفوف (نابینا) کہتا ہے: "میں امام صادقؑ کے پاس گیا، امامؑ نے مجھ سے فرمایا: مجھے کوئی شعر یا مرثیہ سناؤ۔ میں نے سنایا تو فرمایا: یوں پڑھو جیسے تم اُن کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر پڑھ رہے ہو۔

میں نے یہ شعر پڑھا کہ جب قبر حسینؑ کی زیارت کرو تو کہو یہاں کہ پاکیزہ اور پیاسے ذروں کو سلام۔ امامؑ بہت رونے لگے میں چپ ہو گیا۔ فرمایا: اور بھی سناؤ۔ میں پڑھا کہ اے مریم! آئے اپنے مولا حسینؑ کو آواز دیجئے اور اپنے گریہ سے اُن کی مدد کریں۔

امامؑ بہت روئے اور عورتیں بین کرنے لگیں۔ جب عورتیں کچھ خاموش ہو گئیں تو امامؑ نے فرمایا: اے ابوہارون! اگر کوئی امام حسینؑ کے بارے میں شعر پڑھے اور دس افراد کو وہ شعر سن کر رونا آجائے تو جنت اس شخص کیلئے ہے۔ اور جو کوئی امام حسینؑ کو یاد کرے اور روئے اس پر جنت واجب ہے۔ (رمز المصیبۃ ۱/ ۱۹)

۵۔ کمیت

کمیت بن زید اسدی کوفہ کا رہنے والا تھا۔ زمانے کے نامور شعرا میں سے تھا۔ اس کا ایک شعری مجموعہ ہاشمیات کے نام سے ہے۔ وہ ایام حج میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں گیا۔ اس نے امامؑ سے اجازت چاہی کہ خاندان اہلبیتؑ کے لیے کچھ شعر پڑھ کر سنائے۔

امامؑ نے اہلبیتؑ کو اکٹھا کیا تا کہ وہ بھی سن لیں۔ کمیت نے اپنے کہے ہوئے اشعار پڑھے۔ حاضرین نے بہت گریہ کیا۔ امام صادق علیہ السلام نے دست دعا بلند کیے اور کہا: خدایا! کمیت کے گذشتہ اور آئندہ کو بخش دے۔ آشکارا اور مخفی گناہوں کو معاف فرما دے۔ اتنا عطا کر دے کہ وہ راضی ہو جائے۔

(منتہی الآمال ۱/۲۹۰)

باب نمبر 88

اجرت اور اجر

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا

یہ تمہاری جزا ہے اور تمہاری کوشش قابل قدر ہے۔ (دھر/ ۲۲)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

لکل عمل جزاء فاجعلوا عملکم لما یبقی وذروا ما یفنی۔

ہر عمل کی جزا ہے۔ پس اپنے عمل کو اس راستے پر انجام دو جو ہمیشہ باقی رہے، اور جو فنا ہونے والا ہو اس کو چھوڑ دو۔ (غرر الحکم ۱/ ۸۴)

ا۔ اچھی بات کی پاداش

ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں کچھ جگہوں پر قحط ہو گیا۔ درواس بن حبیب جس کی شکل بہت کریہہ تھی، بدشکل تھا۔ وہ بھی اپنے قبیلے کے ہمراہ خلیفہ کے دربار میں مدد مانگنے کیلئے آیا۔

خلیفہ نے اسے دیکھا تو درباریوں سے کہا: ہر ایک کو نہ آنے دیا کرو۔ جب درواس خلیفہ کے قریب آیا تو کہنے لگا: میری موجودگی سے آپ کو کوئی نقصان نہیں ہے بلکہ آپ کے وجود سے ہماری عزت ہے اور قدر و منزلت میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ بچارے لوگ مدد کیلئے آئے ہیں اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔

ہم پر بہت مشکل وقت گذرا ہے، جسم کی چکنائی ختم ہو گئی، گوشت سوکھ گیا، ذہن کام کرنا چھوڑ گئے، ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔

خداوند نے آپ کے اختیار میں مال و دولت عطا کی۔ اگر یہ اس کی ہے تو اس کے بندوں کو عنایت کیجئے، اگر اس کے بندوں کی ہے تو اس کے بندوں کو واپس کر دیجئے، اگر یہ آپ کا مال ہے تو اپنے مال میں اس کے بندوں کو صدقہ و خیرات دے، خداوند صدقہ و خیرات دینے والوں کو جزا دیتا ہے۔

ہشام نے حیرانی اور خوشی کے ساتھ کہا: میرا سب کچھ خدا کا ہے، تمہارا باپ مبارک کا مستحق ہے جس کا تم جیسا عالم و فاضل بیٹا

ہے۔تم نے ہمارے لیے کوئی بات ہی نہیں چھوڑی۔

ہشام نے اُسے ایک لاکھ درہم دیے تاکہ سب قبائل میں تقسیم کردے۔ درواس نے وہ درہم نو قبیلوں میں تقسیم کیے۔

(نوادر، ص ۱۳۷)

۲۔مہر بہت کم

ایک دن مسجد النبیؐ میں ایک شخص آیا اور بہت تیزی سے دو رکعت نماز پڑھی، نماز کے دوران نماز کی شرائط میں سے کس کا خیال نہ کیا، قرائت میں بھی غلط سلط پڑھتا گیا۔

سلام کے بعد دست دعا بلند کیے اور بولا: اے خدا! مجھے جنت میں اعلیٰ درجات عطا فرما، ایک طلائی محل اور چار حورالعین عطا فرما۔ امام زین العابدین علیہ السلام ایک گوشہ میں بیٹھے یہ سب دیکھ رہے تھے۔ امامؑ نے فرمایا: مہر تو بہت کم لائے ہو اور نکاح میں بڑی خواہش رکھتے ہو۔ (لطائف طوائف، ص ۴۱)

۳۔قرض کی جزا

میر علیکہ بن خالق امراء اور بزرگان میں سے تھا۔ وہ میرزا شاہ رخ تیموری (م ۸۵۰) کے مقرب افراد میں سے تھا۔ وہ اکثر لوگوں کو قرض دے دیا کرتا تھا اور ساتھ میں کہتا کہ یہ قرض اس وقت تک ہے جب تک میرزا زندہ ہے۔

کچھ سیاست دانوں نے یہ بات میرزا شاہ رخ کے کانوں تک پہنچائی۔ میرزا کو میر علیکہ پر بہت غصہ آیا اور وہ اس کے بارے میں برا سوچنے لگا۔ میر کو بلایا اور کہا: تم لوگوں کو قرض دیتے وقت میری موت کی دعا کیوں کرتے ہو، تم میری جلد موت کی تمنا کیوں رکھتے ہو؟ میر علیکہ نے کہا: میں یہ اس لیے کہتا ہوں تاکہ قرض لینے والا شخص تمہاری لمبی عمر کی دعا کرتا رہے، اور مجھے قرض واپس نہ کرے۔

یہ جواب سن کر میرزا شاہ رخ بہت خوش ہوا اور میر کے بارے میں بدگمانی ختم ہوگئی۔ اس بات سے میرزا اور میر کی دوستی مستحکم ہوگئی۔ (لطائف طوائف، ص ۱۰۲)

۴۔اپنے فضل سے عطا فرما

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک عابد شخص کسی غار میں خدا کی عبادت کیا کرتا تھا۔ غار کے پاس اس نے ایک انار کا درخت لگا رکھا تھا، جس کے ذریعے وہ اپنی غذائی ضرورت پورا کیا کرتا تھا۔ سردیوں کے موسم کیلئے اس میں سے کچھ بچا کر رکھ لیتا۔ یوں سال ہا سال تک وہ خدا کی عبادت میں مصروف رہا۔

قیامت کے دن جب اس شخص کو حساب و کتاب کیلئے لایا جائے گا۔ خداوند فرمائے گا: اسے میرے فضل سے جنت میں بھیج

دو۔ عابد شخص عرض کرے گا: اے خدا! میں نے اتنی زیادہ تمہاری عبادت کی ہے، جنت تو پہلے سے ہی اس کے بدلے میں ہے۔

خداوند ملائکہ سے فرمائے گا: میرے بندے نے اپنے اعمال کے بدلے میں عدل کا مطالبہ کیا ہے۔ اس لیے اس کی عبادت کو میری طرف سے دنیا میں دی گئی نعمتوں کے ساتھ حساب کریں۔ اس عابد کے اعمال کو میزان میں رکھا جائے گا۔ ایک طرف اس کی ساری عبادت رکھی جائے گی اور دوسری طرف انار کا ایک دانہ رکھا جائے گا۔ وزن برابر ہو جائے گا۔

عابد شخص حیرانی اور تعجب کے ساتھ دیکھ کر کہے گا: خدایا! میرے اعمال کی پاداش اپنے فضل سے عطا فرما۔ (انوار نعمانیہ)

۵۔ دودھ بیچنے والا

شیخ بہائیؒ بتاتے ہیں: ایک دودھ بیچنے والا دودھ میں پانی ملا کر فروخت کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ سیلاب آیا اور اس کے سب مال مویشی پانی میں بہہ گئے۔ وہ رونے دھونے لگا۔ ایک عارف درویش نے دیکھا تو کہا: جو پانی تم دودھ میں ملاتے تھے اس سے سیلاب آ گیا تھا جو تمہارے مال مویشی کو بہا کر لے گیا۔ (کشکول، ص ۳۹۹)

باب نمبر 89

معرفت نفس

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِهٖ بَصِیۡرَةٌ ۙ﴿۱۴﴾ وَّ لَوۡ اَلۡقٰی مَعَاذِیۡرَهٗ ﴿۱۵﴾

بلکہ انسان خود اپنے نفس سے آگاہ ہے۔ چاہے ظاہری طور پر اپنے لیے بہانے بنائے۔

(قیامت/ ۱۴و۱۵)

پیامبرؐ سے سوال کیا گیا:

مجاشع: یارسول اللہ ﷺ کیف الطریق الی معرفة الحق؟ فقال: معرفة النفس.

مجاشع پوچھتا ہے: یارسول اللہؐ حق کی پہچان کا راستہ کیا ہے؟ فرمایا: نفس کی پہچان کے ذریعے۔

(تفسیر معین، ص ۵۷۷)

ا۔ مذمت

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کے ایک شخص نے چالیس سال خدا کی عبادت کی۔ اس کے بعد ایک دن اُس نے خدا کی راہ میں قربانی کی جو کہ قبول نہ ہوئی۔

اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتا ہے: اے میرے نفس! یہ جو میری قربانی قبول نہیں ہوئی یہ تمہاری نالائقی کی وجہ سے ہے۔ تیری کوتاہی اور تیرا گناہ ہے۔

خداوند نے اُسے خبر دی کہ یہ تمہارا اپنے نفس کی مذمت کرنا تمہاری چالیس سال کی عبادت سے افضل ہے۔

(اصول کافی ۲/ ۷۲)

۲۔ محنت رنگ لائے گی

کہتے ہیں کہ مالک دینار ایک آدمی تھا۔ وہ بہت عبادت گزار شخص تھا۔ اس نے کئی سال تک مٹھائی اور کھٹائی نہ کھائی۔ ہر روز رات کو تنور پر جاتا ایک روٹی لیتا۔ اس سے روزہ افطار کرتا۔ دن میں روزے سے رہتا اور سارا دن عبادت میں گزار دیتا۔

ایک دفعہ وہ بیمار ہو گیا۔ اس کا دل کرتا تھا کہ گوشت کھائے۔ پہلے تو وہ صبر کرتا رہا۔ پھر جب بہت زیادہ دل چاہا تو ایک قصاب کی دکان پر گیا۔ تین پائے خریدے اور ان کو اپنی آستین میں چھپالیا۔ وہاں سے جب چلا گیا تو دکاندار نے اپنے ایک نوکر کو اس کے پیچھے بھیجا کہ دیکھو یہ آدمی کیا کرتا ہے۔

اس لڑکے نے بتایا: مالک دینار جب ایک خلوت والی جگہ پر پہنچا تو پائے آستین سے نکالے اُن کو تین بار سونگھا اور پھر اپنے آپ سے کہنے لگا: اے نفس، تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ پھر وہ پائے ایک فقیر کو دے دیے۔ پھر بولا: اے میرے کمزور بدن! میرے تیرے پر اتنی سختی کرتا ہوں، یہ کسی دشمنی کی وجہ سے نہیں ہے۔ صرف چند دن اور صبر کرلو، یہ محنت رنگ لائے گی، پھر ایسی نعمت عطا ہوگی جس کو کبھی زوال نہیں ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص ۵۲)

۳۔ چھوٹا عمل

پیامبرؐ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں ایک خوبصورت عابد شخص تھا۔ وہ کھجور کے پتوں سے ٹوکریاں بنا کر اپنی زندگی کا معاش چلاتا تھا۔

ایک مرتبہ وہ بادشاہ کے محل کے سامنے سے گذر رہا تھا۔ وہاں ایک کنیز نے اُسے دیکھا تو اس نے بادشاہ کی بیوی سے اس جوان کے حسن و جمال کی تعریف کی۔ ملکہ نے کہا: کسی طرح سے اس کو یہاں لے کر آؤ۔ جب وہ وہاں آگیا تو ملکہ نے سارے دروازے بند کردیے۔ ملکہ نے چاہا کہ اس جوان کے ساتھ برا فعل انجام دے۔ وہ نیک جوان سمجھ گیا اور کہنے لگا: کیا پانی نہیں ہے میں محل کی چھت پر جا کر وضو کرلوں؟

کنیز پانی محل کی چھت پر لے گئی اور وہ نیک جوان بھی محل کے اوپر چلا گیا۔ وہاں جا کر اپنے نفس سے کہتا ہے: اے نفس! کئی سال تک تم نے عبادت کی ہے، اب ایک چھوٹے سے عمل کے ذریعے کیا تم چاہتے ہو کہ وہ سب برباد کردو؟ اس سے بہتر ہے کہ اس جگہ سے کود جاؤ اور مر جاؤ۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے آپ کو اوپر سے گرادیا۔

جناب جبرائیلؑ نے خداوند کے حکم سے اُسے مہربان باپ کی طرح آغوش میں لیا اور زمین پر رکھ دیا، اسے کوئی چوٹ نہ آئی۔ (انوار نعمانیہ، ص ۱۱۷)

۴۔ نفس کا بھی ایک امام ہے

ملا آقا جان زنجانی نے آیت اللہ شہید دستغیب شیرازی سے کہا: میں نے حالت کشف میں دیکھا کہ ایک ہفتہ تک امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام تمہاری فلاں خواہش کو پورا فرمادیں گے۔ لیکن ایک ہفتہ گذرنے کے بعد ایسی کوئی بات نہ ہوئی۔

کچھ عرصے بعد جناب شیرازی اپنے استاد عالم ربانی آیت اللہ جناب انصاری ہمدانی کی خدمت میں جاتے ہیں اور یہ واقعہ

بیان کرتے ہیں۔ پوچھتے ہیں: ایسا کیوں ہوا؟ کہ ملا آقا جان نے کشف کی حالت میں امام کو دیکھا اور پھر اُن کا کیا ہوا وعدہ پورا نہ ہوا۔

استاد نے بتایا: اس نفس کا اپنا ایک خدا، پیامبر، اور امام ہوتا ہے۔ اس کے نفس کے امام نے اسے یہ خبر دی تھی۔ حقیقی امام نے یہ خبر نہ تھی۔ جناب شیرازی کہتے ہیں کہ یہ بات میں نے استاد محترم جناب کشمیری سے عرض کی۔ اُنہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی اور کہا: نفس تصویر کشی کی قوت رکھتا ہے۔ کبھی کبھار وہ ایسی اچھی اور نیک تصویریں بناتا ہے۔ اُس میں آواز بھی بھر دیتا ہے۔

۵۔ معرفت

جب ابو مسلم خراسانی مرو پہنچا تو کہتا ہے: کیا تمہارے شہر میں کوئی حکیم ہے؟ لوگوں نے کہا: ایک زردشت حکیم ہے۔ ابو مسلم نے کہا: اُسے میرے پاس لاؤ۔

جب حکیم اس کے پاس آیا تو ابو مسلم نے کہا: تم اپنے آپ کو حکیم کیوں کہتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میرا ایک خدا ہے جس کو ہر روز صبح میں اپنے پاؤں کے نیچے رکھتا ہوں۔

ابو مسلم نے کہا مجھے دکھا دو۔ حکیم بولا: کیا تم مسلمان لوگ اپنی کتاب میں نہیں پڑھتے ہو کہ کیا تم ایسے کو نہیں دیکھا ہے کہ جو اپنے نفس کو اپنا خدا اقرار دیتا ہے۔ ارائت من اتخذ الٰھہ ھواہ۔ (فرقان/ ۴۳)

ابو مسلم نے کہا: کیوں نہیں۔ حکیم بولا: میں اپنے ہوائے نفس کو اپنے پاؤں کے نیچے رکھتا ہوں تا کہ وہ مجھ پر غلبہ نہ کرلے۔
ابو مسلم نے کہا: اب تم نے جو کچھ کہا ہے وہ حق ہے۔ (ہزار و یک تحفہ، ص ۸۵)

باب نمبر 90

مناجات

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾

نوح نے کہا: میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے۔ اب میرے اور اُن کے درمیان جدائی ڈال دے، مجھے اور میرے ساتھ مومنین کو نجات عطا فرما، پس ہم نے اُسے اور اُن لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے سب کو نجات عطا کی۔ (شعرا/۱۱۷-۱۱۹)

علی بن حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

عفوہ اعلی من عقابہ، و انت الذی تسعی رحمتہ امام غضبہ، و انت الذی عطاؤہ اکثر من منعہ۔

خدایا! تمہاری بخشش تمہارے عقاب سے زیادہ ہے۔ تیری رحمت تیرے غضب سے آگے ہے، تیری عطا تیری منع سے زیادہ ہے۔ (صحیفہ سجادیہ، مناجات حاجات)

ا۔ عریان مناجات

شیخ بہائی کہتے ہیں: ایک طالب علم بتا رہا تھا کہ ایک سال وہ حج پر گیا۔ وہاں ایک بادیہ نشین کو دیکھا کہ اس نے ہرن کی کھال پہن رکھی تھی اور کہہ رہا تھا: پروردگارا! کیا اس بات سے شرم نہیں کرتے کہ مجھے تم نے خلق کیا، اور میں عریان حالت میں تم سے مناجات کروں، تو بخشنے والا ہے۔

ایک سال بعد حج پر گیا۔ اُسی بادیہ نشین کو دیکھا کہ مناسب کپڑوں میں چند ایک غلاموں کے ساتھ حج کیلئے آیا ہوا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا تم وہی نہیں ہو جو پچھلے سال اُس حالت میں حج پر آئے تھے۔ اور اس قسم کی باتیں خداوند سے کر رہے تھے۔

کہا: ہاں میں وہی ہوں، میں نے اس طرح خداوند سے بات کی کہ میرا کام بن گیا۔ (کشکول، ص ۸۱)

۲۔ فضیل بن عیاض

ایک عارف نقل کرتا ہے: عرفہ کے دن جب سب لوگ دعا میں مصروف تھے، میں نے فضیل بن عیاض کو دیکھا کہ ایسی عورت کی طرح رو رہا تھا جس کا بچہ مر گیا ہو، اور بہت دلسوز انداز میں آنسو بہا رہا تھا۔
جب غروب آفتاب کا وقت ہو گیا اور رات ہونے لگی، اپنی داڑھی کو ہاتھ میں پکڑا اور آسمان کی طرف رخ کر کے کہا: اگر چہ بخش دیے جاؤ پھر بھی وائے ہو تم پر! اور پھر لوگوں کے ساتھ چلا گیا۔ (کشکول، ص ۸۴)

۳۔ مناجات کا لباس

ابن داود کوئی کو کہا گیا: کسی کام کے سلسلے میں ہمارے ساتھ بادشاہ کے پاس چلو۔ اُس نے جو پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے اُسی حالت میں بادشاہ سے ملنے کے لیے اٹھ گیا۔ کہا گیا: کیا اپنے کپڑے نہیں بدلو گے؟ ایسے کپڑے جنہیں پہن کر تم اچھے لگو۔
جواب دیا: جیسے کپڑے آپ لوگ کہہ رہے ہو میں بس خدا سے مناجات کے وقت پہنتا ہوں۔ اس وقت نہیں جب حاکم کے پاس جاتا ہوں۔ (کشکول، ص ۸۸)

۴۔ تین جملے

طاوس یمانی کہتا ہے: ایک رات میں خانہ کعبہ کے اندر حجر اسماعیل کے پاس بیٹھا تھا۔ علی بن حسین علیہ السلام تشریف لائے۔ میں نے سوچا کہ پیامبر اکرمؐ کے خاندان سے ہیں۔ اچھا ہے کہ ان کی دعا سنوں اور دیکھوں کہ کیا کہتے ہیں۔
وہ کہہ رہے تھے: الٰہی عبیدک بفنائک، سائلک بفنائک، مسکینک بفنائک، اے خدا! تیرا بندہ، تیرا محتاج، مسکین شخص تیری بارگاہ میں آیا ہے۔ طاوس یمانی کہتا ہے: میں نے یہ تین جملے یاد کر لیے اور پھر جب بھی انہیں پڑھا، میرا کوئی نہ کوئی کام آسان ہو گیا۔
بعض دوسری کتابوں میں ملتا ہے کہ یہ دعا سجدے کی حالت میں پڑھنی چاہیے۔ (کشکول، ص ۹۰)

۵۔ جبار زمین جبار آسمان کی طرف

عبداللہ بن ابراہیم خراسانی کہتا ہے: ایک مرتبہ ہارون رشید حج پر گیا ہوا تھا۔ میں بھی والد صاحب کے ہمراہ اعمال حج انجام دے رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ہارون ننگے سر اور ننگے پاؤں سخت گرم ریت پر کھڑا رو رہا ہے، ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیے ہوئے کہہ رہا ہے کہ خدایا! تو تو ہے اور میں میں ہوں۔ میں گناہوں کے بوجھ کے ساتھ پلٹنے والا ہوں اور تو بخشش کے ساتھ پلٹنے والا ہے پس مجھے معاف فرما دے۔ میرے والد نے مجھ سے کہا: اس جبار زمین کو دیکھو کس طرح گریہ وزاری کی حالت میں جبار آسمان کی طرف کھڑا ہے۔

(کشکول، ص ۹۴)

باب نمبر 91

میزبانی

خداوند تعالی فرماتا ہے:

هَلْ أَتٰىكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرٰهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلٰمًا ۖ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ۝

کیا ابراہیم کے محترم مہمانوں کی خبر تم تک پہنچی ہے؟ اس وقت جب وہ وہاں آئے تو بولے: تم پر سلام ہو۔ اس نے کہا: آپ پر سلام ہو، جن کو میں نہیں جانتا۔ (ذاریات/ ۲۴۔۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا اراد الله بقوم خيرا اهدى اليهم هدية قالوا وما تلك الهدية؛ قال الضيف يُنزل برزقه ويرتحل بذنوب اهل البيت.

جب خداوند کسی کو خیر پہنچانا چاہتا ہے تو ان کی طرف تحفہ بھیجتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی: وہ تحفہ کیا ہے؟ فرمایا: مہمان ہے جو اپنے رزق کے ساتھ آتا ہے۔ اور جاتے ہوئے اہل خانہ کے گناہوں کو لے جاتا ہے۔

(بحارالانوار ۱۵/ ۲۴۱)

ا۔ صفوان

صفوان کہتا ہے: عبداللہ بن سنان میرے گھر آیا اور پوچھا: کیا گھر میں کچھ ہے؟ میں نے کہا: ہاں ہے۔ میں نے جلدی سے اپنے بیٹے کو پیسے دیے کہ جاؤ کچھ گوشت اور انڈے لے آؤ۔ عبداللہ نے پوچھا: بیٹے کو کہاں بھیجا ہے؟ میں نے کہا: کچھ پیسے دیے ہیں تاکہ گوشت اور انڈے خرید لائے۔ عبداللہ کہتا ہے: اسے واپس بلالو۔ کیا تمہارے گھر میں زیتون کا تیل ہے؟ میں نے کہا: ہاں ہے۔ کہتا ہے: وہی لے آؤ۔ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ ہلاک ہو گیا وہ شخص جو اپنے دینی بھائی کیلئے جو کچھ گھر میں ہے اُسے کم سمجھے۔ اور ہلاک ہو گیا وہ جسے اس کا دینی بھائی کچھ دے اور وہ اسے کم سمجھے۔ (سفینۃ البحار ۲/ ۷۶)

۲۔ معاویہ

معاویہ کے دستر خوان پر ایک شخص کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ میزبان بار بار مہمانوں کے کھانے کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اچانک معاویہ نے کہا: دیکھو تمہارے لقمے میں ایک بال ہے۔ اس نکال دو۔

وہ عربی مرد دستر خوان سے اٹھ گیا۔ اور ہاتھ دھوتے ہوئے بولا: میں کسی ایسے شخص کے دستر خوان پر کھانا نہیں کھاؤں گا جو مہمانوں کے کھانے کی طرف اتنی غور سے دیکھتا ہے کہ اسے لقمے میں بال تک نظر آ جاتا ہے۔ (لطائف طوائف، ص ۱۳۹)

۳۔ مہمان سے پیسے نہیں لوں گا

قیس بن سعد بن عبادہ سے کسی نے پوچھا: کیا تم نے اپنے سے زیادہ کسی کو سخی دیکھا ہے؟ اس نے بتایا کہ ہم دو افراد ایک بیابان میں کسی کے ہاں مہمان بنے۔ اس کی بیوی نے پانی پلایا جب تک اس کا شوہر بھی آ گیا۔

پہلے دن اس نے ہمارے لیے ایک اونٹ ذبح کیا۔ اور ہمارے لیے کھانا تیار کروایا۔ دوسرے دن اس نے دوسرا اونٹ ذبح کیا اور ہماری پذیرائی کی۔ ہم نے کہا: ہم نے تو ابھی کل کا گوشت بھی ختم نہیں کیا۔ اس دوسرے اونٹ کو ذبح کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس نے جواب دیا: ہم مہمان کیلئے ایک وقت پہلے کا کھانا پیش نہیں کرتے۔ بارش اور موسم کی خرابی کی وجہ سے ہمیں کچھ دن وہاں ٹھہرنا پڑ گیا۔ اور وہ شخص ہر روز ایک اونٹ قربان کرتا تھا۔

وہاں سے چلتے ہوئے وہ گھر نہ تھا۔ ہم نے اس کی بیوی کو ایک سو دینار دیے اور کہا: اپنے شوہر سے ہماری طرف سے معذرت کہنا۔ یہ کہا اور ہم وہاں سے چل دیے۔

ابھی سورج کی کرنیں سب جگہ نہ پھیلی تھیں کہ ہم نے دیکھا ایک شخص نیزہ اٹھائے آ رہا ہے۔ وہ ہمیں آواز دے رہا ہے۔ جب وہ ہمارے قریب پہنچا تو ہم نے دیکھا کہ وہ ہمارا میزبان ہے۔ کہنے لگا: ہم مہمان کی مہمان نوازی کیلئے پیسے نہیں لیتے۔ اس لیے آپ یہ اپنی رقم واپس لے لیں۔ (چند تاریخ ۲ / ۶۴)

۴۔ حقیقی میزبان کا دستر خوان

حضرت ابراہیمؑ میزبانی اور مہمانوں کی خاطر مدارت میں اپنی مثال آپ تھے۔ جب تک ان کے پاس کوئی مہمان نہ آ جائے، وہ کھانا نہیں کھاتے تھے۔

ایک دفعہ پوری رات اور اگلے دن ان کے پاس کوئی مہمان نہ آیا۔ گھر سے باہر گئے تاکہ کسی مہمان کو لے کر آئیں۔ راستے میں ایک بوڑھے شخص کو دیکھا وہ بت پرست تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس سے کہا: اگر تم موحد ہوتے تو میرے دستر خوان پر بیٹھتے۔

وہ بوڑھا وہاں سے چلا گیا۔ جناب جبرائیلؑ آئے اور کہا: اے ابراہیمؑ! خداوند آپ پر سلام بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس

ستر سال کے مشرک، بت پرست انسان کے رزق میں سے ہم نے ایک دن بھی کچھ کم نہیں کیا۔ ایک دن اسے تمہارے حوالے کیا تو تم نے فقیر ہونے کا طعنہ دے کر اسے کھانے سے منع کر دیا۔

حضرت ابراہیمؑ اس بوڑھے کے پیچھے دوڑتے ہوئے گئے اور اسے خداوند کے غضبناک ہونے کا بتایا۔ بوڑھے نے کہا: ایسے خدا کی نافرمانی کرنا مروت کے خلاف ہے۔ اس طرح اس بوڑھے نے دین ابراہیمؑ کو قبول کر لیا۔ (جامع الحکایات، ص ۲۱۱)

۵۔ میزبان قرض لیتا ہے

ابورافع کہتے ہیں: ایک دن پیامبر اکرمؐ کے ہاں مہمان آگئے۔ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا: فلان یہودی کے پاس چلے جاؤ اور اس سے کہو، ہمارے پاس مہمان آیا ہے، کچھ مقدار آٹا ہمیں قرض دے دو۔ ماہ رجب میں واپس کر دیں گے۔

میں اس یہودی کے پاس گیا اور پیامبر اکرمؐ کی بات پہنچائی۔ تو کہنے لگا پہلے کوئی چیز میرے پاس بطور ضمانت رکھو پھر آٹا دوں گا۔ میں پیامبرؐ کی خدمت میں پہنچا اور اس یہودی کی بات حضورؐ کی خدمت کہی۔ پیامبرؐ نے فرمایا: خدا کی قسم آسمان اور زمین میں امانت داری کے حوالے سے میں شہرت رکھتا ہوں۔ اگر وہ مجھے آٹا دے دیتا تو میں ضرور اسے واپس لوٹا دیتا۔

پھر حضورؐ نے اپنی زرہ مجھے دی اور فرمایا: اس زرہ کو اس کے پاس بطور ضمانت رکھوا کر آٹا لے آؤ۔ (محجۃ البیضاء ۳/ ۳۲)

باب نمبر 92

مودّت

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

کہہ دے میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے میرے قربیٰ کی مودّت کے۔ (شوریٰ/ ۲۳)

امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

من لم تكن مودته في الله فاحذره فان مودته لئيمة و صحبته مشومة.

جس کسی کی دوستی کی بنیاد خدا نہ ہو۔ اس سے دور رہو، اس کے ساتھ دوستی پستی ہے اور برائی ہے۔

(غرر الحکم ۱/ ۲۲۰)

۱۔ عیادت و جنازہ

ابن عمر کہتا ہے: پیامبرؐ نے مجھے دیکھا کہ میں دائیں بائیں دیکھ رہا ہوں۔ پس فرمایا: کیوں ادھر ادھر دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کی: میں اپنے ایک دوست کو تلاش کر رہا ہوں۔ فرمایا: جب کسی سے دوستی کرو تو اس کا نام، اس کے والد کا نام پوچھ لو اور اُسے یاد کر لو۔ اس کی غیر موجودگی میں پوچھ سکو، اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کو جاؤ، اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو۔

(شعب الایمان ۶/ ۴۹۲)

۲۔ جب خدا کسی سے محبت کرتا ہے

مفضل بن عمر کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام سے عرض کی: ہمارے آس پاس کے لوگ کہتے ہیں، خدا جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کے نام کو آسمان میں بلند کرتا ہے، آواز دیتا ہے کہ خدا اس سے محبت کرتا ہے۔ پس آپ بھی اس سے محبت کرو۔ پھر اس کی محبت کو لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ پھر جب کسی بندے سے دشمن ہو جاتا ہے تو آسمان میں اعلان کر دیتا ہے کہ خداوند فلاں کو دشمن رکھتا ہے، پس تم بھی اس کو دشمن جانو۔ امامؑ ٹیک لگائے تھے، اٹھ کر بیٹھ گئے۔ امامؑ نے تین مرتبہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: ایسا نہیں ہے جیسا لوگ کہتے ہیں؛ بلکہ جب خدا کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو لوگ اس کی برائی کرنے لگتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں

لوگوں کے گناہوں ہی اضافہ ہوتا ہے اور اُسے نیک پاداش ملتی ہے۔ اور جب کسی بندے کو دشمن رکھتا ہے تو لوگ اس کی تعریفیں کرنے لگتے ہیں، جس کے نتیجے میں دونوں گناہگار ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا: حضرت یحییٰ سے زیادہ کون خداوند کے نزدیک محبوب تھا۔ لوگ اُن کے خلاف ہو گئے اور انہیں قتل کر دیا۔ علی ابن ابی طالبؑ سے زیادہ کون خداوند کے نزدیک محبوب تھا۔ کیا کیا دکھ لوگوں نے نہیں دیے!! حسین ابن علیؑ سے زیادہ کون خداوند کے نزدیک محبوب تھا۔ لوگ اُن کے خلاف ہو گئے اور انہیں قتل کر دیا۔ (مستدرک الوسائل ۱/ ۱۳۳)

۳۔ پیامبرؐ کی وصیت

پیامبر اکرمؐ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں بیماری کی حالت میں فرمایا: میں تم لوگوں سے اجر رسالت نہیں چاہتا۔ مگر یہ کہ میری اہلبیتؑ سے عملی طور پر محبت کا اظہار کرو۔ تمہارے درمیان دو بیش بہا قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ایک خدا کی کتاب اور دوسری اپنی اہلبیتؑ و عترت۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے۔ اور اسی حالت میں حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے۔

پس میری اہلبیتؑ پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ اُن سے دور نہ ہونا۔ اُن کے حق میں کوتاہی نہ کرنا۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ وہ تم لوگوں سے زیادہ سمجھدار اور دانا ہیں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری اہلبیتؑ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔

(منتہی الآمال ۱/۱۰۱)

۴۔ ہماری طینت (فطرت، مٹی)

ایک شخص امیر المومنینؑ کے پاس آیا اور عرض کی: میں خدا کی خاطر ظاہر و باطن میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔

امامؑ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ امامؑ نے زمین پر وہ لکڑی ٹیکی کچھ دیر فکر کی اور پھر سر اوپر اٹھایا اور فرمایا: تم نے سچ کہا، کیونکہ ہماری طینت، خاص طینت ہے۔ خدا نے آدمؑ کی صلب سے وعدہ لیا تھا۔ اس سے کچھ نہ کم ہوگا نہ زیادہ ہوگا۔

پھر فرمایا: جاؤ اپنے آپ کو فقر و تنگدستی کے لیے تیار کر لو، کیونکہ میں پیامبر خداؐ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ! ہمارے چاہنے والوں پر فقر و تنگدستی سیلاب سے زیادہ جلدی پہنچتی ہے۔ (سفینۃ البحار ۱/ ۱۶۶) ٥

۵۔ کامیاب کون؟

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جب آیت "جب ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں بتا دیا۔" (یس/ ۱۲) نازل ہوئی تو دو لوگ اٹھے اور بولے: یا رسول اللہ کیا یہ امام مبین تورات ہے؟ فرمایا: نہیں۔ پھر پوچھا: کیا انجیل ہے؟ فرمایا نہیں۔ پوچھا: کیا زبور ہے؟ فرمایا: نہیں۔ پوچھا: کیا قرآن ہے؟ فرمایا: نہیں۔

اتنے میں امیر المومنینؑ پہنچے۔ پیامبرؐ نے فرمایا: یہ ہے وہ جس کے اندر خدا تعالیٰ نے ہر چیز کا علم رکھا ہے۔ کامیاب وہ ہے جو علیؑ کی زندگی میں اس کے بعد، اس سے محبت کرتا ہو۔ (بحر المعارف ۳/ ۸۸۔ تاویل الآیات، ص ۴۷۷)

باب نمبر 93

نام رکھنا

خداوندتعالی فرماتا ہے:

وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ

برے اور ناپسند ناموں سے ایک دوسرے کو نہ پکارو۔ ایمان کے بعد یہ بات بہت بری ہے کہ کسی کو کفر آمیز ناموں سے پکارو۔ (حجرات/۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

سموا اولادکم اسماء الانبیاء واحسن الاسماء عبداللہ وعبدالرحمن۔

اپنی اولاد کیلئے انبیاء کے نام رکھو، اور بہترین نام عبداللہ وعبدالرحمن ہے۔ (مکارم اخلاق ا/۴۲۱)

ا۔محمد وعلی

جابر کہتا ہے: امام باقر علیہ السلام اپنے شیعوں میں سے کسی کی عیادت کے لیے جانا چاہتے تھے۔ مجھ سے فرمایا: میرے ساتھ چلو۔ پس میں بھی حضرتؑ کے ساتھ ہولیا۔ جب ہم اس آدمی کے گھر کے دروازے پر پہنچے تو ایک بچہ باہر آیا۔

امامؑ نے دریافت فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ بولا: محمد ہے۔ فرمایا: کنیت کیا ہے؟ بولا: علی ہے۔ فرمایا: اپنے آپ کو شیطان سے بچا کر رکھو۔ بے شک شیطان جب یہ سنتا ہے کہ کوئی یا محمد، یا علی کہہ کر کسی کو پکار رہا ہے تو وہ مرنے لگتا ہے۔ یوں بھاگنے لگتا ہے جیسے سراب آنکھوں سے دور ہو جاتا ہے یا کوئی قلع اچانک غائب ہو جاتا ہے۔ اور جب سنتا ہے کہ ہمارے دشمنوں میں سے کسی کے ہم نام کو پکارا جارہا ہے تو خوشی سے جھومنے لگتا ہے اور فریب دینے کیلئے آمادہ ہوتا ہے۔ (وافی ۲/ ۲۰۲)

۲۔قتیبہ وپالان

قتیبہ بن مسلم نے جب ثمرقند کو محاصرہ کرلیا۔ اس شہر کے امیر نے پیغام بھجوایا کہ تم جتنا بھی اس شہر کو محاصرہ کیے رکھو، تم اس کو فتح نہ کرپاؤ گے۔ کیونکہ ہم نے اپنی مذہبی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس شہر کو وہ فتح کرے گا جس کا نام پالان ہوگا۔ قتیبہ نے کہا: اللہ اکبر، میں وہی پالان ہوں۔ کیونکہ قتیبہ قتب کی تصغیر ہے، جس کا معنی پالان ہے۔ (پالان یعنی زین)

لیکن جب محاصرے کو بہت وقت ہو گیا اور کامیابی حاصل نہ ہوئی تو اس نے ایک طریقہ سوچا۔ کچھ صندوق تیار کروائے۔ اُن کے نیچے دروازے بنائے۔ صندوقوں میں اپنے سپاہی بٹھا دیے۔ پھر امیر شہر کو پیغام بھجوایا کہ میں یہاں سے جا رہا ہوں لیکن میری شرط یہ ہے کہ میرے کچھ صندوق امانت کے طور پر اپنے پاس رکھ لو۔ جب کبھی مجھے ضرورت پڑی تو وہ میں تم سے لے لوں گا۔

امیر شہر نے قبول کر لیا۔ صندوق کو شہر میں لے گئے۔ جب رات بہت ہو گئی۔ سپاہی صندوق سے باہر نکل آئے۔ بہت سے افراد کو قتل کیا اور محاصرہ کے دروازے کھول دیے، جس کے نتیجے میں شہر فتح ہو گیا۔ (نوادر، ص ۲۹۲)

۳۔ محمد نام رکھا ہے

ابو ہارون کہتا ہے: مدینہ میں امام صادق علیہ السلام کے پاس جایا کرتا تھا۔ کچھ دن امامؑ کی محفل میں حاضر نہ ہو سکا۔ جب چند دن کے بعد امامؑ کی خدمت میں گیا تو امامؑ نے فرمایا: کئی دن سے میں نے تمہیں نہیں دیکھا۔ عرض کی: خدا نے مجھے بیٹا عطا کیا ہے۔ فرمایا: بارک اللہ لک۔ تمہارے لیے اللہ مبارک کرے۔ کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کی: محمد نام رکھا ہے۔ امامؑ نے جب یہ نام سنا تو چہرے کو زمین کے قریب لے گئے اور فرمایا: محمد، محمد، محمد۔۔۔۔ چہرہ اتنا زمین کے قریب لے گئے کہ چہرہ زمین سے لگنے والا تھا۔

امامؑ نے فرمایا: میری جان، میرے ماں باپ، ساری زمین کے لوگ رسول خداؐ پر قربان، اس بچے کو گالی مت دو، پٹائی مت کرو، اس کے ساتھ کچھ برا مت کرو۔ جس گھر میں محمد نام کا بچہ یا کوئی فرد ہو۔ اس گھر کو روزانہ پاک و پاکیزہ بنائے رکھو۔

(منتہی الآمال ۲/۱۲۵)

۴۔ بی بی صفیہ

پیامبرؐ کی زنان میں سے بعض حی بن اخطب کی بیٹی صفیہ اور رسول خداؐ کی زوجہ کو کہتی تھیں کہ تم یہودی کی بیٹی ہو۔ اُسے بنت یہودی ہی کہہ کر بلاتی تھیں۔ اس کے اصل نام سے کبھی نہیں بلاتی تھیں۔

بی بی صفیہ نے یہ بات پیامبرؐ سے کہی۔ پیامبرؐ نے فرمایا: کیا تم نے اُن کو جواب نہیں دیا۔ عرض کی: کیا کہوں؟ فرمایا: کہو میرا باپ ہارون وصی موسیٰؑ نبی اللہ، چچا موسیٰ کلیم اللہ، میرے شوہر محمد رسول اللہؐ ہیں، آپ کیوں اس حقیقت کی منکر ہیں؟

بی بی صفیہ نے یہی جملے اُن سے کہے۔ انہوں نے کہا: کیا یہ جملے پیامبرؐ نے تمہیں سکھائے ہیں؟ اس موقع پر سورہ حجرات کی آیت ۱۱ نازل ہوئی۔ (تفسیر قمی ۲/۳۲۱)

۵۔ شبر و شبیر

جب امام حسن علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ جناب جبرائیلؑ نازل ہوئے اور خداوند کی طرف سے مبارک کہی، عرض کی: خداوند سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: علیؑ تمہاری نسبت ہارون برائے موسیٰؑ ہے۔ ہارون کے بڑے بیٹے کا نام عبرانی زبان میں شبر

تھا۔ جس کو عربی میں حسن کہتے ہیں۔

جب امام حسین علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ تو جناب جبرائیلؑ نازل ہوئے۔ پیامبر کو سلام پہنچایا اور عرض کی: ہارون کے دوسرے بیٹے کا عبرانی میں نام شبیر تھا۔ جس کو عربی میں حسین کہتے ہیں۔

(منتہی الامال ۱/۲۲۰)

حسن: نیکو، خوب، جمیل؛ حسین مصغر حسن ہے۔ اور اس کے وہی معنی ہیں۔

(فرہنگ عمید، ص ۵۶۴)

باب نمبر94

خط

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَیْهِمْ

سلیمانؑ نے ہدہد سے فرمایا: میرا خط لے جاؤ اور بلقیس ملکہ سبا کے پاس پھینک آؤ۔ (نمل/۲۸)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اذا کتبت کتابا فاعد فیه النظر قبل ختمه فانما تختم علی عقلک۔

جب بھی خط لکھو اس کو مہر کرنے سے پہلے ایک مرتبہ پھر سے پڑھ لو، کیونکہ خط پر مہر لگانے سے اپنی عقل پر مہر لگا دو گے۔ (غرر الحکم ۲/۳۶۵)

ا۔ مدد چاہتا ہوں

عمر بن ابی سلمہ مخزومی دو ہجری کو حبشہ میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں ام سلمہ تھی۔ عمر بن ابی سلمہ امیر المومنینؑ کی طرف سے بحرین کا حاکم بنایا گیا۔ کچھ عرصے بعد امامؑ نے اسے اس کی شرافت و بہادری کی وجہ سے بلایا اور جنگ صفین میں اپنے ہمراہ لے گئے۔ وہ ۸۳ ہجری میں فوت ہوا۔

امامؑ نے جو اس کے لیے ایک خط لکھا وہ یہ تھا کہ اما بعد نعمان بن عجلان رزقی کو میں بحرین کا والی مقرر کرتا ہوں اور تم سے یہ منصب بغیر کسی اعتراض کے واپس لیتا ہوں۔ تمہارا کام بہت اچھا تھا۔ تم نے امانت کو ادا کیا۔ تم میرے پاس آ جاؤ، اس میں کوئی بدگمانی نہ کرنا۔ تمہارے لیے کوئی شرمساری نہیں ہے۔ تم پر کوئی الزام نہیں ہے اور نہ ہی تم گناہگار ہو۔

میں شام کے ظالمین کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میری ہمراہی کرو۔ تم اُن افراد میں سے ہو، جن کے بارے، جنگ میں دشمن سے مقابلہ اور دین کی سربلندی کیلئے میں اُن کی مدد کا انتظار کرتا ہوں۔ انشاء اللہ

(نہج البلاغہ، نامہ ۴۲)

۲۔ اباقتادہ

امیر المومنینؑ نے اباقتادہ انصاری کو مکہ کی حاکمیت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ قثم بن عباس کو حاکم مکہ منصوب کر دیا۔ امامؑ کی شہادت تک وہی مکہ کا حاکم تھا۔ قثم بن عباس سمرقند میں شہید ہوا۔

معاویہ نے کچھ لوگوں کو مکہ بھیجا تا کہ وہاں جا کر لوگوں کے درمیان علیؑ کی مخالفت کریں۔ لوگوں سے کہیں کہ علیؑ قتل عثمان میں ملوث ہے۔ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کریں۔

امامؑ نے ایک خط میں قثم کو اچھی سیاست، تدبیر، ترغیب و استحکام کے بارے نصیحت کی:

اما بعد، شام سے مجھے خبر دینے والے نے بتایا ہے کہ اہل شام میں سے کچھ افراد کو ایام حج میں مکہ بھیجا گیا ہے۔ جو کہ دل کے اندھے، بہرے، مادر زاد اندھے ہیں، جو حق کو باطل کے ساتھ ملا دیتے ہیں۔

پس جو تمہارے اختیار میں ہے۔ اس کو استحکام دو، ایسے پائیدار، دور اندیش، جفاکش، نصیحت حاصل کرنے والے شخص کی طرح، ایسے عقل مند شخص کی طرح جو اپنے پیشوا کا تابع فرمان ہے، جو اپنے حاکم کا مطیع ہے۔

آگاہ رہو کہ ایسا کوئی کام نہ کرنا جس کی وجہ سے تمہیں معذرت کرنی پڑے۔ وسعت و گشائش کے وقت میں زیادہ خوش نہ ہو جا۔ اور سختی و پریشانی کے وقت میں خوف اور ناتوانی کو اپنے اوپر طاری مت ہونے دو۔ والسلام۔ (نہج البلاغہ، نامہ ۳۳)

۳۔ جوتے کا تسمہ

جارود ایک نصرانی تھا۔ وہ قبیلہ عبدالقیس سے تھا۔ پیامبرؐ کے زمانے میں وہ اپنے قبیلے کے ہمراہ مسلمان ہو گیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ بصرہ میں رہائش پذیر ہو گیا۔ ۲۱ ہجری کو فارس کے ایک علاقے نہاوند میں قتل کر دیا گیا۔ اس نے پیامبر اکرمؐ سے بہت سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کا بیٹا منذر فارس کے کسی شہر کا حاکم بنا۔ اپنے باپ کی نیک نامی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے بیت المال میں خورد برد کی اور بہت ساری مسلمانوں کی دولت ہڑپ کر گیا۔

امام علیؑ نے اُسے خط لکھا: اگر وہ بات جو تیرے بارے میں مجھ تک پہنچی ہے، سچ ہو تو ایک اونٹ بلکہ تمہارے جوتے کا تسمہ بھی تم سے بہتر ہے۔ تیرے جیسا شخص سرحدوں کی حفاظت کیلئے بالکل بھی اہل نہیں ہے۔ جونہی یہ میرا خط تیرے تک پہنچے فوراً میرے پاس آ جاؤ۔ انشاء اللہ۔

جب منذر امامؑ کی خدمت میں پہنچا تو امامؑ نے اسے زندان میں ڈال دیا۔ (نہج البلاغہ، نامہ ۷۱)

۴۔شادی کا ولیمہ

عثمان بن حنیف حاکم مدینہ سہل کا بھائی تھا۔اسے امام علیؑ کی طرف سے بصرہ کا حاکم بنایا گیا۔وہ پیامبرؐ کی تربیت میں رہا تھا اور پیامبرؐ سے تعلیم حاصل کی تھی۔

اسے شادی کے ولیمے کیلئے دعوت دی گئی۔اس نے قبول کر لی اور اس پروگرام میں شرکت کی۔جب یہ خبر امام تک پہنچی تو امامؑ نے اس کے نام ایک خط لکھا: اے حنیف کے بیٹے! مجھے خبر ملی ہے کہ بصرہ کے جوانوں میں سے ایک جوان نے تمہیں اپنی شادی کے ولیمہ پر دعوت دی اور تم بھی جلدی سے وہاں پہنچ گئے۔مختلف قسم کے پاک وصاف کھانے تمہارے سامنے پیش کیے گئے۔کئی قسم کی ڈش تمہارے لیے سجائی گئیں۔

میرا نہیں خیال کہ اس قوم کے کھانے میں جانا جائز ہو، جو محتاجوں کو دھتکار دیتے ہیں اور دولتمندوں کو دعوت دیتے ہیں۔پس جو کچھ تم کھاتے ہو اس پر توجہ کرو، اگر وہ اس لقمہ میں شک وشبہ ہے تو اس کو دور پھینک دو۔اگر حلال ہے تو اس کو کھا لو۔جان لو کہ ہر ماموم کیلئے ایک پیشوا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے۔اس کے عمل کی روشنی سے روشنی حاصل کرتا ہے۔(نہج البلاغہ، نامہ ۴۵)

۵۔فرار نہیں کرتے

سہل بن حنیف انصاری، ان لوگوں میں سے تھا جس سے لوگ بہت محبت کرتے تھے۔جب وہ مر گیا تو اس کے مرنے پر بہت گریہ ہوا۔وہ امامؑ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔جنگ صفین کے بعد پیسہ نہ ملنے کی وجہ سے لوگ اس سے دور ہونے لگے۔بھاگ بھاگ کر معاویہ کے پاس جانے لگے۔سہل کیلئے یہ بات ناقابل برداشت تھی۔امامؑ نے اس تسلی وتشفی کیلئے اس کے نام خط لکھا:

مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارے افراد ایک ایک چھپ کر معاویہ کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ان کے چلے جانے سے اور اپنی مدد کم ہونے کی وجہ سے غم نہ کرو۔ان کیلئے ذلت ہی کافی ہے۔خدا کی قسم، وہ ظلم سے فرار کر کے عدل کی طرف نہیں گئے ہیں۔امید ہے کہ خداوند ہماری مشکلات کو آسان کرے اور سختیوں کو برداشت کرنے کی ہمت عنایت کرے۔(نہج البلاغہ، نامہ ۷۰)

باب نمبر 95

غصے کی مذمت

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ

(جو لوگ خدا کے بارے بدگمان ہو کر خدا پر غصہ کرتے ہیں۔) خداوند ان پر غضبناک ہوتا ہے اور ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔ ان کیلئے جہنم کو آمادہ کر رکھا ہے۔ (فتح/٦)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

من لم یملك غضبه لم یملك عقله.

جو اپنے غصے کا مالک نہ ہو وہ اپنی عقل کا بھی مالک نہیں ہوتا۔ اصول کافی ۲/۲۳۱)

۱۔ ہر طرح کی خیر

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک صحرائی آدمی پیامبرؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کی: میں صحرا میں رہتا ہوں، مجھے ایسی بات سکھا دیں جس میں ہر طرح کی خیر موجود ہو۔

فرمایا: میں حکم دیتا ہوں کہ کسی بات میں غصہ مت کرو۔

اس آدمی نے تین مرتبہ یہ سوال پوچھا۔ پیامبرؐ نے ہر بار وہی جواب دیا۔ پھر وہ خود سے کہنے لگا: پیامبرؐ سے کچھ اور نہیں پوچھوں گا، آپؐ نے مجھے خیر کے علاوہ کچھ نہیں بتایا۔

امامؑ نے فرمایا: غصے کو کنٹرول کرنے سے زیادہ کون سی چیز مشکل ہے!! بے شک انسان غصے میں آتا ہے اور اس چیز یا ذات کو جسے خدا نے محترم قرار دیا ہے، ختم کر دیتا ہے، پاک دامن عورت کو زنا جیسی نسبت دے دیتا ہے۔ (الکافی، باب الغضب، ۲/۲۲۹)

۲۔ شیطان

جناب ذوالقرنینؑ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرشتوں میں سے ایک فرشتے سے ملاقات کی اور کہا: مجھے کوئی ایسی دانش کی بات سکھاؤ جس سے میرے ایمان و یقین میں اضافہ ہو جائے۔

فرشتے نے کہا: غصہ نہ کیا کرو۔ کیونکہ شیطان کیلئے بہترین وقت جب وہ فرزند آدم پر مسلط ہوتا ہے، انسان کا غصہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس لیے اپنے غصہ کو پی جایا کرو، بہت آرام کے ساتھ اس کو روک دیا کرو۔

اس کے علاوہ جلد بازی سے پرہیز کیا کرو کیونکہ جب تم جلد بازی کرو گے، اپنا فائدہ اپنے ہاتھ سے کھو دو گے۔

(راہ روشن ۵ / ۲۰۳)

۳۔ ہم پلہ

انبیاء الٰہی میں سے ایک نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: جو کوئی مجھ سے وعدہ کرے گا کہ وہ غصہ نہیں کرے گا، میں اس سے وعدہ کرتا ہوں کہ جنت میں وہ میرے ہم پلہ ہوگا۔ دنیا میں میرے بعد میرا جانشین ہوگا۔

ایک جوان اٹھا اور بولا: میں وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی غصہ نہ کروں گا۔

اس پیامبر نے دوسری مرتبہ بھی اپنی بات کا تکرار کیا۔ دوسری مرتبہ بھی وہی جوان اٹھا اور اس نے مثبت جواب دیا۔ اس پیامبر کی رحلت کے بعد وہ جوان اُن کا جانشین بن گیا۔ اس جوان کا نام ذوالکفل تھا۔ اس کا نام ذوالکفل اس لیے رکھا گیا کہ وہ اپنے غصے پر قابو پانے والا تھا اور اپنے وعدے کو وفا کیا تھا۔ (شنیدنی ہائے تاریخ، ص ۲۰۵)

۴۔ شیطان

پیامبر اکرمؐ کی ازواج میں سے ایک نے کسی بات پر غصہ کیا تو پیامبرؐ نے فرمایا: تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ شیطان تمہاری طرف آ رہا ہے۔ جواب میں اُنہوں نے عرض کی: کیا شیطان آپؐ کی طرف نہیں آتا؟

پیامبرؐ نے فرمایا: میری طرف بھی شیطان آتا ہے لیکن میں نے خداوند سے پناہ کی درخواست کی ہے اور خداوند نے مجھے اس پر مسلط کر دیا ہے، اب میں اس پر غلبہ رکھتا ہوں۔ (شنیدنی ہائے تاریخ، ص ۲۰۷)

۵۔ آگ کا شعلہ

پیامبرؐ نے فرمایا: غصہ آگ کا شعلہ ہے۔ جو انسان کے دل میں جلتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جن لوگوں کو غصہ آتا ہے اُن کی گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں۔ اور اُن کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں؟

پس جب بھی تم میں سے کوئی یہ احساس کرے کہ اسے غصہ آرہا ہے، اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جایئے، اگر بیٹھا ہوا ہے تو لیٹ جائے، اگر پھر بھی غصہ ختم نہ ہو تو ٹھنڈے پانی کے ساتھ وضو و غسل کرے۔ کیونکہ آگ کو پانی کے علاوہ کسی اور چیز سے ٹھنڈا نہیں کیا جاتا۔ (راہ روشن ۵ / ۲۲۳)

باب نمبر 96

ریاکاری

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ۝

وہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے مال کو دکھانے کیلئے لوگوں میں انفاق کرتے ہیں۔ وہ خدا و قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔ شیطان ان کے قریبیوں میں سے ہے اور وہ برا ساتھی ہے۔ (نساء/۳۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اشد الناس عذابا یوم القیامة من یری الناس ان فیه خیرا ولا خیر فیه.

قیامت کے دن کا بدترین عذاب اس کے لیے ہے جو لوگوں کے درمیان یوں اعمال انجام دیتا ہے جیسے صرف اس کے ہی کام ٹھیک ہیں، جبکہ اس کے اندر کوئی خیر نہیں ہے۔

(تفسیر معین، ص ۱۸۳۔ کنز العمال، ح ۷۴۸۵۷)

ا۔ اپنی اجرت لو

پیامبر خداؐ نے فرمایا: نجات اس میں ہے کہ بندہ خدا کے ساتھ مکر نہ کرے، کیونکہ پھر خدا اس کے ساتھ مکر کرے گا۔ جو خدا کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے خدا اس کے دل کو ایمان سے خالی کر دیتا ہے۔ اس کا نفس اسے دھوکہ دینے لگتا ہے۔ پوچھا گیا: یہ کیسے ہوتا ہے؟

فرمایا: بندہ، جس کا حکم دیا گیا ہوتا ہے اس پر عمل کر رہا ہوتا ہے لیکن حقیقت میں اس بندے کا اس عمل سے کچھ اور ہی مقصد ہوتا ہے۔ پس تقوا الٰہی اختیار کرو، ریاکاری سے دور رہو کیونکہ ریاکاری شرک ہے۔ بے شک ریا کرنے والے کو قیامت کے دن ان ناموں سے پکارا جائے گا۔ اے کافر، اے فاجر (بدکار)، اے غادر (دھوکہ باز)، اے خاسر (نقصان اٹھانے والے)! تیرے اعمال مٹ گئے، تیری اجرت باطل قرار پائی، اب اس سے اپنی اجرت لو جس کے لیے تم اعمال انجام دیا کرتے تھے۔

(امالی صدوق، راہ روشن ۶/۲۰۰)

۲۔ اعمال میں ریاکاری

شداد بن اوس کہتا ہے: پیامبر کو دیکھا کہ رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کی: کس لیے رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں اپنی اُمت کے شرک سے ڈرتا ہوں، میری اُمت بت یا سورج یا چاند یا پتھر کی عبادت نہیں کرے گی بلکہ اپنے اعمال میں ریاکاری کا شکار ہوسکتی ہے۔

(محجۃ البیضاء ۶/ ۱۳۱)

۳۔ بے نیاز

ایک آدمی نے عبادہ بن صامت سے کہا: میں راہ خدا میں تلوار کے ساتھ جہاد کرتا ہوں اور میری نیت میں خدا اور لوگوں کی تعریف ہوتی ہے، کیا یہ ٹھیک ہے؟ عبادہ نے جواب دیا کہ اس میں تمہارے لیے کوئی ثواب نہیں ہے۔

اس آدمی نے تین مرتبہ یہی سوال عبادہ سے پوچھا۔ عبادہ تینوں مرتبہ جواب دیا: تمہارے لیے اس میں کوئی ثواب نہیں ہے۔ آخری مرتبہ جواب میں کہا: خداوند فرماتا ہے: میں شرک سے بے نیازی میں سب سے زیادہ بے نیاز ہوں۔

(محجۃ البیضاء ۶/ ۱۳۷)

۴۔ مسجد میں رونا

ابو امامہ نے ایک آدمی کو مسجد میں دیکھا کہ وہ سجدے میں رو رہا ہے۔ اس نے کہا: اگر تم گھر میں ایسے ہوتے تو حقیقی عابد ہوتے۔ کیونکہ یہاں ایسا کرنے سے تمہارا مقصد لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے۔ (راہ روشن ۶/ ۲۰۹)

۵۔ تین افراد

حدیث میں ہے کہ خداوند نے تین افراد کو مخاطب قرار دیا۔ جن میں سے پہلا راہ خدا میں مارا گیا، دوسرے نے اپنا مال خدا کی راہ میں صدقہ کر دیا، تیسرا قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتا تھا۔

خداوند نے پہلے سے فرمایا: تم جھوٹ بولتے ہو کیونکہ جنگ کرنے میں تمہارا مقصد اپنی بہادری کو دیکھانا تھا۔ دوسرے سے فرمایا: تمہارا صدقہ دینے میں مقصد یہ تھا کہ لوگ کہیں یہ کتنا بخشش کرنے والا ہے۔ تیسرے سے فرمایا: تمہارا مقصد یہ تھا کہ لوگ کہیں یہ شخص قرآن کا قاری ہے۔

پیامبر خدا نے ان کے بارے میں خبر دی کہ ان لوگوں کو نہ صرف یہ کہ ثواب نہیں ملا بلکہ ان کے اعمال حبط کر لیے گئے ہیں اور ضائع ہو گئے ہیں۔ (محجۃ البیضاء ۶/ ۱۴۰۔ الترغیب ۱/ ۵۲)

باب نمبر 97

نماز تہجد

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

اے پیامبرؑ! رات کے ایک حصے میں نماز تہجد کیلئے اٹھو، یہ نماز پنجگانہ پر اضافہ ہے۔ نزدیک ہے کہ تمہارا پروردگار آپ کو مقام محمود پر قرار دے۔ (اسراء/۷۹)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ما من حسنة الا و لها ثواب بيّن فى القرآن الا صلوة الليل فان الله لم يُبيّن ثوابها لعظم خطرها.

کوئی نیکی ایسی نہیں ہے جس کا ثواب قرآن پاک میں بیان نہ کیا گیا ہو سوائے نماز تہجد کے۔ کیونکہ خدا نے اس کے مقام کی عظمت کو دیکھتے ہوئے اس کے ثواب کو بیان نہیں فرمایا۔ (لئالی الاخبار ۴ / ۶۴)

ا۔ بھوک اور نماز تہجد

امام صادق علیہ السلام کے پاس ایک آدمی آیا اور اپنی محتاجی کا گلہ کرنے لگا، پھر اپنے لمبے فاقوں کی شکایت کرنے لگا۔

امامؑ نے فرمایا: کیا تم نماز تہجد پڑھتے ہو؟ عرض کی: جی ہاں! امامؑ نے اصحاب کی طرف منہ کیا اور فرمایا: جھوٹ بولتے ہو، جو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ نماز تہجد پڑھتا ہے اور پھر وہ دن میں بھوکا رہتا ہے۔ ایسا کیونکر ممکن ہے اس لیے کہ خداوند نماز تہجد پڑھنے کے ساتھ دن میں خوراک کی ضمانت دیتا ہے۔ (وافی ۵ / ۲۲)

۲۔ رسی

جناب آقا نجفی قوچانی اپنی زندگی کے واقعات میں لکھتے ہیں: اصفہان میں ہمارے کمرے ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ ہم نے شلف کے پاس سے سوراخ کیا۔ وہاں سے ایک رسی نکالی۔ اس کا ایک سرا میرے کمرے میں تھا اور دوسرا سرا میرے دوست کے کمرے میں تھا۔ رات کو سونے سے پہلے اُدھر وہ رسی کے ساتھ اپنا پاؤں یا ہاتھ باندھ لیتا تھا اور اِدھر میں بھی اپنا ہاتھ

باندھ لیتا تھا تا کہ رات جو کوئی بھی نماز تہجد کیلئے پہلے جاگ جائے وہ اس رسی کے ذریعے بغیر آواز دیے اور بغیر شور کے دوسرے کو بھی جگا دے۔ تاکہ ہماری آواز کے ساتھ کسی دوسرے شخص کو تکلیف نہ ہو۔ (سیاحت شرق، ص ۱۹۸)

۳۔ دنیا و آخرت

علامہ طباطبائیؒ کہتے ہیں: جب ہم حصول علم کی خاطر نجف اشرف گئے۔ میں ایک دن اپنے مدرسہ میں کھڑا تھا کہ وہاں سے جناب سید علی آقا قاضی گذرے۔ جب وہ میرے قریب پہنچے تو میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا: بیٹا! دنیا چاہتے ہو تو نماز تہجد پڑھو، آخرت چاہتے ہو تو نماز تہجد پڑھو۔ اس بات نے میرے اوپر اتنا اثر کیا کہ اس کے بعد سے جب تک ایران نہیں آ گیا، میں دن رات اُن کی خدمت میں رہتا تھا۔ میرے پاس جو کچھ مرحوم قاضی کا ہے۔ (مہر تابان، ص ۱۶)

۴۔ سارے گھر والے

شیخ حسن اپنے والد بزرگوار مجتہد محقق شیخ جعفر کاشف الغطاء کے بارے میں بتاتے ہیں:

میرے والد صاحب کی عادت تھی کہ ہر روز سحر کے وقت بیدار ہو جاتے تھے۔ پھر ہمارے گھر آ جاتے اور سارے گھر والوں کو جگاتے اور کہتے: اٹھو سب لوگ نماز تہجد ادا کرو۔ بس پھر سب جاگ جاتے تھے۔ میں ابھی چھوٹا تھا اور مجھ پر نیند کا غلبہ رہتا تھا۔ جب میرے کمرے کے پاس آتے تو ضرور سے کہتے: اٹھو! میں وہیں سے بولتا: ولا الضالین یا کہتا: اللہ اکبر۔ یعنی میں یہ ظاہر کرتا کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ وہ مطمئن ہو جاتے اور واپس چلے جاتے۔ ان کے جانے کے بعد میں پھر سے سو جاتا۔ (قصص العلماء، ص ۱۸۵)

۵۔ قید میں نماز تہجد

جب ہارون رشید کا بیٹا امین خلیفہ بن گیا۔ خلیفہ بننے کے بعد اپنے بھائی مامون جو ایران میں خلیفہ بن چکا تھا، خلافت کے معاملہ میں جنگ کرنے لگا۔ مامون نے طاہر بن حسین کے سربراہی میں ایک لشکر بغداد کی طرف بھیجا۔ جس میں چودہ مہینے لگ گئے۔

امین کا غلام احمد بن سلام کہتا ہے: میں خلیفہ امین کے ہمراہ کشتی میں تھا کہ ہماری کشتی پر حملہ ہو گیا۔ ہماری کشتی ڈوب گئی۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا اور جیل میں بھجوا دیا گیا۔ میں سپاہیوں کو دو ہزار درہم دیے کہ وہ مجھے قتل نہ کریں۔

جیل میں ایک دن میں نے دیکھا کہ کسی کو لائے ہیں، اس کے سر پر عمامہ ہے۔ اچھی شکل و صورت کا آدمی تھا۔ میں پہچان گیا کہ یہ تو خلیفہ امین ہے۔ وہ دہشت و خوف کی وجہ سے یوں کانپ رہا تھا جیسے ابھی اس کے بدن سے جان نکل جائے گی۔

میں اس کا غلام تھا، اس کے باوجود میں اس کو ذکر و استغفار کی تلقین کر رہا تھا۔ میں نے نماز تہجد پڑھی لیکن ابھی نماز وتر نہیں پڑھی تھی کہ اچانک مجھے ڈر ہوا کہ کہیں مجھے بھی اس کے ساتھ قتل نہ کر دیں۔ میں فوراً نماز وتر کے لیے کھڑا ہو گیا۔ امین نے کہا: میرے قریب آ کر نماز پڑھو مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد جلاد آیا اور امین کا سر تن سے جدا کر دیا گیا۔ (تتمۃ المنتہی، ص ۱۸۴)

باب نمبر 98

اچھا اور اچھائی

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا

جو کوئی نیک کام انجام دے گا، اس کا اجر دس برابر ہے۔ (انعام/۱۶۰)

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

من زاغ سائت عندہ الحسنہ وحسنت عندہ السئیۃ۔

اگر کوئی حق سے منہ موڑے گا، اس کے نزدیک اچھا کام برا ہو جائے گا اور برا کام اچھا ہو جائے گا۔

(غرر الحکم ۱/۲۵۶)

۱۔ ملخ (ٹڈی) کے ساتھ بھی نیکی

کہتے ہیں عربوں میں ایک آدمی ابو حنبل تھا۔ اُسے ملخ کا پناہ دہندہ کہا جاتا تھا۔ یعنی کو ملخ (ٹڈیوں) کو بھی پناہ دیا کرتا تھا۔ اس کے گھر کے آس پاس میں بہت سے ملخ تھے۔ لوگ وہاں آئے تا کہ ان کو پکڑ سکیں۔ اس نے پوچھا: کیا بات ہے تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو؟ لوگوں نے کہا ملخ (ٹڈی) تمہاری پناہ میں ہے۔ ہم انہیں پکڑنا چاہتے ہیں۔

اس نے کہا: اب جبکہ یہ ملخ (ٹڈیاں) میرے گھر کے پاس آگئے ہیں، ناممکن ہے کہ تم لوگ انہیں پکڑ سکو۔ اس نے اپنے غلاموں کے ساتھ مل لوگوں کو وہاں سے بھگا دیا۔ (نوادر، ص ۲۷)

۲۔ اچھا جواب

انس کہتا ہے: میں امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ ایک کنیز آئی۔ وہ امامؑ کے لیے پھولوں کا گلدستہ لائی تھی۔ امامؑ نے خدا کی راہ میں اُسے آزاد کر دیا۔

میں نے عرض کی: صرف ایک پھولوں کے گلدستہ کے بدلے آپؑ نے اُسے آزاد کر دیا۔ فرمایا: خداوند نے ہماری ایسی ہی تربیت فرمائی ہے۔ خداوند نے فرمایا ہے کہ جب کوئی تم پر سلام کہے تو اس سے بہتر اور اچھے انداز میں اس کا جواب دو یا کم از کم اسی طرح

جواب دو۔ (نساء/۸۶)۔ اس کنیز نے جو مجھ سے محبت کا اظہار کیا ہے اس کا بہتر جواب اس کی آزادی ہی ہے۔

(محجۃ البیضاء ۳/ ۲۲۷)

۳۔قیدی کی جگہ

حاتم طائی بے مثل نیک انسان تھا۔ جب وہ عنزہ کی زمین پر پہنچا ایک قیدی نے اسے آواز دی۔ او! مجھے یہ زنجیر اور جوئیں کھا گئی۔ حاتم نے کہا: میں ابھی اپنے شہر میں نہیں ہوں اور نہ ہی میرے پاس کوئی چیز ہے۔ لیکن کیونکہ تم نے مجھے بلایا ہے۔ اس لیے میں تمہارے لیے کچھ کرتا ہوں۔ حاتم نے اس قیدی کی جگہ اپنے آپ کو پیش کردیا اور اس قیدی کو آزاد کروادیا۔ پھر کسی کے ذریعے اپنی قوم کو پیغام بھجوایا۔ وہ لوگ آئے اور قیمت ادا کرنے کے بعد حاتم کو آزاد کرواکر گھر لے گئے۔ (نوادر، ص ۷۳)

۴۔مناسب جواب

سلطان محمود غزنوی نے عباسی خلیفہ القادر باللہ کے پاس کسی کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ میں بغداد کو ویران کردوں گا اور بغداد کی مٹی اونٹوں پر لاد کر غزنی لے جاؤں گا۔ خلیفہ نے اس کا جواب ایک خط میں لکھا۔ خط میں صرف ''الم'' لکھ کر خط بند کردیا اور سلطان کی طرف روانہ کردیا۔ سلطان محمود نے جواب کو سمجھنے کیلئے سب علماء کو جمع کیا۔ قرآن پاک میں سے الم سے شروع ہونے والی ساری آیات کو دیکھا لیکن جواب سمجھ میں نہ آیا۔ سلطان کے پاس ایک جوان تھا جس کی طرف کسی کی توجہ نہ تھی۔ اس نے سلطان سے کہا: اگر اجازت ہو تو میں بھی اس کا ایک جواب بتاؤں۔ سلطان نے اسے اجازت دی تو اس نے کہا: سلطان نے اُسے فیل (ہاتھی) کے ساتھ دھمکی دی ہے؟ سلطان نے کہا: ہاں ایسا ہی ہے۔ جوان نے کہا: اس نے جواب میں لکھا ہے: الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہاتھی والوں کے ساتھ خدا نے کیا کیا؟ (فیل/۱) سلطان محمود جواب سن کر کہا: یہی اس کا مناسب جواب ہے۔ سلطان نے خوش ہو کر اور اس جوان کو اپنے قریب بلند مقام و منصب سے نوازا۔ (کشکول، ص ۳۹۹)

۵۔ماں باپ کے بعد

پیامبر خدا کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور پوچھا: میں کس کے ساتھ نیکی کروں؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ۔ اس نے پھر پوچھا: اپنی ماں کے بعد پھر کس کے ساتھ نیکی کروں؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ۔ تیسری مرتبہ بھی پیامبرؐ نے ماں کے بارے میں نصیحت فرمائی۔ چوتھی مرتبہ جب اس نے سوال تکرار کیا: پھر کس کے ساتھ نیکی کروں؟ پیامبرؐ نے فرمایا: اپنے باپ کے ساتھ۔

عرض کی: پھر اس کے بعد کس کے ساتھ نیکی کروں؟ فرمایا: اس کے ساتھ جو سب سے زیادہ تمہارے قریب ہے۔ (رشتے اور تعلق کے لحاظ سے) (محجۃ البیضاء، ۶/ ۳۲۸)

باب نمبر 99

مومن کی موت

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿﴾

اگر خدا کی راہ میں مارے جاؤ یا مرجاؤ، اللہ کی رحمت اور بخشش، اُن تمام چیزوں سے بہتر ہے جو تم (اپنی پوری زندگی) میں جمع کرتے ہو۔ (آل عمران/ ۱۵۷)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

المؤمن فی ای ساعة قُبِض فهو شهید.

مومن کی جب بھی روح قبض کی جائے، اُس کو شہید کا درجہ ملتا ہے۔

(تفسیر معین، ص ۰۷۔ بحار ۶۸ / ۱۳۰)

ا۔ خلیفہ کی موت

جب یزید واصل جہنم ہوا، اُس کا بیٹا معاویہ خلافت کے تخت پر بیٹھا، چالیس دن حکومت کی اور پھر مسجد کے منبر پر گیا اور امام علی، امام حسن وامام حسینؑ کے فضائل بیان کئے اور اپنے باپ اور دادا معاویہ کی مذمت کی اور کہا: لیکن اگلے خلیفے کا انتخاب آپ کے اپنے ذمے ہے۔

حبیب السیر کی کتاب میں نقل ہوا ہے کہ منبر پر اُس نے کہا: لوگو! میں خلافت کے اہل نہیں ہوں اور اس لباس کے لیے مناسب ترین شخص زین العابدینؑ ہیں جن پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا۔

پس اسی دن یا رات کو اُس کا انتقال ہوگیا۔ بعض کہتے ہیں طبیعی موت مرا اور بعض کا کہنا ہے طاعون سے اور قوی امکان یہ ہے کہ اُس کو زہر دے کر مارا گیا۔ ظاہری طور پر مروان حکم اور یزید کی بیوی نے وہ زہر اُس کو کھلایا۔ (تاریخ یعقوبی ۲ / ۲۴۰)

۲۔ پکاریں اور میں جواب دوں

علی بن سہل اصفہانی قرن سوم کے زاہدوں میں سے ایک تھے، وہ اصفہان کے قبرستان میں مدفون ہے۔ وہ جنید بغدادی کے قریبی رفقا میں سے تھا۔

وہ کہتا ہے: تم لوگ یہ سمجھتے ہو، کہ جیسے آپ لوگ مرتے ہو، میری موت بھی ایسی ہوگی۔ جیسے کہ تم بیمار ہوتے ہو اور لوگ تمہاری عیادت کرنے آتے ہیں۔ نہیں ایسا نہیں ہے۔ مجھے جب وہ پکاریں گے میں جواب دوں گا۔

ایک دن کہا: لبیک! سر رکھا اور اللہ کو پیارا ہو گیا۔ ابوالحسن مزین بغدادی کہتا ہے: نزع کے عالم میں اُس کو کہا: کہو، لا الہ الا اللہ، مسکرائے اور کہا: مجھے کہتے ہو کلمہ پڑھوں! اُس کی عزت کی قسم میرے اور اُس کے درمیان کوئی حجاب نہیں سوائے عزت کے، اور جان دے دی۔ ابوالحسن اس کے بعد کہتے ہیں: شرم کی بات ہے کہ میں ایک عام شخص، ولی خدا کو کلمہ طیب شہادت کی تلقین کروں۔ یہ کہا اور رونے لگے۔ (تذکرۃ الاولیا، ص ۵۴۴)

۳۔ شیخ محمد باقر قاموسی

استاد عارف آیت اللہ کشمیری بھی عالم، زاہد و عارف شیخ محمد باقر قاموسی کا ذکر کیا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ وہ ملا حسین قلی ہمدانی کے شاگرد تھے۔ اسی طرح آیت اللہ حکیم شیخ محمد باقر قاموسی کے شاگرد تھے۔

ایک دن وہ چند لوگوں کے درمیان بیٹھے تھے، کہنے لگے: اچھا ہے کہ اب دنیا سے چلا جاؤں۔ یہ کہہ کر سورہ یس کی تلاوت شروع کردی۔ تکیہ پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ جب ستائیسویں آیت "وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ" پر پہنچے تو جان خالق حقیقی کے حوالے کردی۔

۴۔ بندہ نوازی

چنگیز خان کا بیٹا او تائی جب نیشاپور کے شہر میں پہنچا اور وہاں اس نے عوام کا قتل عام شروع کیا۔ اسی دوران شیخ عطار کو گرفتار کر کے لائے۔ اور تلوار سے اُن کی گردن پر وار کیا۔ (م ۶۲۷) کہتے ہیں کہ جب اُن کی گردن سے خون جاری ہوا تو شیخ عطار نے اپنے خون میں انگلی ڈبو کر یہ شعر لکھے:

در کوی تو رسم سرفرازی اینست
مستانِ تو را کمینہ بازی اینست

تیرے کوچے میں سرفرازی کی رسم یہ ہے، تیرے مستانوں کے ساتھ یہ کم ظرف کھیلتے ہیں۔

با این ہمہ رتبہ، ہیچ تو انم گفت
شاید کہ تو را بندہ نوازی اینست

اتنے بلند رتبے کے ساتھ میں کچھ نہ کہہ سکا، شاید تیری بندہ نوازی یہی ہے۔

(کشکول، ص ۱۵۳)

۵۔ اس سے جا ملیں گے

آیت اللہ کشمیری کہتے ہیں: میں جناب عارف باللہ، میرزا جواد ملکی تبریزی کے درس میں تھا۔ ایک دن مجھ سے پوچھتے ہیں: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں کہا: ہمدان کا رہنے والا ہوں۔ پوچھا: ہمدان میں کس جگہ کے ہو؟ میں نے کہا: بہار کا۔ وہ رونے لگے اور آنسوؤں سے اُن کا چہرہ بھیگ گیا۔ پھر کہا: کیا شیخ محمد بہاری کی قبر لوگوں کیلئے زیارت گاہ ہے یا نہیں؟

پھر کہا: انشاء اللہ میں آئندہ جمعرات کو اُن کا مہمان بنوں گا اور اُن کے ساتھ جا ملوں گا۔ ٹھیک اگلی جمعرات، عید قربان کے دن ۱۳۴۳ھ کو انہوں نے وفات پائی۔ (شیخ مناجاتیان، ص ۱۲۲)

باب نمبر 100

معصومین ؑ کی ازواج

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً

خدا نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا۔ ان کی بیویوں کو ان کی جنس سے خلق فرمایا۔ پھر ان دو سے کثیر مرد اور عورتوں کو پیدا کیا۔ (نساء/۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ما استفاد المومن بعد تقویٰ اللہ عز وجل خیرا لہ من زوجہ صالحۃ.

مومن کیلئے تقویٰ الٰہی کے بعد نیک بیوی سے بڑھ کر کوئی خیر نہیں ہے۔ (تفسیر حسین، ص ۸)

ا۔ بی بی شہر بانو (سلام اللہ علیہا)

ایرانیوں کو جب شکست ہوگئی تو کئی ایک قیدی مدینہ لائے گئے۔ جناب عمر نے چاہا کہ ان کی بیٹیوں اور ان کے مردوں کو عرب کے لوگوں کیلئے غلام بنادیں۔

امیر المومنین نے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا: ان عورتوں کو شادی کے لیے اختیار دو کہ جس سے چاہیں شادی کریں۔ کچھ افراد نے بادشاہ کسریٰ کی بیٹی سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔ لیکن وہ خاموش رہیں۔ پھر انہوں نے امام حسین ؑ کی طرف اشارہ کیا۔ امیر المومنین نے پوچھا: آپ کا نام کیا ہے؟ کہا: شاہ زنان۔ پھر امام علی نے فرمایا: آپ کا نام شہر بانو ہے اور آپ کی بہن کا نام مروارید ہے۔ پھر بی بی شہر بانو سے پوچھا: امام حسین کا انتخاب کیوں کیا؟ بی بی نے جواب دیا: شہر مدائن میں مسلمانوں کے لشکر کے داخل ہونے سے پہلے عالم خواب میں پیامبر اکرم میرے گھر تشریف لائے۔ دوسری رات بی بی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تشریف لائیں مجھے اسلام قبول کرنے کو فرمایا۔ (میں نے اسلام قبول کرلیا۔) پھر اپنے بیٹے سے میری شادی کر دی۔

بی بی شہر بانو (سلام اللہ علیہا) کے بطن مبارک سے امام علی بن حسین علیہ السلام متولد ہوئے۔ (بحار الانوار ۴۶/ ۱۵)

۲۔ بی بی حمیدہ (سلام اللہ علیھا)

ابن عکاشہ اسدی امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا، وہاں امام جعفر صادق علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے، اسدی نے عرض کی: آپ امام جعفر صادق علیہ السلام کی شادی کیوں نہیں کرتے؟ وہاں سونے کے سکوں کی ایک تھیلی رکھی تھی۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: جلد ہی مراکش کی طرف سے ایک شخص میمون کے گھر آئے گا۔ ان سکوں کے ساتھ اس سے ایک کنیز خریدیں گے۔ کہتا ہے: کچھ دنوں کے بعد میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں گیا۔ امام نے فرمایا: جاؤ کنیز خرید لاؤ۔ میں بردہ فروش کے پاس گیا۔ اس نے کہا: میں نے ساری کنیزیں فروخت کر دی ہیں۔ صرف دو کنیزیں باقی ہیں۔ وہ دونوں ایک سے بڑھ کر اچھی ہیں۔ پھر ان دونوں کو لے آیا۔

میں نے کہا: ان میں سے زیادہ اچھی کنیز کو کتنے میں فروخت کرو گے؟ اس نے کہا: ستر دینار میں۔ میں نے قیمت کے کم کرنے کے بارے میں بات کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہو۔ پھر ہم نے تھیلی میں موجود سکے گنے تو دیکھا وہ پورے ستر دینار تھے۔ پس اُسے خرید لیا اور امام کی خدمت میں لے آئے۔

امام صادق علیہ السلام وہاں موجود تھے۔ امام باقر علیہ السلام نے حمد خدا کی اور اس سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ کہا: حمیدہ۔ فرمایا: دنیا میں پسندیدہ ہو اور آخرت میں ستائش (تعریف) کی جانے والی ہو۔

پھر اپنے بیٹے امام صادق علیہ السلام سے فرمایا: اسے اپنی زوجہ کی حیثیت سے قبول کرو۔ اس بی بی سے امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام متولد ہوئے۔ (منتہی الآمال ۲/۱۸۲۔ کافی ۱/۴۷۶)

۳۔ بی بی نجمہ (سلام اللہ علیھا)

ہشام بن احمر کہتا ہے: امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اہل مغرب میں سے کوئی یہاں آیا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ فرمایا: کیوں نہیں آیا۔ آؤ اکھٹے چلتے ہیں۔ ہم باہر گئے۔ امامؑ نے بردہ فروش سے کنیز مانگی۔ وہ سات کنیزیں لایا۔ امامؑ نے ان میں سے کسی کو قبول نہ کیا۔ پھر اس نے بتایا کہ ایک کنیز بیمار ہے۔ امامؑ نے فرمایا: اسے لاؤ۔ لیکن بردہ فروش راضی نہ ہوا۔ دوسرے دن امامؑ نے مجھ سے فرمایا: جاؤ اور ہر قیمت پر اس بیمار کنیز کو خرید لاؤ۔

میں گیا۔ اس نے بہت زیادہ قیمت بتائی تو میں نے قبول نہ کیا۔ بردہ فروش نے پوچھا: کل جو شخصیت تمہارے ہمراہ آئی تھی وہ کون ہیں؟ میں نے کہا: بنی ہاشم میں سے ہیں۔

کہنے لگا: ایک اہل کتاب عورت نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ کنیز روئے زمین پر بہترین مرد کیلئے ہے۔ اس کنیز کے بطن سے ایسا بچہ پیدا ہوگا جس کی مثال شرق و غرب نہ ہوگی۔

میں نے کنیز کو خریدا اور امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی خدمت میں لے آیا۔ امامؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: میں نے اس کنیز کو نہیں خریدا مگر خدا کے حکم سے۔ پھر اس بی بی سے امام علی رضا علیہ السلام متولد ہوئے۔ (منتہی الامال ۲/۲۵۸)

۴۔ بی بی خیزران (سلام اللہ علیہا)

امامؑ کی زوجہ محترمہ کا نام سبیکہ تھا، امام رضا علیہ السلام نے اُن کا نام خیزرانؔ رکھا۔ وہ سوڈان کے علاقے نوبہ کی رہنے والی تھیں۔ پیامبرؐ نے فرمایا: پدرم قربان ہوں، اس فرزند پر جو اہل نوبہ کی بہترین و پاکیزہ کنیز سے ہیں۔

امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے یزید بن سلیط سے فرمایا: اگر تم نے اسے دیکھا تو اسے میرا سلام کہنا۔ بی بی خیزران سوڈان کے کچھ لوگوں کے ہمراہ مدینہ تشریف لائیں تھیں۔ امامؑ نے اُن سے شادی کی اور امام جواد علیہ السلام اُن کے بطن مبارک سے متولد ہوئے۔ (داستان از دواج معصومینؑ، ص ۲۱۴)

۵۔ بی بی فاطمہ (سلام اللہ علیہا)

امام حسن علیہ السلام کی ایک بیٹی جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا تھیں جو کہ بعد میں ام عبداللہ کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ امام صادق علیہ السلام نے اُن کے بارے میں فرمایا: اُن کی سچائی اور نیکی کے برابر کوئی عورت نہیں ہے۔ امام حسن علیہ السلام کے خاندان میں اُن جیسا کوئی نہ تھا۔ وہ مستجاب الدعوہ تھیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: میری والدہ گرامی ایک دیوار کے پاس تشریف فرما تھیں۔ وہ دیوار گرنے والی تھی۔ کہنے لگیں: جناب مصطفیٰؐ کی قسم، خدا نے تمہیں ابھی گرنے کی اجازت نہیں دی۔ دیوار وہیں رک گئی۔ پھر جب بی بی وہاں اُٹھیں تو میرے والد بزرگوار نے سو دینار صدقہ دیا۔

کربلا کے واقعہ میں اُن کا چار سالہ بیٹا امام محمد باقر علیہ السلام بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ قیدیوں کے ساتھ ہر جگہ اُنہوں نے تکالیف و مصیبتیں برداشت کیں۔ امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کی نسل کو ملانے والی خاتون یہی ہیں۔ ان کے بطن مبارک سے امام محمد باقر علیہ السلام متولد ہوئے۔ (بحار الانوار ۴۶/۲۱۵)